سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ

ایمان کے موضوع پر عظیم سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ میں توحید، رسالت اور آخرت یعنی ایمانیاتِ ثلاثہ کے مضامین بڑے مؤثر انداز میں بیان ہوئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۰ — توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۱ تا ۷۴ — ایمان بالآخرت
- آیات ۷۵ تا ۱۴۸ — انبیاء پر عنایاتِ ربّانی
- آیات ۱۴۹ تا ۱۶۶ — مشرکین مکہ کے شرک کی نفی
- آیات ۱۶۷ تا ۱۸۲ — مشرکین مکہ کی محرومی

آیات ۱ تا ۵

تعلیماتِ وحی کا حاصل... عقیدۂ توحید

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ①	قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر
فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ②	پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر
فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ③	پھر اُن کی جو تلاوت کرنے والے ہیں ذکر کی
اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ④	بے شک تمہارا معبود یقیناً ایک ہے۔
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	جو ربّ ہے آسمانوں اور زمین کا
وَمَا بَيْنَهُمَا	اور اُن سب کا جو اِن دونوں کے درمیان ہیں

وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵	اور جو ربّ ہے تمام مشرقوں کا۔

یہ آیات ایک قسم اور پھر جوابِ قسم پر مشتمل ہیں۔ ایک اہم حقیقت کے بیان کے لیے اُن فرشتوں کو قسم کے ذریعے گواہ بنایا جارہاہے جو اللہ تعالیٰ کے تابعد اراور انبیاء تک وحی پہنچانے پر مامور ہیں۔ وہ فرشتے ہر وقت صف باندھے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں۔ پھر جب وحی لے کر آتے ہیں تواُن شیطانوں کوڈانٹتے ہیں جو وحی کی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر وہ تلاوت کرتے ہوئے نبی کے قلبِ مبارک پر وحی نازل کرتے ہیں۔ وحی کی تعلیم کالب لباب یہ ہے کہ معبود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ تمام انسانوں، زمین اور اُن کے درمیان موجود ہر شے کا مالک و نگران ہے۔ کائنات کی ہر شے، ہر آن اُس کی نظر کرم کی محتاج ہے۔

آیات ۶ تا ۱۰

وحی کی خصوصی حفاظت

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝۶	بے شک ہم نے سجایا ہے دنیوی آسمان کو ایک خاص زینت یعنی ستاروں سے۔
وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷	اور (جو) حفاظت کے لیے (بھی ہیں) ہر سرکش شیطان سے۔
لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى	کان لگاکر نہیں سن سکتے (فرشتوں کی) اعلیٰ مجلس کی باتیں
وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸	اور (انگارے) پھینک کر مارے جاتے ہیں ہر طرف سے۔
دُحُوْرًا	(اُنہیں) بھگانے کے لیے
وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹	اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہے۔

اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ	سوائے اُس کے جو لے اڑے کوئی بات
فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾	تو اُس کا پیچھا کرتا ہے ایک چمکتا ہوا انگارہ۔

اِن آیات میں وحی باری تعالیٰ کی شیاطین سے حفاظت کا ذکر ہے۔ آسمان پر نظر آنے والے ستارے دراصل آسمان کی سجاوٹ کا ذریعہ ہیں۔ البتہ یہی ستارے وحی کی حفاظت کے لیے حفاظتی چوکیاں بھی ہیں۔ اُن میں وحی کے محافظ فرشتے موجود رہتے ہیں۔ جب وحی کا نزول ہوتا تھا تو شیاطین جن، وحی کی سن گن لینے کی کوشش کرتے تھے۔ محافظ فرشتے اُنہیں مار بھگاتے تھے۔ اگر کوئی شیطان وحی کا کوئی لفظ سننے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ فرشتے شہابِ ثاقب کے ذریعہ اُسے ہلاک کر دیتے تھے۔ مشرکین مکہ بہتان لگاتے تھے کہ معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ کاہن ہیں۔ شیاطین جن اِن پر قرآن لے کر اترتے ہیں۔ یہ آیات اِس بہتان کی بھی زور دار نفی کر رہی ہیں۔

آیات ۱۱ تا ۱۹

کیا خالق ارض و سماء، انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟

فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَهُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمۡ مَّنۡ خَلَقۡنَا	پس اے نبیؐ! پوچھیئے اِن سے کیا وہ زیادہ مشکل ہیں پیدا کرنے کے اعتبار سے یا وہ سب جو ہم نے پیدا کیا ہے
اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾	بے شک ہم نے پیدا کیا ہے اِنہیں چپکتے ہوئے گارے سے۔
بَلۡ عَجِبۡتَ وَيَسۡخَرُوۡنَ ﴿۱۲﴾	بلکہ آپؐ نے تعجب فرمایا اور وہ مذاق اڑاتے ہیں۔
وَاِذَا ذُكِّرُوۡا	اور جب اُنہیں نصیحت کی جائے
لَا يَذۡكُرُوۡنَ ﴿۱۳﴾	وہ قبول نہیں کرتے۔

وَ اِذَا رَاَوْا اٰیَةً	اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشانی
یَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾	تو خوب مذاق اڑاتے ہیں۔
وَ قَالُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾	اور کہتے ہیں یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو۔
ءَاِذَا مِتْنَا	کیا جب ہم مر جائیں گے
وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا	اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾	کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں؟
اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾	کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔
قُلْ نَعَمْ	فرمایئے جی ہاں
وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور تم ذلیل ہو گے۔
فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ	پس بے شک وہ تو ہو گی ایک ہی ڈانٹ
فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾	پھر اچانک وہ دیکھ رہے ہوں گے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک ایسی کائنات بنائی ہے جو انتہائی وسیع و عریض اور طرح طرح کی مخلوقات پر مشتمل ہے۔ اُس عظیم خالق نے پہلے انسان کو گارے سے بنایا تھا۔ کیا اتنا بڑا خالق انسانوں کو اُن کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ بلاشبہ کر سکتا ہے لیکن ہٹ دھرم مخالفین یہ حقیقت تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ اُنہیں یہ عمل جادو نظر آتا تھا کہ مرنے کے بعد اُنہیں اور اُن کے باپ دادا کو پھر سے زندہ کر دیا جائے۔ جواب دیا گیا کہ یہ عمل ہو کر رہے گا۔ نہ صرف تمام انسان صور کی ایک ہی آواز پر زندہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ سر جھکائے پیش بھی ہوں گے۔

آیات ۲۰ تا ۲۶

میدانِ حشر کا ایک منظر

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا	اور کہیں گے کافر ہائے ہماری بربادی!
هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾	یہ تو بدلے کا دن ہے۔
هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۱ ۲۱ ۵	(کہا جائے گا) یہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔
اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	(اے فرشتو!) جمع کرو اُنہیں جنہوں نے ظلم کیا
وَ اَزْوَاجَهُمْ	اور اُن کے ساتھیوں کو
وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾	اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اللہ کے سوا
فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾	پھر لے چلو اُنہیں جہنم کے راستے کی طرف۔
وَقِفُوْهُمْ	اور ٹھہراؤ اِنہیں
اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾	اِن سے پوچھا جائے گا۔
مَا لَكُمْ	کیا ہوا ہے تمہیں
لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾	تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾	بلکہ وہ آج بالکل فرمانبردار ہیں۔

مرنے کے بعد زندگی کی خبر کو جھٹلانے والے روزِ قیامت حیران و پریشان ہوں گے۔ حسرت سے کہیں گے کہ یہ تو بدلے کا دن آگیا۔ جواب دیا جائے گا کہ ہاں! یہ وہی بدلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ اب تمام مجرموں، اُن کے باطل معبودوں اور دنیادار لیڈروں کو ایک ساتھ جمع کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھے گا کہ آج تم سب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کر رہے؟ مدد تو درکنار اُس روز ہر مجرم دوسرے پر اپنی گمراہی کا الزام لگا کر خود کو بے گناہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بے بسی و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۳۴

دنیادار لیڈروں کا اپنے پیروکاروں کو کورا جواب

وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	اور متوجہ ہوں گے اُن میں سے بعض، بعض کی طرف
يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾	ایک دوسرے سے سوال کریں گے
قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾	کہیں گے پیروکار (سرداروں سے) بے شک تم آتے تھے ہمارے پاس دائیں طرف سے (بڑا داؤ ڈالتے ہوئے)
قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾	کہیں گے سردار بلکہ نہیں تھے تم ایمان لانے والے۔
وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ	اور نہیں تھا ہمارا تم پر کوئی زور
بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾	بلکہ تم خود ہی حد سے بڑھنے والے لوگ تھے۔
فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا	تو سچ ثابت ہوئی ہم پر ہمارے ربّ کی بات
اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾	بے شک ہم یقیناً چکھنے والے ہیں (عذاب)۔

فَاَغْوَيْنٰكُمْ	سو ہم نے گمراہ کیا تمہیں
اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾	بے شک ہم خود گمراہ تھے۔
فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾	تو بے شک وہ اُس دن عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾	بے شک ہم ایسے ہی کیا کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔

میدانِ حشر میں مجرمین اپنے لیڈروں کو الزام دیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا۔ لیڈر پلٹ کر کہیں گے کہ تم خود ہی دنیا کی لذتوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہمارے پیروکار بنے تھے۔ ہمارا تم پر کوئی اختیار نہیں تھا بلکہ تم خود ہی سرکش تھے۔ ہم نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں گمراہ کن تصورات دیے اور تم نے اپنے مفادات کے لیے ہماری پیروی کی۔ اب اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم سب کو اب عذاب کا مزہ ہر صورت میں چکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیادار لوگوں کی پیروی کرنے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۵ تا ۳۹

گستاخانِ رسول ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا غضب

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	بے شک یہ (عذاب میں شریک ہونے والے) وہ لوگ تھے کہ جب کہا جاتا تھا اُن سے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے
يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾	تو وہ تکبر کرتے تھے
وَيَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا	اور وہ کہتے تھے کہ کیا واقعی ہم ضرور ہی چھوڑنے والے ہوں اپنے معبودوں کو

لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾	ایک مجنون شاعر کی خاطر۔
بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ	بلکہ وہ رسولؐ لائے ہیں حق
وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾	اور اُنہوں نے تصدیق کی ہے تمام رسولوں کی۔
اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾	بے شک تم یقیناً چکھنے والے ہو درد ناک عذاب۔
وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾	اور تم بدلہ میں نہیں دیے جاؤ گے مگر وہی جو تم کیا کرتے تھے

اللہ کے رسول ﷺ جب مجرمین کو دعوتِ توحید دیتے تو وہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے۔ توہین آمیز اور طنزیہ انداز میں گستاخی کرتے کہ کیا ہم ایک شاعر اور پاگل کی باتوں میں آکر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نہ شاعر ہیں اور نہ پاگل بلکہ حق و صداقت کے پیکر اور تمام سابقہ رسولوں کی تعلیمات کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ مجرموں کو اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا مل کر رہے گی۔ عنقریب اُن کی گستاخیاں عذاب کی صورت میں اُن پر مسلط کر دی جائیں گی۔

آیات ۴۰ تا ۴۹

اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾	سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾	یہی لوگ ہیں جن کے لیے طے شدہ رزق ہے
فَوَاكِهُ	یعنی میوے
وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾	اور اُنہیں عزت دی جائے گی

فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۴۳﴾	نعمتوں والے باغات میں۔
عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۴۴﴾	تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔
یُطَافُ عَلَیۡہِمۡ بِکَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍ ﴿۴۵﴾	گردش میں لایا جائے گا اُن پر چھلکتا ہوا جام صاف بہتی ہوئی شراب کا۔
بَیۡضَآءَ	جو سفید ہو گی
لَذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ ﴿۴۶﴾	لذیز ہو گی پینے والوں کے لیے۔
لَا فِیۡہَا غَوۡلٌ	نہ اُس میں کوئی دردِ سر ہو گا
وَ لَا ہُمۡ عَنۡہَا یُنۡزَفُوۡنَ ﴿۴۷﴾	اور نہ وہ اُس سے بہکائے جائیں گے۔
وَ عِنۡدَہُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ عِیۡنٌ ﴿۴۸﴾	اور اُن کے پاس نیچی نظروں، بڑی آنکھوں والی بیویاں ہوں گی۔
کَاَنَّہُنَّ بَیۡضٌ مَّکۡنُوۡنٌ ﴿۴۹﴾	جیسے وہ چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔

نیکی پر عمل پیرا وہی ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمالے۔ یہ لوگ جنت کی اعلیٰ اور لازوال نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں اُن کی مہمانوں کی طرح عزت کی جائے گی۔ اُنہیں لذیذ میوہ جات عطا کیے جائیں گے۔ شاندار تختوں پر بیٹھ کر ایسی پاکیزہ شراب نوش کریں گے جس سے نہ نشہ آئے گا اور نہ ہی سر چکرائے گا۔ اُن کی تسکین کے لیے نیچی نگاہیں رکھنے والی حیادار بیویاں ہوں گی جو نہ صرف رنگت میں انڈوں کی طرح سفید ہوں گی بلکہ چھپائے جانے والے انڈوں کی طرح پردے میں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت کی یہ تمام نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۰ تا ۵۷

اہل جنت کا باہمی مکالمہ

فَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ	پھر متوجہ ہوں گے اُن میں سے بعض، بعض کی طرف
تَسَآءَلُوۡنَ ﴿۵۰﴾	ایک دوسرے سے سوال کریں گے
قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ	کہے گا ایک کہنے والا اُن میں سے
اِنِّىۡ كَانَ لِىۡ قَرِيۡنٌ ﴿۵۱﴾	بے شک میرا ہوا کرتا تھا ایک ساتھی۔
يَّقُوۡلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الۡمُصَدِّقِيۡنَ ﴿۵۲﴾	وہ کہا کرتا تھا کیا بے شک تم واقعی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو۔
ءَاِذَا مِتۡنَا	کیا جب ہم مر جائیں گے
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا	اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں
ءَاِنَّا لَمَدِيۡنُوۡنَ ﴿۵۳﴾	کیا واقعی ہم ضرور بدلہ دیے جانے والے ہیں؟
قَالَ هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّطَّلِعُوۡنَ ﴿۵۴﴾	فرمائے گا اللہ کیا تم (اُسے) دیکھنے کے خواہش مند ہو؟
فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىۡ سَوَآءِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۵۵﴾	پھر وہ جھانکے گا تو دیکھے گا اُسے جہنم کے بالکل بیچ میں۔
قَالَ تَاللّٰهِ	کہے گا کہ اللہ کی قسم!
اِنۡ كِدۡتَّ لَتُرۡدِيۡنِ ﴿۵۶﴾	بلاشبہ تم تو قریب تھے کہ واقعی ہلاک کر دیتے مجھے۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ	اور اگر نہ ہوتی میرے ربّ کی نعمت
لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾	یقیناً میں بھی ہوتا پکڑ کر حاضر کیے جانے والوں میں سے۔

جنت میں ایک فرد دوسرے سے کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ اِس حقیقت کو جھٹلاتا تھا کہ مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اِس جنتی سے کہا جائے گا کہ کیا تم اُس گمراہ ساتھی کا انجام دیکھنا چاہتے ہو۔ اب وہ اُسے جہنم کے عین وسط میں عذاب میں مبتلا دیکھے گا۔ اُس سے کہے گا کہ اگر میں تمہاری بات مان لیتا تو آج تمہاری طرح برباد ہو جاتا۔ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا کہ میں نے تمہارے گمراہ کن تصورات کو قبول نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی گمراہوں کے شر سے محفوظ فرمائے ۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۶۱

مقابلہ کا اصل میدان... حصولِ جنت کے لیے کوشش

اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾	(جنتی کہیں گے) کیا اب ہم مرنے والے تو نہیں۔
اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی	سوائے ہماری پہلی موت کے
وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾	اور اب تو ہم نہیں ہوں گے عذاب دیئے جانے والے۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾	بے شک یہی تو ہے شاندار کامیابی۔
لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾	اِس جیسی کامیابی کے لیے پس چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے۔

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیش کے لیے ہیں۔ جنت کا حصول ایسی عظیم کامیابی ہے جس کے بعد کسی ناکامی کا امکان ہی نہیں۔ ترغیب دی گئی کہ مقابلہ کرنے والوں کو اِس کامیابی تک پہنچنے کے لیے مقابلہ کرنا چاہیے۔ مقابلہ کا اصل میدان دنیا میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا نہیں بلکہ جنت کے حصول کی کوشش اور اُس میں بھی بلند سے بلند درجوں تک پہنچنے کے لیے خواہشاتِ نفس، مال اور جان کی قربانیاں دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی پاکیزہ محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۲ تا ۶۸

جہنمیوں کا برا حال

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا	کیا یہ بہتر ہے مہمانی کے طور پر
اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾	یا زقوم کا درخت؟
اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾	بے شک ہم نے بنایا ہے اُسے ایک آزمائش ظالموں کے لئے۔
اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾	بے شک وہ ایسا درخت ہے جو اگتا ہے بھڑکتی ہوئی آگ کی تہ میں۔
طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾	اُس کا خوشہ گویا کہ وہ شیطانوں کے سر ہیں۔
فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا	تو بے شک وہ کھانے والے ہیں اُس میں سے
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾	پھر بھرنے والے ہیں اُس سے پیٹ۔
ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾	پھر بلا شبہ اُن کے لیے اُس پر یقیناً آمیزش ہو گی کھولتے

	ہوئے پانی کی۔
ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾	پھر بلاشبہ اُن کی واپسی یقیناً اُسی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف ہوگی۔

یہ آیات اہل جہنم کے برے حال کی منظر کشی کر رہی ہیں۔ اُن بد نصیبوں کو زقوم کے درخت سے پھل کھانے پڑیں گے۔ یہ درخت جہنم کی گہرائیوں سے نکلے گا۔ کافروں کے لیے اِس درخت کا ذکر ایک فتنہ بن چکا ہے۔ وہ حیران ہیں کہ آگ میں سے درخت کیسے نکل سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ اُس درخت کا پھل شیطان کے سر یعنی کسی سانپ کے پھن کی طرح ہو گا۔ اہل جہنم مجبور ہوں گے کہ اُسے کھا کر اپنے پیٹ بھریں۔ پھر اُنہیں کھولتا ہوا پانی پینا پڑے گا۔ کھولتے ہوئے پانی سے گھبرا کر بھاگیں گے تو دہکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۶۹ تا ۷۴

جہنم میں جانے کا سبب... گمراہ باپ دادا کی پیروی

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾	بے شک اُنہوں نے پایا اپنے باپ دادا کو گمراہ۔
فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾	تو وہ اُنہی کے نقش قدم پر دوڑائے جا رہے ہیں۔
وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾	اور یقیناً گمراہ ہوئے اُن سے پہلے اگلے لوگوں میں سے اکثر۔
وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾	اور یقیناً ہم نے بھیجے تھے اُن میں خبر دار کرنے والے۔
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾	تو دیکھو کیا انجام ہوا خبر دار کیے جانے والوں کا۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾	سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جہنم میں جانے کا ایک سبب گمراہ باپ دادا کی پیروی ہے۔ بدنصیب جہنمیوں نے دنیا میں جان لیا تھا کہ ہمارے باپ دادا کے عقائد اور سرگرمیاں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تعلیمات کے خلاف ہیں۔ اللہ کے رسول اور نیک بندے اُنہیں حق کا راستہ دکھاتے رہے لیکن اُنہوں نے پھر بھی باپ دادا کی پیروی کو ترجیح دی۔ اُنہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ماضی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جھٹلانے والوں کا کتنا بُرا انجام ہو چکا ہے۔ پھر بھی اُنہوں نے حق کی پیروی سے انکار کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دنیا میں برباد ہوئے اور آخرت میں بھی عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کی راہ کی سمجھ، اِس پر چلنے کی توفیق اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

ع ۲ ۵۳ ۶

آیات ۷۵ تا ۸۲

سیدنا نوحؑ کی عظمت

وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ	اور یقیناً پکارا ہمیں نوح نے
وَ لَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾	تو یقیناً ہم کیا خوب دعائیں قبول کرنے والے ہیں۔
وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾	اور ہم نے بچالیا اُنہیں اور اُن کے گھر والوں کو ایک بڑی مصیبت سے۔
وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾	اور ہم نے بنا دیا اُن کی اولاد کو ہی باقی رہنے والا۔
وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾	اور ہم نے باقی رکھا اُن کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔
سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾	(یہ کہنا) کہ سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾	بے شک اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾	بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔
ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾	پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔

یہ آیات سیدنا نوحؑ کی عظمت اور بلند رتبہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ظالم قوم کے مقابلہ میں اُن کی فریاد سنی اور اُنہیں مع اہل ایمان محفوظ و سلامت رکھا۔ پھر بقیہ نسل انسانی اُن ہی کی اولاد سے آگے بڑھی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں "آدمؑ ثانی" کا مقام عطا فرمایا۔ اُن کے حق میں تا قیامِ قیامت دعائے سلامتی اور تحسین کے کلمات لوگوں کی زبان پر جاری کر دیے۔ اُنہیں صاحب ایمان ہونے اور درجہ احسان پر فائز ہونے کی سند عطا کی۔ اُن کے دشمنوں کو اِس طرح برباد کیا کہ وہ رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بن گئے۔

آیات ۸۳ تا ۹۸

حق گوئی وبت شکنی... شیوۂ ابراہیمی

وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾	اور بے شک نوح کی جماعت میں سے تھے یقیناً ابراہیمؑ بھی۔
اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾	جب وہ متوجہ ہوئے اپنے ربّ کی طرف شفاف دل کے ساتھ۔
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ	جب اُنہوں نے کہا اپنے والد اور اپنی قوم سے
مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾	تم لوگ کن کی عبادت کرتے ہو۔
اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾	کیا گھڑے ہوئے معبود ہیں اللہ کے سوا جنہیں تم چاہتے ہو۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾	تو کیا خیال ہے تمہارا تمام جہانوں کے ربّ کے بارے میں۔
فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾	پھر اُنہوں نے دیکھا ایک نگاہ میں ستاروں کو۔
فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾	تو کہا بے شک میں بیمار ہوں۔
فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾	پھر لوگ چلے گئے اُن کے پاس سے پیٹھ پھیر کر۔
فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ	تو آپ آئے خاموشی سے اُن کے معبودوں کی طرف
فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾	پھر پوچھا کیا تم کھاتے نہیں ہو۔
مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾	تمہیں کیا ہے، تم بولتے نہیں ہو؟
فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾	پھر آپ ٹوٹ پڑے اُن پر مارتے ہوئے دائیں ہاتھ سے۔
فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾	تو لوگ آئے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے۔
قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾	آپ نے فرمایا کیا تم عبادت کرتے ہو اُن کی جنہیں تم خود تراشتے ہو؟
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ	حالانکہ اللہ نے پیدا کیا ہے تمہیں
وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾	اور اُسے بھی جو تم کرتے ہو۔
قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا	لوگوں نے کہا بناؤ اِن کے لیے ایک آتشکدہ
فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾	پھر پھینک دو اِنہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں۔

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا	سولوگوں نے چاہی آپ کے خلاف ایک سازش
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾	تو ہم نے کر دیا اُنہی کو سب سے نیچا۔

سیدنا ابراہیمؑ ایک ایسے بت شکن جواں مرد تھے جنہوں نے اپنے باطن میں خواہشاتِ نفس کے بتوں کو توڑا اور خارج میں پتھر کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وہ اپنے ربّ کی طرف ایک ایسے دل سے متوجہ ہوتے جو نفسانی خواہشات کی سیاہی اور برے اعمال کے زنگ سے پاک وشفاف تھا۔ پھر خارج میں بت شکنی کے مشن کا آغاز کیا۔ بت پرستوں کے سامنے حق گوئی و بے باکی کی مثال قائم کی۔ اُنہیں خود ساختہ معبودوں کی لاچارگی اور معبودِ حقیقی کی اعلیٰ شان کی طرف متوجہ کیا۔ جب بت پرست وعظ ونصیحت سے اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے تو بت خانے میں جا کر بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ بت پرستوں نے جہالت کی انتہا کر دی اور سیدنا ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا دینے کی سازش کی۔ معبودِ حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آگ کو گل وگلزار کر دیا اور حق کے دشمنوں کی سازش ناکام کر کے اُنہیں ذلیل ورسوا کر دیا۔

آیات ۹۹ تا ۱۰۲

سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ	کہا ابراہیمؑ نے بے شک میں اپنے ربّ کی طرف جانے والا ہوں
سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾	وہ ضرور راستہ دکھائے گا مجھے۔
رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾	اے میرے ربّ! عطا فرما مجھے (اولاد) صالحین میں سے۔
فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾	تو ہم نے بشارت دی اُنہیں بردبار لڑکے کی۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ	پھر جب وہ پہنچا ایسی عمر کو کہ آپ کے ساتھ بھاگ دوڑ کر سکے
قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ	آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! بلاشبہ میں دیکھتا ہوں خواب میں
اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ	کہ میں ذبح کر رہا ہوں تمہیں
فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی	تو دیکھو تم کیا رائے رکھتے ہو؟
قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ	کہا بیٹے نے اے میرے والد! کر گزریے جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے
سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾	آپ پائیں گے مجھے اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والوں میں سے۔

سیدنا ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر شہید کرنے کی کوشش نے ثابت کر دیا کہ اب اُن کی قوم سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ لہٰذا سیدنا ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ہجرت کی اور مختلف مقامات پر جا کر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اِسی محنت کے دوران جب بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل گئی، بڑھاپے نے قوتوں کو کمزور کر دیا تو دعا کی کہ اے میرے ربّ! اِس پاکیزہ مشن کو جاری رکھنے کے لیے صالح اولاد کی نعمت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ دعا قبول فرمائی اور سیدنا اسمٰعیلؑ جیسا فرزند عطا فرمایا۔ جب سیدنا اسمٰعیلؑ اِس قابل ہوئے کہ بوڑھے باپ کے مشن میں ساتھ دے سکیں تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کو تاریخ انسانی کے عظیم ترین امتحان سے گزارا۔ اُنہیں حکم دیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر دو (آپ کی دیگر اولاد بعد میں پیدا ہوئی)۔ اِس سے قبل سیدنا ابراہیمؑ گھر، والدین، اپنی جان، اپنی قوم اور اپنے وطن کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے قربان کر چکے تھے۔ البتہ اب جو امتحان تھا وہ بلاشبہ انتہائی مشکل تھا۔ لیکن آفرین ہے سیدنا ابراہیمؑ پر کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دی اور بیٹے کو ذبح

کرنے پر تیار ہو گئے۔ تحسین ہے سیدنا اسمٰعیلؑ کے لیے بھی کہ اُنہوں نے کم سنی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کو پوری رضا و رغبت سے قبول کر لیا

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی؟

آیات ۱۰۳ تا ۱۱۱

تاریخ انسانی کی عظیم ترین قربانی

فَلَمَّآ اَسْلَمَا	پس جب دونوں نے حکم مان لیا
وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾	اور آپ نے لٹا دیے بیٹے کو پیشانی کے بل۔
وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾	اور ہم نے پکارا اُنہیں کہ اے ابراہیمؑ۔
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا	واقعی تم نے تو سچ کر دکھایا خواب
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾	بے شک اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾	بے شک یہی تو یقیناً کھلی آزمائش تھی۔
وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾	اور ہم نے فدیہ دیا اُس لڑکے کا ایک بڑی قربانی کے ساتھ۔

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾	اور ہم نے باقی رکھا اُن کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾	(یہ کہنا) کہ سلام ہو ابراہیم پر۔
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾	اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾	بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

آسمان اور زمین نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک بوڑھا باپ اپنے ارمانوں سے مانگے ہوئے بیٹے کو محض اپنے ربّ کی خوشنودی پر قربان کر دینے کے لیے تیار ہو گیا ہے اور بیٹا بھی گلے پر چھری چلوانے کے لیے راضی ہو گیا۔ پھر سیدنا ابراہیمؑ نے سیدنا اسمٰعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ عین اُس وقت جب وہ اپنے فرزند کے گلے پر چھری پھیرنے لگے، اللہ تعالیٰ نے سیدنا اسمٰعیلؑ کا فدیہ، جنت سے ایک مینڈھا بھیج کر ادا فرمایا۔ سیدنا اسمٰعیلؑ کی جگہ وہ مینڈھا قربان ہوا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیمؑ کی اِس آزمائش کو تاریخ انسانی کی عظیم ترین آزمائش قرار دیا اور انعام کے طور پر اُن کا ذکرِ خیر قیامت تک جاری و ساری فرما دیا۔ اُس نے باپ اور بیٹے کی وفاداری اور جانثاری کے اِس واقعہ کو ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی عبادت مقرر کر کے رہتی دنیا تک یادگار بنا دیا۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۳

اہمیت نسب کی نہیں کردار کی ہے

وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ	پھر ہم نے بشارت دی ابراہیمؑ کو اسحاقؑ کی
نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾	جو نبی ہوں گے صالحین میں سے۔
وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ	اور ہم نے برکت نازل کی اُن پر اور اسحاقؑ پر
وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ	اور اُن کی اولادوں میں کوئی نیکی کرنے والا ہے

وَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ مُبِیۡنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع	اور کوئی کھلا ظلم کرنے والا ہے اپنی جان پر۔

اِن آیات میں سیدنا ابراہیمؑ کے لیے ایک اور بیٹے سیدنا اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت ہے۔ سیدنا اسحاقؑ بھی اپنے والد اور بڑے بھائی سیدنا اسمٰعیلؑ کی طرح انتہائی نیک اور پارسا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے فیض یاب فرمایا۔ البتہ اُن کی اولادوں میں انتہائی نیک بھی تھے اور اپنی جانوں پر کھلا ظلم کرنے والے بھی۔ گویا نیک انسان کی اولاد ہونا، اولاد کے لیے فضیلت کی بنیاد نہیں بلکہ اصل اہمیت ذاتی کردار اور طرزِ عمل کی ہے ع ۳ ۷

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیوں کر ہو

آیات ۱۱۴ تا ۱۲۲

سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا ہارونؑ پر عنایاتِ ربّانی

وَ لَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰی مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾	اور یقیناً ہم نے احسان فرمایا موسیٰ اور ہارون پر۔
وَ نَجَّیۡنٰهُمَا وَ قَوۡمَهُمَا مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۱۵﴾	اور ہم نے بچا لیا اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو ایک بڑی مصیبت سے۔
وَ نَصَرۡنٰهُمۡ	اور ہم نے مدد کی
فَکَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾	تو وہی ہوئے غالب۔
وَ اٰتَیۡنٰهُمَا الۡکِتٰبَ الۡمُسۡتَبِیۡنَ ﴿۱۱۷﴾	اور ہم نے دی اُن دونوں کو بڑی واضح کتاب۔
وَ هَدَیۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۱۱۸﴾	اور ہم نے رہنمائی کی اُن دونوں کی سیدھے راستے کی طرف۔

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	اور ہم نے باقی رکھا اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔
سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾	(یہ کہنا) کہ سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾	بے شک اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾	بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

یہ آیات سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا ہارونؑ پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی درجِ ذیل عنایات کا ذکر کر رہی ہیں:

i- اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو آلِ فرعون کے شدید ظلم سے نجات دی۔

ii- اُن کی قوم کو سرخرو کیا اور قوم کے سامنے آلِ فرعون کو ہلاکت سے دوچار کیا۔

iii- اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا ہارونؑ کو تورات جیسی عظیم کتاب عطا فرمائی۔

iv- اُن دونوں کو سیدھی راہ کی ہدایت نصیب فرمائی۔

v- اُن دونوں کو صاحب ایمان اور درجۂ احسان پر فائز ہونے کی سند دی۔

vi- رہتی دنیا تک اُن کے لیے تحسین و سلامتی کے کلمات کو جاری فرما دیا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۳۲

سیدنا الیاسؑ کا ذکرِ مبارک

وَ اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور بے شک الیاس یقیناً رسولوں میں سے تھے۔
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	جب اُنھوں نے کہا اپنی قوم سے کیا تم پرہیز گاری اختیار نہیں کرتے؟

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا	کیا تم پکارتے ہو بعل (نامی بت) کو
وَ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾	اور چھوڑ دیتے ہو بہتر بنانے والے کو۔
اَللّٰهَ رَبَّكُمْ	اللہ کو جو تمہارا ربّ ہے
وَ رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	اور تمہارے پہلے باپ دادا کا ربّ ہے۔
فَكَذَّبُوْهُ	تو اُنہوں جھٹلا دیا آپکو
فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	پھر بے شک وہ یقیناً پکڑ کر حاضر کیے جانے والے ہیں۔
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾	سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔
وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾	اور ہم نے باقی رکھا اُن کے لیے پیچھے آنے والوں میں۔
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾	(یہ کہنا) کہ سلام ہو الیاسؑ پر۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾	بے شک اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾	بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

اِن آیات میں سیدنا الیاسؑ کی مدح و تحسین ہے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کو ربّ حقیقی یعنی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی بندگی کرنے کی دعوت دی اور ایک خود ساختہ معبود بعل نامی بت کی پرستش سے منع فرمایا۔ قوم نے اُن کی دعوت کو جھٹلایا اور ہلاکت سے دوچار ہوئی۔ سیدنا الیاسؑ سرخرو ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے محسن ہونے کا اعلان فرمایا اور تاقیامِ قیامت اُن کے لیے کلماتِ خیر کو لوگوں کی زبانوں پر جاری کر دیا۔

آیات ۱۳۳ تا ۱۳۸

سیدنا لوطؑ پر اللہ کا احسان

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾	اور بے شک لوطؑ یقیناً رسولوں میں سے تھے۔
اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾	جب ہم نے بچالیا اُنہیں اور اُن کے سب گھر والوں کو۔
ع ۲۵ ۸ اِلَّا عَجُوْزًا	سوائے ایک بڑھیا کے
فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾	جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔
ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾	پھر ہم نے ہلاک کر دیا دوسروں کو۔
وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾	اور بے شک تم یقیناً اُن پر سے گزرتے ہو صبح کے وقت۔
وَ بِالَّیْلِ	اور رات کو بھی
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ ع	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔

سیدنا لوطؑ کی دعوت پر اُن کی قوم کا کوئی فرد بھی ایمان نہ لایا۔ یہاں تک کہ اُن کی بیوی بھی صدقِ دل سے ایمان لانے سے محروم رہی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا لوطؑ اور اُن کے اہل ایمان گھر والوں کو محفوظ رکھا اور اُن کی بیوی سمیت پوری قوم کو بدترین عذاب سے دوچار کیا۔ اُن کی تمام بستیوں کو الٹ دیا۔ طویل عرصہ تک اِن بستیوں کے کھنڈرات نشانِ عبرت بنے رہے۔ مشرکین مکہ شام کے سفر کے دوران اِن کھنڈرات کو دیکھتے رہے لیکن افسوس کہ سبق حاصل کرنے سے محروم رہے۔

آیات ۱۳۹ تا ۱۴۸

سیدنا یونسؑ کے لیے بخشش اور کرم

وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾	اور بے شک یونسؑ رسولوں میں سے تھے۔

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾	جب وہ بھاگ کر گئے بھری ہوئی کشتی کی طرف۔
فَسَاهَمَ	پھر وہ شریک ہوئے قرعہ اندازی میں
فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾	تو ہو گئے ہارنے والوں میں سے۔
فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ	پھر نگل لیا اُنہیں مچھلی نے
وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾	جبکہ وہ خود کو ملامت کر رہے تھے۔
وَ لَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾	پھر اگر یہ نہ ہوتا کہ وہ تھے تسبیح کرنے والوں میں سے۔
لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾	تو رہتے اُس کے پیٹ میں اُس دن تک جس میں لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔
فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾	پھر ہم نے ڈال دیا اُنہیں ایک کھلے میدان میں جبکہ وہ بیمار تھے۔
وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾	اور ہم نے اگائی اُن پر ایک بیل کدو کی۔
وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾	اور پھر ہم نے بھیجا اُنہیں ایک لاکھ کی طرف یا وہ زیادہ ہو رہے تھے۔
فَاٰمَنُوْا	پس وہ ایمان لے آئے
فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾	تو ہم نے سامانِ عیش دیا اُنہیں ایک وقت تک۔

سیدنا یونسؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت آنے سے قبل ہی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کر گئے۔ اُس نے اُنہیں ایک امتحان سے گزارا اور وہ سمندری سفر کے دوران ایک مچھلی کا لقمہ بن گئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مچھلی کے پیٹ میں محفوظ رکھا۔ وہ اپنی کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہے اور اُس کی تسبیح بیان کرتے رہے۔ اُس نے اُن کی فریاد سنی اور مچھلی کو حکم دیا کہ اُنہیں خشکی پر اُگل دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بیل اُن کے قریب اگا دی جس نے اُن کے زخمی جسم کو کیڑوں سے محفوظ کر دیا اور بیل پر لگنے والے پھل نے اُن کے لیے دوا کا کام کیا۔ پھر اُن کی قوم گناہوں سے تائب ہو کر اُنہیں ڈھونڈتی ہوئی اُن تک آ پہنچی اور اُن کی رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لے آئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اُس قوم کو ایک مدت تک اپنی نعمتوں اور برکتوں کا انعام عطا فرمایا۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۷

مشرکین مکہ کا جھوٹا عقیدہ

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ	تو اے نبیؐ پوچھیئے اِن سے کیا آپؐ کے ربّ کے لئے تو ہوں بیٹیاں
وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾	اور اُن کے لئے ہوں بیٹے؟
اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا	یا ہم نے پیدا کیا فرشتوں کو مونث
وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾	جبکہ وہ حاضر تھے۔
اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾	سن لو! بے شک وہ اپنے جھوٹ ہی سے یقیناً کہتے ہیں۔
وَلَدَ اللّٰهُ	اور صاحب اولاد ہوا ہے اللہ!
وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾	اور بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾	کیا ترجیح دی اللہ نے بیٹیوں کو بیٹوں پر؟
مَا لَكُمْ	کیا ہے تمہیں
كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾	کیسا فیصلہ کر رہے ہو تم؟
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾	کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔
فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ	تو لاؤ اپنی کتاب
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾	اگر تم سچے ہو۔

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ حیرت ہے کہ اپنے ہاں بیٹی پیدا ہو تو اُسے باعث شرم سمجھتے اور زندہ دفن کرنے کا جرم کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیاں منسوب کر دیں۔ اُن کا یہ عقیدہ سفید جھوٹ ہے جس کے لیے اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ بلاشبہ اِس قسم کے گمراہ کن تصورات رکھنا بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔

آیات ۱۵۸ تا ۱۶۳

جنات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا	اور اُنہوں نے بنا دی اللہ اور جنات کے درمیان رشتہ داری
وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾	حالانکہ یقیناً جان چکے ہیں جنات کہ بے شک وہ ضرور پکڑ کر حاضر کیے جانے والے ہیں۔
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾	پاک ہے اللہ اُن باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾	سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے۔
فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾	پس بلاشبہ تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔
مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾	نہیں ہو تم اللہ کے خلاف بہکانے والے۔
اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾	مگر اُسی کو جو بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔

مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ جب اُن سے پوچھا جاتا کہ فرشتوں کی مائیں کون ہیں تو سرداران جنات کی لڑکیوں کو فرشتوں کی ماں قرار دیتے۔ گویا سرداران جنات کو اللہ تعالیٰ کا سسر قرار دینے کی گستاخی کرتے۔ حالانکہ جنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اُس کے سامنے عاجز ولاچار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اِن تمام غلط تصورات سے جو مشرکین نے قائم کر رکھے ہیں۔ مشرکین اور اُن کے خود ساختہ معبود کمزور اور بے اختیار ہیں۔ وہ کسی ایک انسان کو بھی گمراہ نہیں کر سکتے ۔ گمراہ وہی ہوتے ہیں جو خود ہی خواہشاتِ نفس کی پیروی کر کے دنیا کی عارضی و فانی لذتوں کے طلب گار بنتے ہیں۔

آیات ۱۶۴ تا ۱۶۶

فرشتوں کا اصل مقام

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾	اور (کہتے ہیں فرشتے) نہیں ہے ہم میں سے کوئی مگر اُس کے لیے ایک متعین مقام ہے۔
وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾	اور بے شک ہم یقیناً صف باندھنے والے ہیں۔
وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾	اور بے شک ہم یقیناً تسبیح کرنے والے ہیں۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں نہیں بلکہ اُس کی فرمانبردار مخلوق ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک کے لیے طے شدہ مقام ہے اور وہ اُس سے آگے نہیں جاسکتا۔ وہ ہر وقت بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے صفیں باندھ کر کھڑے رہتے ہیں، اُس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور ہر وقت اُس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۷۰

مشرکین مکہ کے لیے وعید

وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾	اور بے شک وہ (کافر) یقیناً کہا کرتے تھے۔
لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾	اگر واقعی ہمارے پاس ہوتی کوئی نصیحت پہلے لوگوں کی۔
لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾	تو یقیناً ہم ہوتے اللہ کے چنے ہوئے بندوں میں سے۔
فَكَفَرُوْا بِهٖ	تو اُنہوں نے انکار کیا اِس (قرآن) کا
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾	سو وہ جلد ہی جان لیں گے۔

مشرکین مکہ، نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے ظہور سے پہلے دعویٰ کرتے تھے کہ اگر ہماری طرف کوئی رسول بھیجے گئے اور کوئی کتاب نازل کی گئی تو ہم ماضی کی قوموں کی طرح حق کا انکار نہیں کریں گے بلکہ حق کا ساتھ دے کر اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بن جائیں گے۔ اب جبکہ اُن کی طرف رسول اللہ ﷺ حق لے کر آگئے ہیں تو وہ آپ ﷺ کی رسالت اور تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں۔ عنقریب وہ اِس روش کے برے انجام کو دیکھ لیں گے۔ خیر اِسی میں ہے کہ وہ اپنی مجرمانہ روش سے باز آجائیں۔

آیات ۱۷۱ تا ۱۷۳

اللہ کے رسول ہی غالب رہیں گے

وَ لَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۷۱﴾	اور یقیناً پہلے طے ہو چکی ہماری بات ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے۔
اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿۱۷۲﴾	بے شک وہ یقیناً وہی ہیں جن کی مدد کی جائے گی۔
وَ اِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾	اور بے شک ہمارا لشکر یقیناً وہی غالب آنے والے ہیں۔

اِن آیات میں رسولوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا بیان ہے۔ جس نبی کو اللہ تعالیٰ نے اتمامِ حجت کے لیے کسی معین قوم کی طرف بھیجا وہ نبی، رسول قرار پائے۔ رسول کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا دستور یہ تھا کہ وہ ہمیشہ قوم کے مقابلہ میں غالب رہیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے بن کر قوم کے سامنے جاتے تھے اور اللہ کا نمائندہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے پوری پوری قوموں کو ہلاک کر دیا لیکن رسول اور اُن پر ایمان لانے والے ساتھیوں کو محفوظ رکھا۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۹

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دلجوئی

فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۱۷۴﴾	پس اے نبیؐ! آپؐ رخ پھیر لیجئے اِن (کافروں) سے ایک وقت تک کے لیے۔
وَ اَبۡصِرۡهُمۡ	اور دیکھتے رہیے اِنہیں
فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۵﴾	پھر وہ بھی جلد دیکھ لیں گے۔
اَفَبِعَذَابِنَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۱۷۶﴾	تو کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ	پھر جب وہ نازل ہو گا اِن کے میدان میں
فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾	تو بری صبح ہو گی اُن کی جنہیں خبر دار کر دیا گیا ہے۔
وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾	اور رخ پھیر لیجئے اِن سے ایک وقت تک کے لیے۔
وَ اَبْصِرْ	اور دیکھتے رہیے
فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾	پھر وہ بھی جلد دیکھ لیں گے۔

اِن آیات میں حق کا انکار کرنے والوں اور اُس پر بے بنیاد اعتراضات کرنے والوں کو برے وقت سے خبر دار کیا جا رہا ہے۔ وہ وقت کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت اچانک اُنہیں آگھیرے گی۔ اُس وقت وہ لرزتے ہوئے اقرار کریں گے کہ ہم نے حق قبول کر لیا۔ لیکن اُس وقت حق کی قبولیت اور اُس کا ساتھ دینے کا وقت گزر چکا ہو گا۔ پھر اُنہیں اُن نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا جو نفس انسانی کو مرغوب ہیں۔ اُن کا انجام وہی ہو گا جو اُن مجرموں کا ہوا جو ماضی میں گزرے ہیں۔ افسوس کہ یہ بدنصیب اِن حقائق کے بارے میں بڑے گہرے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲

اللہ تعالیٰ کے لیے تسبیح اور رسولوں کے لیے درود و سلام

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾	پاک ہے اے نبیؐ! آپ کا ربّ یعنی عزت والا ربّ ہے اُن باتوں سے جو کافر بیان کر رہے ہیں۔
وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾	اور سلام ہے رسولوں پر۔
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع	اور کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہ تین آیات ایک حسین ایمانی کیفیت اور چاشنی لیے ہوئے ہیں۔ اِن میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کا بیان بھی ہے اور تمام رسولوں کے لیے سلامتی کا ذکر بھی۔ اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اِن تمام باطل تصورات سے پاک ہے جو مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کر رکھے ہیں۔ اِن تصورات کے برعکس اللہ تعالیٰ انتہائی بلند شان کا حامل ہے اور تمام جہانوں کا وہ ربّ حقیقی ہے کہ کل شکر اور ثناء صرف اور صرف اُسی کے لیے ہے۔ پھر سلامتی اور رحمت اُن ہستیوں کے لیے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور ع ۵ ۹ ۴۴ اپنا رسول ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

سورۂ صٓ

تزکیۂ نفس کے لیے مؤثر یاددہانی

اِس سورۂ مبارکہ کی آیات ۱، ۴۹ اور ۸۷ میں قرآنِ کریم کی اِس شان کو بیان کیا گیا کہ یہ تمام جہانوں کے لیے یاددہانی ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ اِس یاددہانی کی ایک واضح نظیر ہے۔ اِس کے مضامین ایمان کی تقویت اور اعمال کی اصلاح کے لیے انتہائی مؤثر ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۶ — نفس پرستوں کے لیے وعید
- آیات ۱۷ تا ۴۸ — واقعاتِ انبیاء ...اصلاحِ نفس کی عملی مثالیں
- آیات ۴۹ تا ۷۰ — آخرت میں ثواب اور عذاب
- آیات ۷۱ تا ۸۸ — قصہ آدمؑ و ابلیس

آیات ۱ تا ۷

مشرکینِ مکہ کا گستاخانہ طرزِ عمل

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ①	ص۔ قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔
بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ②	بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے غرور اور ضد میں ہیں۔
كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ	ہم نے ہلاک کیا اِن سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو
فَنَادَوْا	پھر وہ لگے پکارنے
وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ③	اور نہ رہا تھا اب بچ نکلنے کا وقت۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ	اور اُنھوں نے تعجب کیا کہ آئے اُن کے پاس ایک خبر دار کرنے والے اُنہی میں سے
وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴	اور کہا کافروں نے (گستاخی کرتے ہوئے) یہ جادو گر ہیں، بہت بڑے جھوٹے ہیں۔
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا	کیا اُنھوں نے کر دیا سب معبودوں کو ایک ہی معبود؟
اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵	بلاشبہ یہ یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔
وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ	اور چل دیے سردار اُن میں سے
اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ	(یہ کہتے ہوئے) چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں پر
اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝۶	بے شک یہ یقیناً ایسی چیز ہے جس سے کچھ اور ہی چاہا جا رہا ہے۔
مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ	ہم نے نہیں سنی یہ بات آخری مذہب (عیسائیت) میں
اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷	یہ نہیں ہے مگر گھڑی ہوئی بات۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم تو ایک مؤثر یاد دہانی ہے۔ البتہ مشرکین مکہ اِس سے ہدایت حاصل نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ نفس پرستی کی آخری انتہا پر ہیں۔ اِس کا مظہر اُن کا تکبر اور ضد ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی بشریت کو اُن کی رسالت کی نفی قرار دے کر اُن پر جادو گر اور جھوٹا ہونے کا بہتان لگا رہے ہیں۔ خدائے واحد کے تصور پر شکوک و شبہات ظاہر کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی نیت اور ارادوں پر بد گمانی کر رہے ہیں۔ اگر وہ باز نہ آئے تو سابقہ سرکش قوموں کی طرح تباہ کر دیے جائیں گے۔ سرکش قومیں تباہی سامنے دیکھ کر توبہ کرتی رہیں لیکن اُس وقت کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔

آیات ۸ تا ۱۰

مشرکین مکہ کے گستاخانہ طرزِ عمل کی وجہ

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا	کیا نازل کی گئی ہے اِنہی پر نصیحت ہمارے درمیان
بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ	بلکہ وہ شک میں ہیں میری نصیحت کے بارے میں
بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۸	بلکہ ابھی تک اُنھوں نے نہیں چکھا میرا عذاب۔
اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۹	کیا اُن کے پاس ہیں اے نبیؐ! آپؐ کے اُس ربّ کی رحمت کے خزانے جو زبردست ہے، بہت عطا فرمانے والا۔
اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا	کیا اُن کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین اور اُس کی جو اِن دونوں کے درمیان ہے
فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۱۰	تو اُنہیں چاہیے کہ چڑھ جائیں اوپر سیڑھیوں میں (آسمان کی طرف)۔

مشرکین مکہ کے سردار نبی اکرم ﷺ کی یتیمی اور کمزور معاشی حالت کا مذاق اڑاتے اور اِس کی بنیاد پر آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کا انکار کرتے تھے۔ اِس گستاخی کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میری رحمت کے خزانے اور آسمان و زمین کی بادشاہت اِن مشرکین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ نبوت و رسالت پر کس نے فائز ہونا ہے؟ اگر اُن کے بس میں ہے تو آسمان پر چڑھ کر وحی کی آمد کو روک دیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی گستاخیوں کا وبال نہیں چکھا۔ اگر اِس وبال کا اُنہیں اندازہ ہو جائے تو پھر وہ اپنے تکبر اور گستاخیوں کو بھول جائیں گے۔

آیات ۱۱ تا ۱۶

گستاخانِ رسول ﷺ کے لیے وعیدِ شدید

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿۱۱﴾	یہ (مشرکین مکہ کا)ایک لشکر ہے جسے وہاں(بدر میں)شکست دی جائے گی (رسولوں کے دشمن) لشکروں میں سے۔
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ	جھٹلایا اِن سے پہلے قومِ نوح نے
وَعَادٌ	اور قومِ عاد نے
وَفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾	اور میخوں والے فرعون نے۔
وَثَمُوْدُ	اور قومِ ثمود نے
وَقَوْمُ لُوْطٍ	اور قومِ لوطؑ نے
وَاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ	اور جنگل والوں نے
اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾	یہ ہیں وہ لشکر (رسولوں کے دشمن)۔
ع ۱۴/۱ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ ع	نہیں تھے یہ سب مگر ہر ایک نے جھٹلایا رسولوں کو تو واقع ہو گیا میرا عذاب۔
وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً	اور انتظار نہیں کر رہے یہ لوگ مگر ایک ہی چیخ کا
مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾	نہیں ہو گا جس میں کوئی وقفہ۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا	اور اُنہوں نے کہا اے ہمارے ربّ! جلدی دے دے ہمیں ہمارا حصہ (عذاب کا)
قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾	حساب کا دن آنے سے پہلے۔

یہ آیات مشرکین مکہ کو خبر دار کر رہی ہیں کہ اگر وہ اپنے تکبر، ضد اور گستاخانہ طرزِ عمل سے باز نہ آئے تو اُن کا ویسا ہی انجام ہو گا جیسا قومِ نوحؑ، قومِ عاد، آلِ فرعون، قومِ ثمود، قومِ لوطؑ اور جنگل والی قوم کا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن پر ایسی آفت بھیجے گا جو اُن کی مکمل بربادی تک مسلسل جاری رہے گی۔ افسوس ہے مشرکین کی روش پر کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید کو بھی مذاق سمجھا اور اکڑ کر کہنے لگے کہ ہم قیامت کا انتظار نہیں کر سکتے، ہمارا حساب پہلے ہی چکا دیا جائے۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

اللہ تعالیٰ کا فضل سیدنا داؤدؑ پر

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ	اے نبیؐ! صبر کیجئے اُس پر جو وہ کہہ رہے ہیں
وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ	اور یاد کیجئے ہمارے بندے داؤدؑ کو جو قوت والے تھے
اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾	بے شک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے۔
اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ	بے شک ہم نے مسخر کر دیا تھا پہاڑوں کو اُن کے ساتھ
يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾	وہ تسبیح کرتے تھے شام اور صبح۔
وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً	اور (تسبیح کے وقت) جمع کیے گئے پرندوں کو بھی (مسخر کر دیا گیا تھا)
كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾	وہ سب کے سب اللہ کی طرف بہت رجوع کرنے والے

	تھے۔
وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ	اور ہم نے مستحکم کی اُن کی حکومت
وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝۲۰	اور ہم نے دی اُن کو حکمت اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت۔

حضرت داؤدؑ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں باعزت مقام اور شان و شوکت دی۔ اُن کے حمدِ باری تعالیٰ کے ترانے اتنے مؤثر اور دل پذیر تھے کہ پہاڑ بھی وجد میں آجاتے اور اڑتے ہوئے پرندے بھی اُن کے ساتھ شریک حمد ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک مستحکم بادشاہت عطا کی، حکمت و دانائی کی خیر کثیر سے نوازا اور واضح، عام فہم اور دوٹوک گفتگو کرنے کا عمدہ سلیقہ سکھایا۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھنے اور اُس کے احکامات کے سامنے سر جھکا دینے والوں کا انعام واقعی نہایت شاندار ہوتا ہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۵

ایک سبق آموز واقعہ

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ	اور اے نبیؐ! کیا آئی ہے آپؐ کے پاس خبر جھگڑنے والوں کی
اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝۲۱	جب وہ داخل ہوئے دیوار پھاند کر عبادت گاہ میں۔
اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ	جب وہ حاضر ہوئے داؤدؑ کے سامنے تو داؤدؑ گھبرا گئے اُن سے
قَالُوْا لَا تَخَفْ	اُنہوں نے کہا مت ڈریے

خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ	ہم دو گروہ ہیں جھگڑنے والے، ہم میں سے ایک نے زیادتی کی ہے دوسرے پر
فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ	فیصلہ کیجئے ہمارے درمیان حق کے ساتھ
وَلَا تُشْطِطْ	اور تاخیر نہ کیجئے
وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾	اور رہنمائی کیجئے ہماری سیدھے راستے کی طرف۔
اِنَّ هٰذَآ اَخِىْ	بے شک یہ میرا بھائی ہے
لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً	اِس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں
وَّلِىَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ	اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے
فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا	تو وہ کہتا ہے میرے حوالے کر دے اُسے بھی
وَعَزَّنِىْ فِى الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾	اور وہ سختی کرتا ہے مجھ سے گفتگو میں۔
قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ	فرمایا داؤد نے یقیناً اُس نے ظلم کیا ہے تم پر
بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ	مانگ کر تمہاری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کے لیے
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	اور بے شک بہت سے شریک یقیناً زیادتی کرتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں پر
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ	اور کم ہی ہوتے ہیں ایسے لوگ

وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ	اور خیال کیا داؤدؑ نے کہ بے شک ہم نے آزمایا ہے اُنہیں
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ	پس اُنہوں نے بخشش مانگی اپنے ربّ سے
وَ خَرَّ رَاكِعًا	اور وہ گر پڑے رکوع کرتے ہوئے
۱۴ وَ اَنَابَ ﴿۲۴﴾	اور اُنہوں نے رجوع کیا اللہ کی طرف۔
فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ	تو ہم نے بخش دیا اُنہیں اُس پر
وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾	اور بے شک اُن کے لیے ہمارے پاس یقیناً بڑا مرتبہ اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔

اِن آیات میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ مفسرین نے اِس واقعہ کے مختلف پس منظر بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ سیدنا داؤدؑ نے اپنی سرگرمیوں کے لیے دن مخصوص کر لیے تھے۔ ایک روز دربار میں بیٹھ کر امورِ مملکت چلاتے اور لوگوں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرتے۔ ایک روز بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لیے مخصوص تھا۔ ایک روز اپنے ذاتی کام نمٹاتے اور ایک روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محوِ عبادت رہتے۔ ایک ایسے دن جب کہ وہ محوِ عبادت تھے اُن کے حجرے میں اچانک دو گروہ دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ اُنہوں نے اپنا باہمی تنازع بیان کیا اور درخواست کی کہ فوری فیصلہ کر دیں ورنہ معاملہ کہیں خون خرابہ تک نہ پہنچ جائے۔ سیدنا داؤدؑ نے فیصلہ تو فرما دیا لیکن اُنہیں محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کے ذریعہ اُنہیں ایک کوتاہی کا احساس دلایا ہے۔ وہ منصب خلافت پر ہیں اور اُنہیں ہر وقت تنازعات کا عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ فیصلہ میں تاخیر کسی فساد کا سبب بن جائے۔ اُنہوں نے سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی اور اُس نے اُنہیں بخشش کی بشارت بھی دی اور اپنی بارگاہ میں بلند رتبہ اور فضیلت کی خوشخبری بھی سنائی۔

آیت ۲۶

عدل قائم کرنے کی اہمیت

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ	اے داؤدؑ ! بے شک ہم نے بنایا ہے آپ کو خلیفہ زمین میں
فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ	سو آپ فیصلہ کیجئے لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ
وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی	اور پیروی نہ کیجئے خواہشات کی
فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	ورنہ وہ ہٹادیں گی آپ کو اللہ کی راہ سے
اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	بے شک جو لوگ بھٹک جاتے ہیں اللہ کی راہ سے
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ	اُن کے لیے شدید عذاب ہے
بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ع ۲۶	اِس لیے کہ اُنھوں نے بھلا دیا تھا حساب کے دن کو۔ ع ۲ ۱۲ ۱۱

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤدؑ کو آگاہ کیا کہ اُنہیں خلافت کا منصب عطا کیا گیا ہے۔ اُن کے لیے ایک اہم عبادت اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کریں۔ حق کے مقابلہ میں خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کریں۔ شریعت اور حق کو پس پشت ڈال کر خواہشات نفس کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو حساب کے دن کو بھلا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید ہے۔ اِس لیے کہ یہ چیز اقامتِ حق کی بنیاد ہے کہ حاکم اور قاضی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کی فکر ہو۔ اگر یہ نہیں ہے تو وہ خواہش نفس کی پیروی کرے گا۔ اب اچھے سے اچھا قانون ہونے کے باوجود نفس کی شرارت اپنا راستہ بنالے گی اور اِس کی موجودگی میں کوئی بہتر سے بہتر قانون بھی حق اور عدل قائم نہیں کر سکتا۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

نیکی کرنے والے اور برائی کرنے والے برابر نہیں

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ	اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان کو
وَالْاَرْضَ	اور زمین کو
وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا	اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے بے مقصد
ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	یہ گمان ہے اُن لوگوں کا جنہوں نے کفر کیا
فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾	پھر ہلاکت ہے اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا آگ کے (عذاب) سے۔
اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	کیا ہم بنادیں گے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ	اُن جیسا جو فساد کرتے ہیں زمین میں؟
اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾	کیا ہم بنادیں گے پرہیزگاروں کو نافرمانوں جیسا؟

کافر سمجھتے ہیں کہ آسمان وزمین کی تخلیق بے مقصد ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہی ہے۔ انسانوں کو بھی یہی حکم ہے کہ اُس کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ اب اُس کی فرمانبرداری کرنے والے اور اُس کے نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔ اُس کی شانِ غَفَّاری ورَحِیْمِی کو سہارا بنا کر نافرمانی کی روش جاری رکھنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے لیکن وہ قہار وجبار ومنتقم بھی ہے۔ نیک لوگوں کے لیے اُس کی شانِ غفاری ورحیمی ہے اور نافرمانوں کے لیے وہ قہار و

جبار اور شدید عذاب دینے والا ہے۔ یہ حقیقت جتنی زیادہ افراد کے دلوں میں اترے گی اتنی ہی اُن کی اصلاح ہو گی اور اِسی سے معاشرہ کا بگاڑ ختم ہو گا۔

آیت ۲۹

قرآن حکیم پر غور فکر کے دو درجے... تذکر و تدبر

كِتٰبٌ	یہ کتاب ہے
اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ	اے نبیؐ! ہم نے نازل کیا ہے اِسے آپؐ کی طرف
مُبٰرَكٌ	بڑی بابرکت ہے
لِّيَدَّبَّرُوْٓا	تاکہ وہ غور و فکر کریں اِس کی آیات پر
اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾	اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقل مند۔

اِس آیت میں قرآنِ حکیم کو ایک بابرکت کتاب قرار دیا گیا۔ وہ کتاب جس پر غور و فکر سے انسانوں کو برکات حاصل ہوتی ہیں۔ حکم دیا گیا کہ اِس مبارک کتاب کی آیات پر غور و فکر کرو۔ البتہ غور و فکر کے دو درجے ہیں۔ ایک ہے تذکر اور دوسرا ہے تدبر۔ کسی مقام پر سرسری غور و فکر کر کے اُس کے پیغام کو سمجھ لینا تذکر ہے۔ البتہ کسی مقام پر گہرا غور و فکر کرنا اور اُس میں پوشیدہ علم و حکمت کے نکات کا فہم حاصل کرنے کی کوشش کرنا تدبر ہے۔ عمل کی اصلاح کے لیے تذکر مفید ہے اور قرآن کی عظمت پر گہرا یقین حاصل کرنے اور اِس کتاب کے ذریعہ مسائل کا حل تلاش کرنے لیے تدبر ضروری ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۳

سیدنا سلیمانؑ کی مدح و تحسین

وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ	اور ہم نے عطا فرمایا داؤدؑ کو سلیمانؑ
نِعْمَ الْعَبْدُ	کیا خوب بندے تھے
اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾	بے شک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے۔
اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾	جب پیش کیے گئے کہ اُن کے سامنے شام کے وقت تیز رفتار عمدہ گھوڑے۔
فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ	تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے محبوب رکھا اِس مال کی محبت کو اپنے ربّ کے ذکر کی وجہ سے
حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾	یہاں تک کہ چھپ گئے گھوڑے اوٹ میں۔
رُدُّوْهَا عَلَيَّ	(حکم دیا) واپس لاؤ اُنہیں میرے پاس
فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾	تو لگے ہاتھ پھیرنے پنڈلیوں اور گردنوں پر۔

سیدنا سلیمانؑ، سیدنا داؤدؑ کے بیٹے اور جانشین تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے خوب بندے تھے کہ اپنے والد کی طرح ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی راہ میں جہاد کا خصوصی جذبہ عطا کیا تھا۔ اُن کے سامنے جنگوں میں استعمال ہونے والے گھوڑے لائے جاتے تو اُنہیں خوب پیار کرتے اور شفقت سے اُن کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے۔ اپنے اِن جذبات کا اظہار کرتے کہ وہ اِن گھوڑوں سے پیار محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اُنہیں ہر اُس شے سے محبت ہے جو اُس کی راہ میں جہاد کے لیے کام آتی ہے۔

آیات ۳۴ تا ۴۰

سیدنا سلیمانؑ کے لیے اللہ کی عطاءِ بے بہا

وَ لَقَدۡ فَتَنَّا سُلَیۡمٰنَ	اور یقیناً ہم نے آزمایا سلیمان کو
وَ اَلۡقَیۡنَا عَلٰی کُرۡسِیِّہٖ جَسَدًا	اور ہم نے ڈال دیا اُن کی کرسی پر ایک جسم
ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾	پھر اُنہوں نے رجوع کیا۔
قَالَ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ	عرض کیا اے میرے ربّ! بخش دے مجھے
وَ ہَبۡ لِیۡ مُلۡکًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ	اور عطا فرما مجھے ایسی بادشاہت جو میسر نہ ہو کسی کو میرے بعد
اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ ﴿۳۵﴾	بے شک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔
فَسَخَّرۡنَا لَہُ الرِّیۡحَ	تو ہم نے تابع کر دیا اُن کے لئے ہوا کو
تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖ رُخَآءً	جو چلتی تھی اُن کے حکم پر نرمی سے
حَیۡثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾	(اُس طرف) جہاں وہ پہنچنا چاہتے
وَ الشَّیٰطِیۡنَ	اور شیطانوں کو (بھی تابع کر دیا)
کُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾	جو ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور تھے۔
وَ اٰخَرِیۡنَ مُقَرَّنِیۡنَ فِی الۡاَصۡفَادِ ﴿۳۸﴾	اور کچھ دوسروں کو بھی جو جکڑے ہوئے تھے زنجیروں میں۔
ہٰذَا عَطَآؤُنَا	(اے سلیمان!) یہ ہماری عطا ہے

فَامْنُنْ	سو احسان کرو (کسی کو دے کر)
اَوْ اَمْسِكْ	یا روکے رکھو (اپنے پاس)
بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾	کچھ حساب نہ لیا جائے گا۔
ع ۳ ۱۴ ۱۲ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع	اور بے شک اُن کے لیے ہمارے پاس یقیناً بڑا مرتبہ اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔

اِن آیات کے پس منظر میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں۔ اُن میں سے ایک رائے یہ ہے کہ سیدنا سلیمانؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میرے بعد خلافت کا منصب میری اولاد کو عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظاہر فرما دیا کہ اُن کی اولاد اِس منصب کی اہل نہیں ہے۔ سیدنا سلیمانؑ نے اولاد کے حوالے سے اپنی خواہش سے رجوع کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ایسی بادشاہت عطا فرما دے جیسی کسی اور کو نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ سیدنا سلیمانؑ کو ہوا پر اختیار دے دیا گیا۔ وہ اُن کے حکم کے تابع تھی۔ جس رُخ پر چاہتے اور جس رفتار سے چاہتے اُسے چلنے کا حکم دیتے۔ انتہائی طاقتور جنات اُن کے قابو میں تھے جن سے بڑی بڑی تعمیرات کراتے اور سمندروں سے موتی اور خزانے برآمد کراتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلیمانؑ! یہ آپ کے لیے ہماری عطاءِ بے بہا ہے جس کا کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ جس طرح آپ چاہیں اِس سے استفادہ کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیدنا سلیمانؑ کا مقام و مرتبہ انتہائی بلند تھا۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

سیدنا ایوبؑ کی آزمائش کا خاتمہ

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ	اور اے نبیؐ! یاد کیجئے ہمارے بندے ایوب کو
اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ	جب اُنہوں نے پکارا اپنے ربّ کو کہ مجھے پہنچائی ہے

عَذَابٍ ﴿۴۱﴾	شیطان نے تکلیف اور اذیت۔
اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ	(حکم دیا ہم نے) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو
هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾	یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے بھی۔
وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ	اور ہم نے دیے اُنہیں اُن کے گھر والے
وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ	اور اُن کے برابر اور بھی اُن کے ساتھ
رَحْمَةً مِّنَّا	یہ رحمت ہے ہماری طرف سے
وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾	اور نصیحت ہے عقل مندوں کے لیے۔
وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا	اور لو اپنے ہاتھ میں ایک تنکوں کا جھاڑو
فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ	پھر مارو اِس سے اور نہ توڑو قسم
اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا	بے شک ہم نے پایا اُنہیں صبر کرنے والا
نِعْمَ الْعَبْدُ	کیا خوب بندے تھے
اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾	بے شک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے۔

سیدنا ایوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے شدید آزمائش کے ذریعہ جانچا۔ اُن کا پورا خاندان سوائے بیوی کے ختم ہو گیا۔ پھر اُنہیں ایسی جلدی بیماری لگی کہ شدید تکلیف کے باعث کہیں آنے جانے سے بھی معذور ہو گئے۔ اُنہوں نے اِن آزمائشوں پر صبر و رضا کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ اللہ تعالیٰ سے آزمائش کے خاتمہ کی دعا کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا سن لی۔ اُن کے قدموں کی ضرب سے پانی کا ایک چشمہ جاری فرمایا جس کے پینے اور اُس سے غسل کرنے میں اُن کے لیے شفا تھی۔ اُنہیں سابقہ اولاد کے اعتبار

سے دوگنا اولاد عطا کی گئی۔ وہ بیماری کے عالم میں ایک موقع پر بیوی سے ناراض ہو کر قسم کھا بیٹھے کہ میں تمہیں ایک سو بید ماروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک سو بیدوں کو جوڑ کر ایک گٹھا بنالو اور ایک ہی بار مار کر اپنی قسم کو پورا کر لو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے کیا خوب بندے تھے۔ کبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی بھرپور قدر افزائی فرمائی اور اُن پر عنایات کی فراوانی کر دی۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

انبیاء کرام کا ذکرِ مبارک

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ	اور اے نبیؐ! یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو
اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾	جو قوت اور بصیرت والے تھے۔
اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ	بے شک ہم نے اُنہیں چن لیا تھا ایک خاص بات کے لیے
ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾	یعنی آخرت کے گھر کی یاد کے لیے۔
وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾	اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک یقیناً چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔
وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ	اور یاد کیجئے اسمٰعیلؑ اور یسعؑ اور ذوالکفلؑ کو
وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾	وہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔

اِن آیات میں چھ انبیاء کرام کا ذکرِ مبارک وارد ہوا۔ اِن میں سیدنا ابراہیمؑ، سیدنا اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا یسعؑ اور سیدنا ذوالکفلؑ شامل ہیں۔ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے نیک بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِنہیں وہ باطنی بصیرت

عطا فرمائی تھی کہ اِن کی نگاہ اشیاء کی حقیقت کی طرف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اِن سب کا مقصدِ حیات اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی فوز و فلاح کا حصول تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن پاکباز ہستیوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۴

متقیوں کا عمدہ ٹھکانہ... جنت

هٰذَا ذِكْرٌ	یہ نصیحت ہے
وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾	اور بے شک متقیوں کے لیے یقیناً عمدہ ٹھکانہ ہے۔
جَنّٰتِ عَدْنٍ	وہ ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں
مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾	کھلے ہوں گے اُن کے لیے تمام دروازے۔
مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا	وہ ٹیک لگائے بیٹھنے والے ہوں گے اُن میں
يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾	طلب کریں گے اُن میں بہت سے پھل اور مشروبات۔
وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾	اور اُن کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی ہم عمر بیویاں۔
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾	یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے حساب کے دن کے لیے۔
اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا	بے شک یہ یقیناً ہمارا رزق ہے
مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾	نہیں ہے اِس کے لیے ختم ہونا۔

متقی یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والے ایسے باغات میں ہوں گے جو رہائش کے لیے بنائے گئے ہیں۔ جب وہ اِن باغات کے قریب پہنچیں گے تو اُس کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے۔ وہاں وہ ٹیک لگا کر مسندوں پر بیٹھیں گے۔ کثرت سے میوے اور مشروبات طلب کریں گے۔ اُن کے پاس نیچی نگاہوں والی، ہم عمر پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔ یہ نعمتیں روزِ حساب عطا ہوں گی اور پھر ہمیشہ باقی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو متقی بننے اور جنت کی لازوال نعمتوں سے فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۸

سرکشوں کا برا ٹھکانہ... جہنم

هٰذَا	یہ ہے (پرہیزگاروں کے لیے)
وَ اِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾	اور بے شک سرکشوں کے لیے یقیناً برا ٹھکانہ ہے۔
جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا	یعنی جہنم، وہ داخل ہوں گے جس میں
فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾	سو وہ بری آرام گاہ ہے۔
هٰذَا	یہ ہے (سرکشوں کے لیے)
فَلْیَذُوْقُوْهُ	پس چاہیئے کہ وہ چکھیں اِسے
حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾	یعنی کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔
وَ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾	اور کچھ اور اِسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں۔

نافرمانوں اور سرکشوں کا ٹھکانہ بھڑکتی ہوئی آگ کی صورت میں ہو گا۔ وہاں اُنہیں کھولتا ہوا پانی اور زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ پینی پڑے گی۔ اُن کی مزید تواضع بھی ایسی ہی غلیظ اشیاء سے ہو گی۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ ہمیں محفوظ فرما جہنم کے عذاب سے۔ آمین!

آیات ۵۹ تا ۶۴

اولاد کی بری تربیت کا برا انجام

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ	(کہیں گے جہنمی) یہ ایک گروہ ہے جو گھسنے والا ہے تم میں
لَا مَرْحَبًا بِهِمْ	نہیں کوئی خوش آمدید اُن کے لیے
اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾	بے شک وہ داخل ہونے والے ہیں آگ میں۔
قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ	وہ کہیں گے بلکہ تم
لَا مَرْحَبًا بِكُمْ	نہ ہو خوش آمدید تمہارے لیے
اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا	تم نے ہی آگے کیا اِس عذاب کو ہمارے لیے
فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾	سو وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔
قَالُوْا رَبَّنَا	وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ!
مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا	جس نے آگے کیا ہمارے لیے اِس عذاب کو
فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾	پس بڑھا دے اُس کا عذاب دوگُنا آگ میں۔

وَقَالُوْا مَا لَنَا	اور وہ کہیں گے کیا ہے ہمیں !
لَا نَرٰی رِجَالًا	ہم نہیں دیکھتے اُن آدمیوں کو
كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾	ہم شمار کیا کرتے تھے جنہیں برے لوگوں میں۔
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا	کیا ہم نے بنائے رکھا اُنہیں مذاق
اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾	یا پھر گئی ہیں اُن سے ہماری آنکھیں۔
اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ	بیشک یہ حق ہے
ع ۲۴/۱۳ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع	یعنی باہم جھگڑنا جہنم والوں کا۔

جہنم میں پہلے گمراہ والدین ڈالے جائیں گے اور پھر اُن کی گمراہ اولادیں۔ جب اولاد کو جہنم میں داخل کیا جائے گا تو والدین اُنہیں لعن طعن کریں گے کہ جہنم میں پہلے ہی انتہائی گھٹن اور تنگی ہے اور تم بھی گھسے چلے آرہے ہو۔ اولاد اُنہیں بد دعا دے گی کہ تمہارے لیے کوئی کشادگی نہ ہو۔ تم نے ہمیں گمراہ کن عقائد سکھائے، ہماری بری تربیت کی اور ہمیں اِس بربادی تک پہنچایا۔ پھر اولاد اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی کہ ہمارے اِن والدین کو بڑھتا چڑھتا عذاب دے جنہوں نے ہمیں غلط راستوں پر چلا کر بربادی وتباہی کے مقام تک پہنچایا ہے۔ پھر اہل جہنم حیران ہوں گے کہ ہم دنیا میں جن لوگوں کو برا اور گمراہ سمجھتے تھے وہ تو جہنم میں نہیں ہیں۔ یہ اشارہ ہے اُن نیک لوگوں کی طرف جو گمراہوں کو حق کی طرف بلاتے تھے اور گمراہ اُن کا مذاق اڑاتے تھے ۔ نیک لوگ جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور گمراہ لوگ جہنم میں نہ صرف عذاب میں گرفتار ہوں گے بلکہ باہم جھگڑ بھی رہے ہوں گے۔

آیات ۶۵ تا ۷۰

بندگی کی بلند ترین شان... عاجزی و درماندگی کا اعتراف

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک میں تو ہوں ہی خبردار کرنے والا
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾	اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو اکیلا ہے، سب پر غالب۔
رَبُّ السَّمٰوٰتِ	جو ربّ ہے آسمانوں کا
وَالْاَرْضِ	اور زمین کا
وَمَا بَيْنَهُمَا	اور اُس کا جو اِن دونوں کے درمیان ہے
الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾	بہت زبردست ہے، بہت بخشنے والا۔
قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾	فرمایئے وہ ایک بہت بڑی خبر ہے۔
اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾	تم اُس سے رُخ پھیرنے والے ہو۔
مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى	نہیں ہے میرے پاس کچھ علم عالی قدر فرشتوں کا
اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾	جب وہ باہم جھگڑتے ہیں۔
اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾	نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں تو صرف صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعلان کر دیں کہ معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی تمام آسمانوں اور زمین کا مالک و خالق ہے۔ انتہائی زبردست ہے لیکن درگذر فرمانے والا۔ میں تو صرف نوعِ انسانی کو اِس عظیم خبر سے خبردار کرنے والا ہوں کہ تمام انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اُنہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ افسوس کہ انسانوں کی اکثریت اِس عظیم خبر پر یقین نہیں کر رہی۔ مجھے نہیں معلوم کہ اِس عظیم خبر کا ظہور کب ہو گا؟ میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اُس کے فیصلوں کی حکمت کے بارے میں باہم کس طرح اور کس نوعیت کا اختلاف کرتے ہیں۔ مجھے تو یہ بات وحی کے ذریعہ بتادی گئی ہے کہ میں لوگوں کو قیامت کے روز ہونے والے حساب کتاب کے حوالے سے مسلسل آگاہ کرتا رہوں۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے تو اپنی ذمہ داری پوری فرمادی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ روزِ قیامت سرخرو ہونے کی بھرپور کوشش کریں۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۴

عظمت انسان

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اور اے نبیؐ! جب فرمایا آپؐ کے ربّ نے فرشتوں سے
اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾	بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں ایک انسان گارے سے۔
فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ	تو جب میں ٹھیک کر لوں اُسے
وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ	اور میں پھونک دوں اُس میں اپنی روح سے
فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾	تو تم گر پڑنا اُس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے۔
فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾	تو سجدے میں گر پڑے فرشتے سب کے سب۔
اِلَّآ اِبْلِيْسَ	سوائے ابلیس کے

اِسۡتَكۡبَرَ	اُس نے تکبر کیا
وَ كَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۷۴﴾	اور ہو گیا کافروں میں سے۔

اِن آیات سے قصۂ آدمؑ و ابلیس کے بیان کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو آگاہ کیا کہ میں ایک انسان مٹی کے گارے سے بنا رہا ہوں۔ جب میں اُس میں اپنی روح ڈال دوں تو تم اُس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔ گویا انسان کی عظمت کا سبب اُس کا خاکی وجود نہیں بلکہ اُس میں موجود روحِ ربّانی ہے۔ جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسان یعنی سیدنا آدمؑ کے خاکی وجود میں اپنی روح ڈالی، تمام کے تمام فرشتے اُن کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت کے سبب یعنی روح کی تسکین کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ روح کی تسکین ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی پر خلوص بندگی سے۔ یہ انتہائی دشوار ہے، بقول اقبال

اِس پیکرِ خاکی میں اِک شے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اللہ تعالیٰ ہمیں روح کی نگہبانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرشتوں کے ساتھ ساتھ ایک جن ابلیس کو بھی دیا تھا۔ اُس نے تکبر کی وجہ سے سیدنا آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کے انکار نے اُس بدنصیب کو کافر و ملعون بنا دیا۔

آیات ۷۵ تا ۷۸

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں ہاتھوں سے بنایا

قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ	پوچھا اللہ نے اے ابلیس!
مَا مَنَعَكَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَىَّ	کس چیز نے روکا تجھے کہ تو سجدہ کرے اُس کے لیے جسے میں نے بنایا اپنے دونوں ہاتھوں سے

اَسْتَكْبَرْتَ	کیا تو نے تکبر کیا
اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾	یا تو ہو گیا ہے سرکشوں میں سے۔
قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ	کہا ابلیس نے میں بہتر ہوں آدمؑ سے
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ	تو نے پیدا کیا مجھے آگ سے
وَ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾	اور تو نے پیدا کیا اُسے گارے سے۔
قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا	فرمایا اللہ نے پھر تو نکل جا یہاں سے
فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾	پس بے شک تو مردود ہے۔
وَ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ	اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے
اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾	بدلے کے دن تک۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ دراصل اِس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے دو عالم جاری و ساری ہیں۔ ایک عالم امر جس میں وقت کا عنصر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی شے کے لیے کہتا ہے کُنْ (ہو جا) اور فَيَكُوْنُ (وہ ہو جاتی ہے)۔ اِس کے برعکس دوسرا عالم خلق ہے جس میں ہر شے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے عروج پر پہنچتی ہے۔ انسان کے روحانی وجود یعنی روحِ ربّانی کا تعلق عالم امر سے ہے اور اُس کے خاکی وجود کا تعلق عالم خلق سے ہے۔ گویا انسان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو عالم جمع کر دیے ہیں۔ بقول مرزا عبد القادر بیدلؔ۔

ہر دو عالم خاک شد، تا بست نقشِ آدمی
اے بہارِ نیستی از قدرِ خود ہوشیار باش

"اور دونوں عالم خاک ہوئے تب انسان کا وجود ظہور میں آیا۔

اے انسان جو بظاہر کچھ نہیں، اپنی اصل اہمیت کو پہچان لے"۔

جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے دریافت کیا کہ تم نے عظمتوں کے حامل انسان کو سجدہ کیوں نہ کیا تو اُس نے جواز پیش کیا کہ میں انسان سے بہتر ہوں۔ میری تخلیق آگ جیسی لطیف شے سے ہوئی ہے اور انسان کو خاک جیسے کثیف مادے سے بنایا گیا ہے۔ ابلیس ظاہر پرست تھا۔ اُس نے انسان کے خاکی وجود ہی کو سامنے رکھا اور اُس کے روحانی وجود کو نظر انداز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی قربت سے محروم کر دیا۔ اُس کے مردود ہونے کا فیصلہ فرمایا اور اُسے قیامت تک لعنت یعنی اپنی رحمت سے محرومی کی وعید سنائی۔

آیات ۷۹ تا ۸۵

ابلیس کے ناپاک عزائم

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾	کہا ابلیس نے اے میرے ربّ! پھر مہلت دے مجھے اُس دن تک کہ جب وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۸۰﴾	فرمایا اللہ نے پھر بے شک تو ہے مہلت دیے جانے والوں میں سے۔
اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾	مقرر وقت کے دن تک۔
قَالَ فَبِعِزَّتِكَ	کہا ابلیس نے پس قسم ہے تیری عزت کی!
لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۲﴾	میں ضرور گمراہ کروں گا اُنہیں سب کے سب کو۔
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۸۳﴾	سوائے تیرے ایسے بندوں کے جو اُن میں سے چنے ہوئے ہیں۔

قَالَ فَالْحَقُّ	فرمایا اللہ نے پھر حق یہ ہے
وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾	اور میں حق ہی کہتا ہوں۔
لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ	میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تجھ سے
وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾	اور اُن سے جو پیروی کریں گے تیری اُن سب کے سب سے۔

ابلیس نے اللہ سبحانہ تعالیٰ سے قیامت تک کے لیے زندہ رہنے کی مہلت مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک معین دن تک مہلت عطا کی۔ اُس نے قسم کھائی کہ وہ ہر انسان کو گمراہ کرے گا اور اُس کے وار سے صرف اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہی محفوظ رہ سکیں گے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جہنم کو ابلیس اور اُس کے تمام پیروکاروں سے بھر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ابلیس اور اُس کے ٹولہ کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۶ تا ۸۸

قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی عظمت

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ	اے نبیؐ! فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اِس (تبلیغ قرآن) پر کوئی اجر
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾	اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾	نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔
ع ۵ ۲۴ ۱۴ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع	اور تم ضرور جان لو گے اِس کی خبر کچھ عرصہ بعد۔

اِن آیات میں قرآن حکیم اور صاحب قرآن حضرت محمد ﷺ کی عظمت کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے مخاطبین کو آگاہ فرمایا کہ میں بالکل ایک بے غرض انسان ہوں اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے قرآن کی تبلیغ نہیں کر رہا۔ میں ہر گز کوئی بناوٹی یا مصنوعی رنگ اختیار کرنے والا نہیں ہوں۔ میرا ظاہر اور باطن ایک ہے اور میری خلوت اور جلوت یکساں ہے۔ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام اور تمام انسانوں کے لیے کائنات اور زندگی کے اصل حقائق کی یاد دہانی کرانے والا ہے۔ یہ خبر دے رہا ہے کہ پوری کائنات اور تمام انسان آخر کار فنا ہو جائیں گے۔ البتہ انسانوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اُنہیں اپنے ایک ایک عمل کی جوابدہی کرنی ہو گی۔ عنقریب تمام انسانوں کو قرآن کی اِس خبر کی حقانیت معلوم ہو جائے گی۔

سُوْرَۃُ الزُّمَرِ

اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں توحیدِ عملی کے اِس پہلو کا بیان نمایاں ہے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کی جائے اور اطاعت کو اُس کے لیے بالکل خالص کر لیا جائے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۸ — توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۹ تا ۳۷ — اچھا اور برا کردار
- آیات ۳۸ تا ۵۲ — مشرکین کے باطل نظریات کا رد
- آیات ۵۳ تا ۶۳ — اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے کا بیان
- آیات ۶۴ تا ۶۷ — باطل کے ساتھ سمجھوتہ کی زوردار نفی
- آیات ۶۸ تا ۷۵ — احوالِ قیامت

آیات ۱ تا ۳

اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو خالص اطاعت کے ساتھ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱	نازل کیا جانا ہے اِس کتاب کا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	اے نبیؐ ! بے شک ہم نے نازل کی ہے آپؐ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ
فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۲	پس عبادت کیجئے اللہ کی خالص کرنے والے ہو کر اُس

	کے لیے اطاعت کو۔
اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ	سن لو! اللہ ہی کے لیے ہے خالص اطاعت
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ	اور وہ لوگ جنہوں نے بنا رکھے ہیں اُس کے سوا حمایتی
مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى	(کہتے ہیں) ہم عبادت نہیں کرتے اِن کی مگر اِس لیے کہ وہ قریب کر دیں ہمیں اللہ کے درجہ میں
اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ	بے شک اللہ فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان
فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ	اُس بارے میں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا اُسے جو ہو جھوٹا، ناشکرا۔

اِن آیات میں توحیدِ عملی کا بیان ہے۔ توحید کی دو قسمیں ہیں، توحیدِ نظری اور توحیدِ عملی۔ توحیدِ نظری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات ،صفات اور حقوق کے اعتبار سے یکتا مانا جائے اور کسی کو بھی اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔ توحیدِ عملی یہ ہے کہ زندگی کے جملہ معاملات میں عبادت یعنی ذوق و شوق سے اُس کی اطاعت کی جائے۔ کسی اور کی اطاعت اُس کی نافرمانی کا باعث نہ بنے۔ اُسے ایسی خالص اطاعت ہی مطلوب ہے۔ اب جو لوگ اُس کے سوا کسی اور کی اطاعت کرتے ہیں اور اِس کا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اِس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو گی وہ جھوٹے ہیں اور ناشکرے ہیں۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی استعمال کرتے ہیں اور اطاعت کسی اور کی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹوں اور ناشکروں کو ہدایت نہیں دے گا۔

آیت ۴

کیوں اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں؟

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا	اگر چاہتا اللہ کہ بنالے کسی کو بیٹا
لَاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ	یقیناً چن لیتا اُن میں سے جنہیں پیدا کرتا ہے جسے چاہتا
سُبْحٰنَهٗ	وہ پاک ہے
هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴	وہی اللہ ہے اکیلا، سب پر غالب۔

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو انبیاء یا فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ اِس لیے کہ:

i- اللہ تعالیٰ ہر کمزوری سے پاک ہے۔ جو شخص بوڑھا اور فنا ہونے والا ہو، وہی اِس کا محتاج ہوتا ہے کہ اس کے ہاں اولاد ہو جو بڑھاپے میں اُس کا سہارا اور پھر اُس کی نسل کے باقی رہنے کا ذریعہ بنے۔

ii- اللہ تعالیٰ خالق ہے اور ہر شے اُس کی مخلوق ہے۔ والد اپنی اولاد کا خالق نہیں ہوتا بلکہ محض اُس کی پیدائش کا ذریعہ ہوتا ہے۔

iii- اللہ تعالیٰ اکیلا اپنی ذات میں واحد ہے۔ وہ کسی جنس کا فرد نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ اولاد لازماً ہم جنس ہوا کرتی ہے۔

iv- اللہ تعالیٰ قہار ہے یعنی ہر شے پر غالب ہے۔ کوئی اُس کا رشتہ دار نہیں جس کے بارے میں کہا جاسکے وہ اُس کا لاڈلا ہے اور اُس کی گرفت سے آزاد ہے۔

آیات ۵ تا ۶

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ تخلیق کے مظاہر

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ	اللہ نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ
يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ	وہ لپیٹ دیتا ہے رات کو دن پر
وَيُكَوِّرُ النَّهَارِ عَلَى الَّيْلِ	اور لپیٹ دیتا ہے دن کو رات پر

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ	اور اُس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو
كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى	ہر ایک حرکت کر رہا ہے ایک مقررہ وقت کے لیے
اَلَا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ ۝۵	سن لو! وہی بہت زبردست ہے، بہت بخشنے والا۔
خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ	اُس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے
ثُمَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا	پھر بنایا اُس سے اُس کا جوڑا
وَ اَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡاَنۡعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزۡوَاجٍ	اور نازل کیے تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے (نر و مادہ)
يَخۡلُقُكُمۡ فِىۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ	وہ بناتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں
خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ	ایک شکل کے بعد دوسری شکل دیتے ہوئے
فِىۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ	تین اندھیروں میں
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ	وہ اللہ تمہارا ربّ ہے
لَهُ الۡمُلۡكُ	اُسی کی بادشاہی ہے
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
فَاَنّٰى تُصۡرَفُوۡنَ ۝۶	پھر کہاں سے تم پھیرے جاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ بہت بڑا خالق ہے۔ اُس کی تخلیق کے درج ذیل شاہکار اِن آیات میں بیان کیے گئے :

i۔ آسمان اور زمین جو کہ ایک مقصد کے تحت بنائے گئے ہیں۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور اُس کے احکامات کے مطابق اپنی جملہ صفات کا اظہار کرتے ہیں۔ انسانوں کو بھی یہی روش اختیار کرنی چاہیے۔

ii۔رات اور دن کا نظام جو بڑی باقاعدگی سے جاری رہتا ہے۔

iii۔سورج اور چاند جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک طے شدہ مدت تک گردش کرتے رہیں گے۔

iv۔ تمام انسان جنہیں ایک ہی نفس یعنی سیدنا آدمؑ سے پیدا کیا گیا اور سیدنا آدمؑ کا جوڑا یعنی اماں حوا سلام علیہا کو بھی اُن کی نوع ہی سے بنایا گیا۔

v۔ اُن جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے جن کا گوشت حلال ہے۔ ان جوڑوں میں بکرا اور بکری، مینڈھا اور بھیڑ، بیل اور گائے اور اونٹ اور اونٹنی شامل ہیں۔

iv۔رحم مادر میں ہر بچہ کی تخلیق تین پردوں کے اندر کی جاتی ہے۔ ایک پردہ وہ جھلی ہے جس میں بچہ موجود ہوتا ہے، اُس کے اوپر رحم مادر ہے اور اُس کے اوپر ماں کا پیٹ ہے۔

بلاشبہ ہمارا معبودِ حقیقی اور پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مذکورہ بالا مظاہرِ قدرت کا خالق ہے۔ کل اختیار اُس کے پاس ہے۔ وہ شرک کرنے والوں کو فوری سزا دینے پر قادر ہے لیکن وہ درگذر کرتا ہے اور اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

آیات ۷ تا ۸

انسانوں کی ناشکری

اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنۡکُمۡ	اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے
وَ لَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ	اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کے لیے ناشکری
وَ اِنۡ تَشۡکُرُوۡا یَرۡضَہُ لَکُمۡ	اور اگر تم شکر کرو تو وہ پسند کرے گا اِسے تمہارے لیے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی	اور نہ اُٹھائے گی کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ
ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ	پھر تمہارے ربّ ہی کی طرف ہے تمہارا لوٹنا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	پس وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی باتوں کو۔
وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ	اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف
دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ	وہ پکارتا ہے اپنے ربّ کو رجوع کرتے ہوئے اُس کی طرف
ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ	پھر جب وہ عطا کرتا ہے اُسے کوئی نعمت اپنی طرف سے
نَسِیَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ	وہ بھول جاتا ہے اُس تکلیف کو، وہ پکار رہا تھا جس کے لیے اِس سے پہلے
وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ	اور بنالیتا ہے اللہ کے لیے شریک تاکہ گمراہ کرے اللہ کے راستے سے
قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا	اے نبیؐ! فرمایئے فائدہ اُٹھالو اپنی ناشکری کا تھوڑا سا
اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸	بے شک تم آگ والوں میں سے ہو۔

بندوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اگر بندے اللہ تعالیٰ کا شکر کریں تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اِس کے برعکس اگر بندے ناشکری کریں تو اُس کی قدرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ روزِ قیامت جب وہ اُس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو کوئی اُنہیں

ناشکری کی سزا سے بچا نہ سکے گا۔ تب وہ اُنہیں بتادے گا کہ وہ دنیا میں کیا طرزِ عمل اختیار کر کے آئے ہیں۔ انسان کا معاملہ عجیب ہے۔ جب تکلیف پہنچتی ہے تو گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ اُس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو وہ اُس احسان کو کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارنے لگتا ہے۔ اِس روش سے دوسرے لوگ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ ایسے احسان فراموشوں کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

آیت ۹

علم کی فضیلت

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ	(کیا ناشکرا بہتر ہے) یا وہ شخص جو فرمانبرداری کرنے والا ہے رات کی گھڑیوں میں
سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا	سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے
يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ	ڈرتا ہے آخرت سے
وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ	اور امید رکھتا ہے اپنے ربّ کی رحمت کی؟
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں
وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ	اور وہ جو نہیں جانتے؟
ع ۱۵ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹ ع	بے شک نصیحت تو قبول کرتے ہیں عقل مند۔

اِس مقام پر آگاہ کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ علم رکھتے ہیں وہ درجہ میں کہیں آگے ہیں۔ علم سے مراد اصل میں تو علم ہدایت ہے جو انسان کو سیدھی راہ کی رہنمائی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی

توفیق عطا کرتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہمیں دین اسلام ایسے جدید علوم سیکھنے کی بھی ترغیب دیتا ہے جس سے ہم اِس کائنات میں موجود مظاہرِ قدرت کو دریافت کر سکیں اور اُن کی تسخیر کر کے نوعِ انسانی کے لیے اُنہیں مفید بنا سکیں۔ علم ہدایت اور تسخیرِ کائنات سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت جتنی زیادہ ہو گی اتنا ہی انسان اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے گا۔ اُس کی بندگی میں آگے بڑھے گا اور راتوں کو اُس کے حضور طویل سجدہ و قیام کی سعادت حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا علم نافع عطا فرمائے جو ہماری سیرت اور کردار کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق پاکیزہ کر دے۔ آمین!

آیت ۱۰

تقویٰ کے ثمرات

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے نبیؐ! فرمایئے اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو!
اِتَّقُوْا رَبَّكُمْ	بچو اپنے ربّ کی نافرمانی سے
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ	اُن کے لیے جنہوں نے نیکی کی اِس دنیا میں بڑی بھلائی ہے
وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ	اور اللہ کی زمین وسیع ہے
اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰	بے شک دیا جائے گا صبر کرنے والوں ہی کو اُن کا اجر بغیر کسی حساب کے۔

اِس آیت میں اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے یعنی اُس کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تقویٰ کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کی قربت کا اعلیٰ مقام یعنی درجۂ احسان حاصل ہوتا ہے۔ پھر ایسے صابرین تو اللہ تعالیٰ کے خاص مقربین میں سے ہیں جو تقویٰ پر قائم رہنے کے لیے ہجرت کریں۔ اِن مقربین کے لیے دنیا میں بھی نعمتیں اور سعادتیں ہیں اور آخرت میں تو اُنہیں بے حساب اَجر سے نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۱۴

اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنے کا تاکیدی حکم

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ کی
مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ﴿۱۱﴾	خالص کرنے والا ہو کر اُس کے لیے اطاعت کو۔
وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲﴾	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے فرمانبردار۔
قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ	فرمایئے بے شک میں ڈرتا ہوں
اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ	اگر میں نافرمانی کروں اپنے ربّ کی
عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳﴾	ایک بڑے دن کے عذاب سے۔
قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ	فرمایئے اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں
مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ﴿۱۴﴾	خالص کرنے والا ہو کر اُس کے لیے اپنی اطاعت کو۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کو تلقین کر رہی ہیں کہ وہ اعلان کر دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کروں مکمل اطاعت کے ساتھ، اور سب سے پہلے اُس کا فرمانبردار ہونے کی مثال قائم کروں۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ ایک بڑے دن کا عذاب مجھے گرفت میں لے لے گا۔ اللہ تعالیٰ کی جزوی اطاعت پر ملنے والے عذاب کا اگر اللہ تعالیٰ کے مقربین کو بھی اندیشہ ہے تو پھر ہم جیسے گناہ گاروں کا کیا حال ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کلی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۵ تا ۱۶

گھر والوں کی تربیت نہ کرنے کا انجام

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ	تو تم عبادت کرو جس کی چاہو اُس کے سوا
قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک اصل میں خسارے میں جانے والے تو وہ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو
وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن
اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾	سن لو! یہی ہے کھلا خسارہ۔
لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ	اُن کے لیے اُن کے اوپر سائبان ہوں گے آگ کے
وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ	اور اُن کے نیچے بھی سائبان ہوں گے (آگ کے)
ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ	یہ ہے وہ ڈراتا ہے اللہ جس سے اپنے بندوں کو
یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾	اے میرے بندو! پس تم بچو میری نافرمانی سے۔

اِن آیات میں بندوں کو خبر دار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا راستہ نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے گھر والوں کو بھی جہنم میں لے جائے گا۔ گھر والوں کی دینی تربیت نہ کر کے تم اُنہیں سب سے بڑے خسارے سے دوچار کر دو گے۔ ایسا خسارہ جس کی کوئی تلافی نہیں۔ اِن بد نصیبوں کو اب اُس جہنم میں جلنا ہو گا جہاں اُن کے اوپر بھی آگ کے سائے ہوں گے اور نیچے بھی۔ یہ ہولناک جہنم ہے جس سے اللہ تعالیٰ بندوں کو ڈرا رہا ہے۔ خدا کے لیے ڈرو اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے خود کو ہمیشہ ہمیش کی بربادی سے بچالو۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

اچھا اور برا کردار

وَ الَّذِیۡنَ اجۡتَنَبُوا الطَّاغُوۡتَ	اور وہ لوگ جو بچتے رہے طاغوت سے
اَنۡ یَّعۡبُدُوۡہَا	کہ اُس کی عبادت کریں
وَ اَنَابُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ	اور اُنہوں نے رجوع کیا اللہ کی طرف
لَہُمُ الۡبُشۡرٰی	اُن کے لئے خوشخبری ہے
فَبَشِّرۡ عِبَادِ ﴿۱۷﴾	سو، اے نبیؐ! بشارت دیجئے میرے اِن بندوں کو۔
اَلَّذِیۡنَ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ	وہ جو توجہ سے سنتے ہیں کلام
فَیَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَہٗ	پھر پیروی کرتے ہیں اُس میں سے سب سے اچھی بات کی
اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ ہَدٰىہُمُ اللّٰہُ	یہی وہ لوگ ہیں کہ ہدایت دی اُنہیں اللہ نے
وَ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۸﴾	اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔
اَفَمَنۡ حَقَّ عَلَیۡہِ کَلِمَۃُ الۡعَذَابِ	تو کیا وہ شخص کہ ثابت ہو گئی جس پر عذاب کی بات
اَفَاَنۡتَ تُنۡقِذُ مَنۡ فِی النَّارِ ﴿۱۹﴾	تو کیا آپ بچائیں گے اُسے جو آگ میں ہے؟
لٰکِنِ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّہُمۡ	لیکن وہ لوگ جو بچتے ہیں اپنے ربّ کی نافرمانی سے
لَہُمۡ غُرَفٌ مِّنۡ فَوۡقِہَا غُرَفٌ مَّبۡنِیَّۃٌ	اُن کے لیے ہیں بالاخانے جن کے اوپر خوب بنائے گئے ہیں بالاخانے
تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں

وَعْدَ اللّٰهِ	اللہ کا وعدہ ہے
لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ ﴿۲۰﴾	خلاف نہیں کرتا اللہ وعدے کے۔

یہ آیات دو کرداروں کا نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کردار ہے۔ اِس کردار کے حاملین اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے خلاف اعلانِ بغاوت کرتے ہیں۔ اُس کی بندگی کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔ پوری توجہ سے اُس کی ہدایات سنتے ہیں۔ پھر پورے ذوق وشوق کے ساتھ اُن ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ رخصت کے بجائے عزیمت کا پہلو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور اُن کے لیے جنت کے بالاخانے تیار کیے گئے ہیں جہاں اُنہیں ہر نعمت فراہم کی جائے گی۔ اِس کے برعکس دوسرا کردار ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔ یہ کردار رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے باغی اور نافرمان ہیں۔ اُن کے لیے عذاب طے ہو چکا ہے۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس باغیانہ روش سے محفوظ فرمائے اور وہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُسے پسند ہے۔ آمین!

آیت ۲۱

انسان کی زندگی کھیتی کی مانند ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی
فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ	پھر چلایا اُسے چشموں کی صورت زمین میں
ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ	پھر وہ نکالتا ہے اُس کے ساتھ کھیتی، مختلف ہوتے ہیں جس کے رنگ
ثُمَّ یَهِیْجُ	پھر وہ پک کر تیار ہو جاتی ہے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا	پھر تم دیکھتے ہو اُسے زرد پڑی ہوئی
ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا	پھر وہ بنا دیتا ہے اُسے چورا
ع ۲۱ ۱۲ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع	بے شک اِس میں یقیناً نصیحت ہے عقل مندوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس پانی کو چشموں کی صورت میں زمین میں بہا دیتا ہے۔ پھر اُس پانی سے کھیتی برآمد ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ اپنے عروج کو پہنچتی ہے۔ پھر اُس پر زوال آتا ہے اور وہ زرد پڑ جاتی ہے۔ آخر کار چورا چورا ہو کر زمین میں بکھر جاتی ہے۔ یہی معاملہ ہماری زندگی کا ہے۔ بارش کی طرح روح آسمان سے آتی ہے اور ہمارے خاکی وجود کے ساتھ مل کر ہمارے وجود کی تکمیل کرتی ہے۔ پھر کھیتی کی طرح ہم بھی اپنے عروج یعنی جوانی کو پہنچتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ بڑھاپا آتا ہے اور آخر کار مر کر مٹی میں مل جاتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ کھیتی کا کوئی حساب کتاب نہیں جبکہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس محاسبۂ اُخروی کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۲

نورِ ہدایت کیا ہے؟

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ	تو کیا وہ شخص، کھول دیا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے
فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ	پس وہ ایک نور پر ہو اپنے ربّ کی طرف سے (ایک سخت دل کافر کی طرح ہو سکتا ہے)؟
فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	پس ہلاکت ہے اُن کے لیے، سخت ہیں جن کے دل اللہ کی یاد کی طرف سے

اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۲﴾	یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کا سینہ اسلام یعنی اپنی فرمانبرداری کے لیے کھول دیتا ہے۔ اِن بندوں کو اُس کے ہر حکم میں ایک خیر ، حکمت اور سکون محسوس ہوتا ہے۔ کسی ناجائز فائدہ کو چھوڑنے پر وہ افسوس نہیں کرتا اور حق کی راہ میں پہنچنے والے کسی نقصان کو وہ خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ یہ ہے وہ نورِ ہدایت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین! اِس کے برعکس جس بدنصیب کو اللہ تعالیٰ کے احکامات ایک بوجھ محسوس ہوں، اُس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محرومی کی وجہ سے سیاہ اور سخت ہو چکا ہو تو ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۳

عظمتِ قرآن

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ	اللہ نے نازل فرمایا ہے بہترین کلام
كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ	ایسی کتاب جس کے مضامین ملتے جلتے بار بار دہرانے والے ہیں
تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ	لرز جاتی ہیں اِس سے کھالیں اُن لوگوں کی جو ڈرتے ہیں اپنے ربّ سے
ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ	پھر نرم پڑ جاتی ہیں اُن کی کھالیں اور اُن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف
ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ	یہ اللہ کی ہدایت ہے
یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ	وہ ہدایت دیتا ہے اِس سے جسے چاہتا ہے

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۷﴾	اور جسے گمراہ کردے اللہ تو نہیں ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی صورت میں نہایت حسین کلام نازل فرمایا ہے۔ اِس کے مضامین اوّل تا آخر ملتے جلتے ہیں اور بار بار دہرائے بھی جاتے ہیں تاکہ غور کرنے والے اچھی طرح سے اُن کا فہم حاصل کر سکیں۔ اِس حسین کلام کی ظاہری اور معنوی تاثیر ایسی ہے کہ اُسے سن کر خوف خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف اور اُن کے جسم اُس کی اطاعت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ واقعی یہی ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ البتہ جس بدنصیب کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت نہ دے، اُسے اور کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا۔

آیات ۲۴ تا ۲۶

گمراہوں کا بدترین انجام

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	تو کیا وہ شخص جو بچے گا اپنے چہرے کے ساتھ بدترین عذاب سے قیامت کے دن (وہ جنتی جیسا ہو سکتا ہے)؟
وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور کہا جائے گا ظالموں سے چکھو جو تم کمایا کرتے تھے
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	جھٹلایا تھا اُنہوں نے بھی جو اِن سے پہلے تھے
فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾	تو آیا اُن پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔
فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	تو چکھایا اللہ نے اُنہیں رسوائی کا مزہ دنیا کی زندگی میں
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ	اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ بڑا ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾	کاش کہ وہ جان لیتے۔

جو بدنصیب اللہ تعالیٰ کے کلام پر غور فکر کر کے ہدایت حاصل نہیں کرتے وہ بدترین تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ روزِ قیامت بدترین عذاب اُن کے چہروں پر مسلّط ہو گا اور وہ چہرے کو عذاب سے بچا نہ سکیں گے۔ دنیا میں انسان کوئی مصیبت آنے پر پہلے چہرے ہی کو بچاتا ہے لیکن وہاں مجرمین کی بے بسی کا یہ حال ہو گا کہ سب سے پہلے اُن کا چہرہ ہی عذاب کا نشانہ بنے گا۔ اِن ظالموں کی حسرت میں اضافہ کے لیے بار بار کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو۔ ماضی میں بھی کئی قوموں نے یہ روش اختیار کی۔ اُن پر وہاں سے عذاب آیا جہاں سے اُنہیں گمان تک نہ تھا۔ البتہ آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کن اور بڑا ہو گا۔ کاش لوگ ماضی کی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور آخرت کے بڑے عذاب سے بچنے کی کوشش کریں۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

اللہ کا بہت بڑا انعام... عربی قرآن

وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	اور یقیناً ہم نے بیان کی ہے لوگوں کے لیے اِس قرآن میں ہر قسم کی مثال
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ	یہ عربی زبان والا قرآن جس میں کوئی ٹیڑھی بات نہیں
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾	تاکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنی تعلیمات کی وضاحت کے لیے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ پھر قرآنِ کریم کو زبانِ عربی میں نازل فرمایا۔ ایسی زبان جو زبانِ زندہ ہے اور اُسے سیکھنا اور سمجھنا بڑی آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ پھر اِس قرآن میں ہر بات سیدھی اور دو اور دو چار کی طرح ہے۔ بلاشبہ قرآن پڑھ کر اور اُس کے مضامین پر غور کر

کے ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب کو سمجھ سمجھ کر پڑھنے اور اُس سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۹

توحید کا تصور ایک بہت بڑی نعمت

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ	بیان فرمایا اللہ نے مثال کے طور پر ایک غلام جس میں حصہ دار ہیں باہم لڑنے والے کئی آقا
وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ	اور ایک اور غلام جو پورا ایک ہی آقا کا ہے
هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا	کیا دونوں برابر ہیں مثال میں؟
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	کل شکر اللہ کے لیے ہے
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾	بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔

اِس آیت میں عقیدۂ توحید کی نعمت کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ اگر ایک غلام کے کئی آقا ہوں۔ پھر وہ باہم لڑتے بھی ہوں تو ایسے غلام کی زندگی انتہائی مشکلات کا شکار ہو گی۔ اگر ایک آقا کو راضی کرے گا تو دوسرا ناراض ہو جائے گا۔ اِس کے برعکس جس غلام کا صرف ایک ہی آقا ہو گا وہ بڑے سکون میں ہو گا۔ اِسی طرح صرف ایک اللہ کی بندگی انسان کو دوسروں کے خوف یا دوسروں کی چاپلوسی سے بچا کر نہ صرف سکون بلکہ باوقار زندگی عطا کرتی ہے

۔بقول علامہ اقبال

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

افسوس! مشرکین ایک آقا کی غلامی اور بہت سے آقاؤں کی غلامی کا فرق تو خوب سمجھ لیتے ہیں مگر جب اُنہیں ایک اللہ کی بندگی اور بہت سے معبودوں کی بندگی کا فرق سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو نادان بن جاتے ہیں۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

مخالفین کے ساتھ کشمکش عارضی ہے

اِنَّكَ مَيِّتٌ	اے نبیؐ ! بے شک آپؐ وفات پانے والے ہیں
وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾	اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں۔
ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع	پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے ربّ کے پاس جھگڑو گے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان ہوا۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آج مشرکین آپ ﷺ سے جھگڑ رہے ہیں اور آپ ﷺ کی توہین کر رہے ہیں لیکن یہ کشمکش عارضی ہے۔ عنقریب مشرکین بھی فنا ہو کر مٹ جائیں گے اور آپ ﷺ بھی دنیا سے رخصت ہو کر رفیق اعلیٰ سے جا ملیں گے۔ تب روزِ قیامت اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک جھگڑا ہو گا۔ مجرمین اپنے جرائم سے انکار کریں گے یا دوسروں پر اپنے جرائم کی ذمہ داری ڈالیں گے لیکن یہ سب اُن کے کام نہ آئے گا۔ وہ اپنے جرائم کی سزا پا کر رہیں گے۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

دو کردار اور اُن کا انجام

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ	پھر کون ہے زیادہ ظالم اُس سے جس نے جھوٹ بولا اللہ پر
وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ	اور جھٹلایا سچائی کو جب وہ آئی اُس کے پاس
اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾	کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانہ کافروں کے لیے؟

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ	اورجو لایا سچائی
وَصَدَّقَ بِهٖ	اور اُس نے تصدیق کی اُس کی
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾	یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔
لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ	اُن کے لیے ہے جو وہ چاہیں گے اپنے ربّ کے پاس
ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۴﴾	اور یہ بدلہ ہے نیک لوگوں کا۔
لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا	تاکہ دور کردے اللہ اُن سے بدترین اعمال کو جو اُنھوں نے کیے
وَیَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾	اوربدلہ میں دے اُنہیں اُن کا اجر اُن بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کرتے رہے۔

یہ آیات انسانوں کے دو کردار اور پھر ہر کردار کا انجام بیان کر رہی ہیں ۔ پہلا کردار اُس بدنصیب انسان کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھوٹ منسوب کرتا ہے اور سچی بات کو جھٹلاتا ہے ۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور دعوت توحید کو جھٹلادیتا ہے ۔ ایسا شخص سب سے بڑا ظالم ہے اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے ۔ اِس کے برعکس وہ انسان ہے جو ہمیشہ حق بیان کرتا ہے اور جب بھی اُس کے سامنے حق آئے اُسے نہ صرف قبول کرتا ہے بلکہ اُس کا ساتھ دیتا ہے ۔ ایسے سعادت مند ہی متقی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی پاکیزہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ! اللہ تعالیٰ ایمان رکھنے کے انعام میں اُن کے چھوٹے ہی نہیں بڑے گناہ بھی معاف فرما دے گا اور حق کا ساتھ دینے کا اَجر اُن کے بہترین اعمال کی مناسبت سے عطا فرمائے گا۔اُنہیں ہر وہ نعمت فراہم کی جائے گی جس کی وہ خواہش کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا حسین انجام عطا فرمائے ۔آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۷

کیا اللہ تعالیٰ ،بندے کے لیے کافی نہیں؟

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ	کیانہیں ہے اللہ کافی اپنے بندے کے لیے؟
وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ	اور وہ ڈراتے ہیں آپؐ کو اُن سے جو اللہ کے سوا ہیں
وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾	اور جسے گمراہ کردے اللہ تو نہیں ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا۔
وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ	اور جسے ہدایت دے اللہ تو نہیں ہے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾	کیا نہیں ہے اللہ زبردست، انتقام لینے والا؟

مشرکین اُن لوگوں کو جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود مانتے ہیں، اپنے خود ساختہ معبودوں کی ناراضگی سے ڈراتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود مانتاہے وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا کیونکہ وہ یقین رکھتا ہے کہ وہی ہے جس کے اختیار میں جملہ مخلوقات کا نفع و نقصان ہے۔ مولانا محمد علی جوہر نے کیا خوب کہا ہے

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے

جسے اللہ تعالیٰ توحید کی ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس بدنصیب کی گمراہی پر اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہو جائے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔بے شک اللہ تعالیٰ زبردست اور انتقام لینے والا ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

خود ساختہ معبود بے اختیار اور لاچار ہیں

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ	اوریقیناً اگرآپؐ پوچھیں اُن سے کہ کس نےپیداکیاہے آسمانوں اور زمین کو؟
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	وہ ضرور کہیں گے اللہ نے
قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	فرمایئے تو کیا تم نے دیکھا ہے اُن ہستیوں کو جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ	اگرارادہ کرے اللہ میرے بارے میں کسی نقصان کا
هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ	کیا وہ ہٹانے والی ہیں اُس کے نقصان کو
اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ	یاارادہ فرمائے اللہ میرے بارے میں رحمت کا
هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ	کیا وہ روکنے والی ہیں اللہ کی رحمت کو
قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ	فرمایئے کافی ہے میرے لیے اللہ
عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾	اُس پرہی بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔
قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ	فرمایئے اے میری قوم !تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر
اِنِّيْ عَامِلٌ	بے شک میں بھی عمل کر رہا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾	پس عنقریب تم جان لو گے۔
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ	کون ہے کہ آتا ہے اُس پر ایسا عذاب جو رسوا کردے گا اُسے
وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾	اور اترے گا اُس پر دائمی عذاب۔

مشرکین یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ پوری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔ اِن آیات میں اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ اگر انسان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت نازل ہو تو کوئی خود ساختہ معبود اُس کی مدد نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی رحمت سے نواز دے تو اُس کی رحمت کو کوئی روک نہیں سکتا ۔ دانش مندی یہ ہے کہ اُسی پر بھروسہ کیا جائے ۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ ﷺ مشرکین کو حق کی دعوت دیتے رہیں ۔ اگر وہ قبول نہ کریں تو اُنہیں چیلنج دیں کہ تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو ۔ بہت جلد دیکھ لوگے کہ کس پر رسوا کن اور ہمیشہ طاری رہنے والا عذاب نازل ہوتا ہے ۔

آیت ۴۱

داعی کی ذمہ داری حق پہنچانا ہے ،منوانا نہیں

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ	بے شک ہم نے اے نبیؐ آپ پر نازل کی ہے کتاب لوگوں کے لیے حق کے ساتھ
فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ	پھر جو ہدایت قبول کرتا ہے تواپنے ہی بھلے کے لیے
وَ مَنْ ضَلَّ	اور جو گمراہ ہوتا ہے
فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا	تو بے شک وہ گمراہ ہوتا ہے اپنی ہی تباہی

ع ۱۰

	کے لیے
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾	اور نہیں ہیں آپؐ اُن پر نگران۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو اُن کی ذمہ داری سے آگاہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر قرآنِ حکیم کی صورت میں حق نازل کردیا ہے۔ اُن کی ذمہ داری ہے کہ یہ حق لوگوں تک پہنچا دیں۔ اب لوگوں کا اختیار ہے کہ حق قبول کرکے ابدی نعمتیں حاصل کریں یا حق کا انکار کر کے ابدی عذاب سے دو چار ہوں۔ لوگوں سے حق منوانا نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اِس آیت میں داعی کے لیے ایک اہم ہدایت ہے۔اپنی ذمہ داری کی حد اگر سامنے نہ رہے تو داعی بہت بڑی گمراہی کا شکار ہو سکتا ہے۔ وہ اپنی دعوت منوانے کے لیے لوگوں کی خواہش کے مطابق حق میں ترمیم کر دیتا ہے یا حق کے بعض اجزاء کو چھپاتا ہے۔ حق میں تحریف یا اُس کا چھپانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کاداعی بننے اور بلا کمی وبیشی حق کی تبلیغ کر نے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۴۲

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا	اللہ پورا پورا لے لیتا ہے جانوں کو اُن کی موت کے وقت
وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا	اور اُن (جانوں) کو جنہیں موت نہیں آئی ہے اُن کی نیند کی حالت میں
فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ	پھرروک لیتا ہے اُسے ،فیصلہ فرمادیا اُس نے جس کی موت کا

وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	اور بھیج دیتا ہے دوسری کوایک مقررہ مدت تک کے لیے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو غوروفکر کریں۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو نیند کی صورت میں ایک موت سے دوچار کردیتا ہے۔ جس کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہوں اُسے حقیقی موت دے دیتا ہے اور جس کی مہلت عمر باقی ہو اُسے عارضی موت یعنی نیند سے بیدار کر دیتا ہے۔ گویا انسان مکمل طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ وہ یہ ضمانت نہیں رکھتا کہ رات کو جب وہ سوئے گا تو صبح لازماً زندہ ہی اٹھے گا۔ کسی کو بھی یہ معلوم نہیں کہ ایک گھڑی بھر میں اُس پر کیا آفت آسکتی ہے۔ اگلا لمحہ اُس پر زندگی کا لمحہ ہو گا یا موت کا۔ جو انسان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بے بس ہے وہ کیسا سخت نادان ہے اگر اُسی سے غافل یا اُس کا نافرمان ہو۔ اِس آیت کے مضمون کی روشنی میں ایک ایمان افروز دعا ہے جو نبی اکرم ﷺ رات کو سونے سے قبل مانگا کرتے تھے: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔۔۔"اے میرے ربّ! میں تیرے نام کے ساتھ اپنا پہلو بستر پر لگا رہا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اُٹھوں گا۔ اگر نیند کے دوران تو نے میری جان قبض کر لی تو اِس پر رحم فرمایئے گا۔ اگر تو نے مجھے دوبارہ زندہ کر دیا تو میری اِسی طرح سے حفاظت فرمایئے گا جیسی آپ اپنے نیک بندوں کی (آفات، فتنوں اور نافرمانیوں سے) حفاظت فرماتے ہیں"(بخاری و مسلم)

آیات ۴۳ تا ۴۴

شفاعت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ	کیا اُنھوں نے بنالیے ہیں اللہ کے سوا سفارشی
قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾	اے نبیؐ !فرمایئے بھلا اگرچہ وہ نہ اختیار رکھتے ہوں کچھ اور نہ سمجھتے ہوں۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا	فرمایئے اللہ ہی کے اختیار میں ہے شفاعت ساری کی ساری
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اُسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾	پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

ہر دور میں مشرکین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن کے خودساختہ معبود روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے حق میں شفاعت کریں گے اوراُنہیں جہنم سے بچا کر جنت میں لے جائیں گے۔اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ شفاعت کا مکمل اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اُس کے سوا دیگر معبود بے اختیار ہیں۔تمام انسان اُس کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔ وہ جس نیک بندے کو چاہے گا شفاعت کی اجازت دے گا۔ شفاعت کس کے حق میں کی جائے،یہ فیصلہ بھی وہی فرمائے گا۔

آیات ۴۵ تا ۴۶

اعمال کی جوابدہی سے بچنے کے لیے شرک کا سہارا

وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ	اور جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ کااُس کی توحید کے ساتھ
اِشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	تنگ پڑتے ہیں دل اُن کے جوایمان نہیں رکھتے آخرت پر
وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ	اور جب ذکرکیا جاتا ہے اُن کا جو اللہ کے سوا ہیں
اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾	تو اُسی وقت وہ بہت ہی خوش ہو جاتے ہیں۔
قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اے نبیؐ !دعا کیجئے اے اللہ!اے آسمانوں اور

	زمین کے بنانے والے!
عٰلِمَ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ	اے ہرپوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے!
اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَیۡنَ عِبَادِکَ	آپ ہی فیصلہ فرمائیں گے اپنے بندوں کے درمیان
فِیۡ مَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۴۶﴾	اُس بات میں جس میں وہ اختلاف کیاکرتے تھے۔

جو لوگ نہیں چاہتے کہ آخرت میں اُن سے اُن کے اعمال کی باز پرس ہو ، ایسے ہی لوگ من گھڑت معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں اور اُن کی شفاعت کے ذریعہ حساب کتاب سے بچنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ توحیدِ خالص کی دعوت سے اختلاف کرتے ہیں اور جھوٹے معبودوں کی تعریف وتحسین سے خوش ہوتے ہیں ۔گویا اُن کو اصل محبت اللہ تعالیٰ سے نہیں بلکہ دیگر معبودوں سے ہوتی ہے ۔جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کی ناشکری کرنے والے یہ لوگ حق ماننے کو تیار ہی نہ ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کی جاسکتی ہے کہ وہ فیصلہ فرما دے گا کہ کون حق پر ہے اور کون گمراہی سے دوچار ہے؟

آیات ۴۷تا ۴۸

روزِ قیامت کوئی فدیہ سزا سے نہ بچا سکے گا

وَ لَوۡ اَنَّ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا	اوراگر واقعی اُن لوگوں کے لیے کہ جنہوں نے ظلم کیا ہے
مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا	وہ ہو جو زمین میں ہے سب کا سب
وَّ مِثۡلَہٗ مَعَہٗ	اور اُس کی مانند اور بھی ہو اُس کے ساتھ

لَا فْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وہ یقیناً فدیہ میں دیں گے اُسے عذاب کی سختی سے بچنے کے لیے روزِ قیامت
وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ	اور ظاہر ہو جائے گااُن کے لیے اللہ کی طرف سے
مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾	وہ جس کااُنہوں نے گمان بھی نہ کیا تھا۔
وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا	اور ظاہر ہو جائیں گی اُن کے لیے وہ برائیاں جو اُنہوں نے کمائی تھیں
وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾	اور گھیر لے گااُنہیں وہ(عذاب)جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

روزِ قیامت مشرکین چاہیں گے کہ ہر ممکن شے بطورِ فدیہ دے کر خود کو عذاب سے بچالیں لیکن ایسا ہر گز نہیں ہو گا ۔ اُن کے تمام جرائم سامنے آجائیں گے ۔ عذاب بھی ایسا بدتر ہو گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک اور روزِ قیامت کی رسوائی و بربادی سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۴۹تا ۵۲

اللہ کا احسان اور انسان کی ناشکری

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا	اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف وہ پکارتا ہے ہمیں
ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا	پھر جب ہم عطا کرتے ہیں اُسے کوئی نعمت اپنی طرف سے
بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ	بلکہ وہ ایک آزمائش ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾	اور لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	یقیناً کہی تھی یہی بات اُن لوگوں نے بھی جو اِن سے پہلے تھے
فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾	تو کام نہ آیا اُن کے جو وہ کمایا کرتے تھے۔
فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا	تو آپڑیں اُن پر برائیاں اُن اعمال کی جو اُنھوں نے کمائے تھے
وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ	اور وہ لوگ جو ظلم کر رہے ہیں اِن میں سے
سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا	جلد ہی آپڑیں گی اُن پر برائیاں اُن اعمال کی جو وہ کمارہے ہیں
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾	اور وہ نہیں ہیں بے بس کرنے والے (اللہ کو)۔
اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا	کیا اُنھوں نے نہیں جانا
اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ	بے شک اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے
وَيَقْدِرُ	اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہے)
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع ۵ ۱۱ ۲	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہے اُن کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

انسان جب تکلیف سے دوچار ہوتا ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کو مدد کے لیے پکارتا ہے ۔جب وہ تکلیف دور کر دیتا ہے اور اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اِس نعمت کے حصول کو اپنی صلاحیت اور تدبیر کا نتیجہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا ہے ۔ ماضی میں بھی انسانوں کی یہ روش رہی اوراُنہیں اِس کی سزا ملی ۔ جو لو گ آج بھی ناشکری کررہے ہیں اگر باز نہ آئے تو عذاب کا سامنا کریں گے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی ہے جو بندوں کا رزق وسیع کر تا ہے اور جب چاہے اُس میں کمی کر دیتا ہے ۔یہ دونوں صورتیں آزمائش کی ہیں۔آزمائش میں کامیاب ہونے کے لیے درست روش یہ ہے کہ نہ صرف تکلیف میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے بلکہ نعمت اور راحت عطا ہونے پر بھی اُس کی بارگا ہ میں سجدۂ شکر ادا کیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اپنی یاد اور اپنے احکامات کا پاس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۵۳

قرآنِ حکیم کی سب سے زیادہ امید افزاء آیت

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	اے نبیؐ! بتادیجئے اے میرے وہ بندو جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جانوں پر
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ	مایو س نہ ہواللہ کی رحمت سے
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا	بے شک اللہ بخش دیتا ہے گناہ سب کے سب
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾	بے شک وہی ہے بہت بخشنے والا،ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت گناہ گاروں کے لئے قرآن کی سب آیتوں سے زیادہ امید افزاء ہے(معارف القرآن،از مفتی محمد شفیع)۔ اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ کثرت سے گناہ کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے ۔وہ اگر سچی توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ اپنی شانِ غفاری و رحیمی کے طفیل اُن کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔بقول اقبال

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

آیات ۵۴ تا ۵۵

عذاب آنے سے پہلے سچی توبہ کر لو

وَ اَنِیۡبُوۡۤا اِلٰی رَبِّکُمۡ	اورپلٹ آؤ اپنے رب کی طرف
وَ اَسۡلِمُوۡا لَہٗ	اور فرمانبرداری کرواُس کی
مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ	اِس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب
ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۵۴﴾	پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔
وَ اتَّبِعُوۡۤا اَحۡسَنَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ	اور پیروی کرو سب سے اچھی بات کی جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے
مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَۃً	اِس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب اچانک
وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾	اورتم اُس کا گمان بھی نہ کرتے ہو۔

یہ آیات گناہ گاروں کو تلقین کر رہی ہیں کہ وہ اچانک عذاب آنے سے پہلے سچی توبہ کرلیں۔ سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ:

i ۔ گناہوں پر واقعی ندامت ہو۔

ii۔اللہ تعالیٰ سے گناہوں کو چھوڑنے کا وعدہ کیا جائے ۔

iii۔ گناہوں کو بالفعل چھوڑ کر توبہ کی سچائی ثابت کی جائے ۔

iv۔ اگر کسی کا حق مارا ہے تو لوٹا دیا جائے یا اُس سے معاف کرا لیا جائے ۔

v۔ اگر کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے تو اُس سے معافی حاصل کی جائے۔

vi۔ آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق بسر کرنے کا پکا ارادہ کیا جائے ۔

vii۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر انتہائی خوبصورتی اور ذوق و شوق سے عمل کی کوشش کی جائے ۔

آیات ۵۶ تا ۵۹

توبہ نہ کرنے والوں کی حسرت

اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ یّٰحَسۡرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطۡتُّ فِیۡ جَنۡۢبِ اللّٰہِ	(ایسا نہ ہو)کہ کوئی شخص کہے ہائے حسرت ہے اُس پر جومیں نے کوتاہی کی اللہ کی جناب میں
وَ اِنۡ کُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِیۡنَ ﴿۵۶﴾	اوربے شک میں تو تھا یقیناً ہنسی مذاق کرنے والوں میں سے۔
اَوۡ تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیۡ	یا کہے اگر واقعی اللہ نے ہدایت دی ہوتی مجھے

لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾	یقیناً میں ہوتا پرہیز گاروں میں سے۔
اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ	یا کہے جب وہ دیکھے عذاب
لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً	کاش کہ ہوجائے میرے لیے ایک بار لوٹنا
فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾	تو میں ہوجاؤں گا نیک لوگوں میں سے۔
بَلٰى	کیوں نہیں...!
قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ	یقیناً آئی تھیں تیرے پاس میری آیات
فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ	پھر تو نے جھٹلایا اُنہیں اور تکبر کیا
وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾	اور تو تھا انکار کرنے والوں میں سے۔

جب اُن بدنصیبوں پر جو گناہوں سے توبہ نہیں کرتے اچانک عذاب آتا ہے تو وہ اپنے گناہوں پر حسرت کرتے ہوئے افسوس کرتے ہیں کہ ہم نے عذابوں کی وعیدوں کو سنجیدگی سے نہیں سنا اور اُنہیں سنی ان سنی کر دیا۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم متقی بن جاتے۔ اگر وہ اب ہمیں مہلت دے تو ہم اِس قدر نیک ہو جائیں گے کہ محسنین کے درجہ پر پہنچ جائیں گے۔ افسوس !عذاب آنے کے بعد کوئی حسرت اور فریاد انسان کے کام نہ آئے گی ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارے پاس میرے احکامات آئے تھے لیکن تم نے اُنہیں جھٹلا دیا یا عملی طور پر پس پشت ڈال دیا۔ گویا عملی اعتبار سے تم نے بھی وہی روش اختیار کی جو کافروں نے کر رکھی تھی ۔لہٰذا آج کسی رعایت کی توقع نہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکامات پر عمل اور موت کی گھڑی آنے سے پہلے پہلے گناہوں پر سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین!

آیات ۶۰ تا ۶۱

روزِ قیامت اچھا اور برا انجام

وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ	اورروزِ قیامت تم دیکھو گے اُن لوگوں کو جنہوں نے جھوٹ منسوب کیا اللہ کے ساتھ
وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ	اُن کے چہرے سیا ہ ہو ں گے
اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۶۰﴾	کیانہیں ہے جہنم میں ٹھکانہ تکبر کرنے والوں کے لیے؟
وَ یُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ	اوربچالے گا اللہ اُنہیں جنہوں نے پرہیز گاری اختیار کی اُن کے کامیاب ہونے کی وجہ سے
لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ	نہیں پہنچے گی اُنہیں کوئی تکلیف
وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور نہ ہی وہ غمگیں ہو ں گے۔

روزِ قیامت ایسے لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھوٹ منسوب کرتے ہیں یعنی کسی کو اُس کا شریک قرار دیتے ہیں یااُس کی صرف شانِ رحیمی کا ذکر کرکے اوراِسی پر بھروسہ کرکے گناہوں پر کاربند رہتے ہیں ۔ اُس کے احکامات کی یوں ڈھٹائی کے ساتھ نافرمانی دراصل سرکشی اور تکبر ہے ۔ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے ۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنے والوں کو ہر طرح کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا ۔ وہ ہمیشہ ہمیش کی راحت میں ہوں گے اور اُنہیں کوئی غم لاحق نہ ہو گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں یہی انجام عطا فرمائے ۔ آمین!

آیات ۶۲تا ۶۳

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہر مشکل سے نکال دیتا ہے

ع ۴ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ	اللہ ہی بنانے والا ہے ہر چیز کا
وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾	اور وہی ہر چیز کا کا رساز ہے۔
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیا ں
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اور جنہوں نے انکار کیا اللہ کی آیات کا
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع	وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

شیطان انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر گناہوں پر توبہ کر لی تو مالی دشواریوں کا سامنا ہو گا۔ بعض لوگ ناراض ہوجائیں گے جس سے مشکلات پیدا ہو ں گی ۔اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو تسلی دی کہ میں تمہارا خالق ہوں، تمہاری تمام ضرورتوں کا نگران اور پورا کرنے والا ہوں ۔ آسمان اور زمین کے تمام خزانے میرے اختیار میں ہیں ۔ مجھ پر بھروسہ کر کے گناہوں سے توبہ کرنے والوں کو میں مایوس نہیں کرتا۔ اُن کے لیے میں ہر مشکل سے نکلنے کی راہ پیدا کر دیتا ہوں ۔ جو بدنصیب اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا بشارتوں پر ایمان نہیں رکھتے وہی درحقیقت خسارے میں جانے والے ہیں ۔

آیات ۶۴ تا ۶۶

باطل کے ساتھ سمجھوتے کی زور دار نفی

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾	اے نبیؐ! فرمایئے کیاغیر اللہ کے بارے میں تم حکم دیتے ہومجھے کہ میں عبادت کروں اُن کی اے جاہلو!

وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ	حالانکہ یقیناً وحی کیا جاچکا ہے آپؐ کی طرف
وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ	اور اُن کی طرف جو آپؐ سے پہلے تھے
لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ	بلاشبہ اگر بالفرض آپؐ نے شرک کیا
لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ	تو ضرور ضائع ہو جائے گا آپؐ کا عمل
وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾	اور آپؐ ضرور ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔
بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ	بلکہ اللہ ہی کی پھر عبادت کیجئے
وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۶﴾	اور ہو جایئے شکر ادا کرنے والوں میں سے۔

سردارانِ قریش مکی دور کے آخر میں نبی اکرم ﷺ پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ اُن کے ساتھ سمجھوتہ کر لیں ۔ اِس سمجھوتے کے تحت ایک معین عرصہ تک نبی اکرم ﷺ مشرکین کے ساتھ مل کر اُن کے معبودوں کی عبادت کریں ۔ پھر اتنے ہی عرصہ مشرکین صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے ۔ اِن آیات میں بڑی سختی کے ساتھ سمجھوتہ کی اِس پیشکش کو مسترد کر دیا گیا

باطل دوئی پسند ہے ، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

مشرکین کو آگاہ کیا گیا کہ شرک کی نحوست تمام نیک کاموں کے اجر کو برباد کر دیتی ہے۔ اگر کسی نبی نے بھی بالفرض شرک کیا تو اُس کی تمام نیکیاں ضائع ہو جائیں گی۔ گویا نبی کی طرف سے شرک کرنے کا امکان ہی نہیں۔ تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کریں اور اُس کے شکر گزار بن کر رہیں۔ انبیاء اُسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اُس کے باغیوں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے۔

آیات ۶۷ تا ۷۰

قیامت کے مناظر

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ	اور اُنھوں نے قدر نہیں کی اللہ کی، جیسا کہ حق تھا اُس کی قدر کرنے کا
وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	حالانکہ زمین پوری کی پوری اُس کی مٹھی میں ہو گی روزِ قیامت
وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ	اور تمام آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اُس کے دائیں ہاتھ میں
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾	پاک ہے وہ اور بلند و برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ	اور پھونکا جائے گا صور میں
فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ	تو مر جائیں گے وہ سب جو آسمانوں میں ہیں
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ	اور وہ سب جو زمین میں ہیں
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ	سوائے اُس کے جس کے لیے چاہے اللہ
ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى	پھر پھونکا جائے گا صور میں دوسری بار
فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾	پھر اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا	اور روشن ہو جائے گی زمین انکے رب کے نور سے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ	اور رکھ دیا جائے گا (ہر اک کے سامنے) نامۂ اعمال
وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ	اور لائے جائیں گے انبیاء اور گواہ
وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ	اور فیصلہ کر دیا جائے گا اُن کے درمیان حق کے ساتھ
وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔
وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ	اور پورا پورا دیا جائے گا (بدلہ) ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے عمل کیا
وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

اِن آیات میں قیامت کے کئی مناظر کا بیان ہے :

i۔ روزِ قیامت پوری زمین اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہو گی اور تمام آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے ۔ بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اندازہ کر ہی نہیں سکتے ۔وہ ہر شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے ۔

ii۔ روزِ قیامت جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو جملہ مخلوقات موت سے دو چار ہو جائیں گی، سوائے اُن کے جنہیں اللہ تعالیٰ زندہ رکھے گا۔

iii۔جب دوسری بار صور میں پھونک ماری جائے گی تو تمام کے تمام انسان زندہ ہو کر میدانِ حشر میں حاضر ہوں گے۔

iv۔اللہ تعالیٰ آسمانوں سے زمین پر نزول فرمائیں گے تاکہ انسانوں کا حساب لیں ۔نزولِ باری تعالیٰ سے زمین پر ایسا نورِ ربّانی پھیلے گا کہ وہ جگمگا اٹھے گی۔

v۔ تمام انسانوں کے ہاتھوں میں اُن کے نامۂ اعمال دیے جائیں گے ۔

vi۔ انبیاءاور دیگر گواہ انسانوں کے اعمال پر گواہی کے لیے لائے جائیں گے ۔

vii۔ہر انسان کے انجام کا اُس کے اعمال کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اور کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی جائے گی۔

آیات ۷۱ تا ۷۲

کافروں کی جہنم کی طرف روانگی

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا	اور ہانکے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے جہنم کی طرف گروہ در گروہ
حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا	یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے جہنم کے پاس
فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا	کھولے جائیں گے اُس کے دروازے
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ	اور کہیں گے اُن سے جہنم پر مامور فرشتے کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے
يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ	وہ تلاوت کرتے تھے تم پر تمہارے ربّ کی آیات
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا	اور خبردار کرتے تھے تمہیں اِس دن کی ملاقات سے
قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾	وہ کہیں گے کیوں نہیں ! اور لیکن ثابت ہو گئی عذاب کی بات کافروں پر۔
قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ	کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اُس میں
فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾	پس برا ہے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ۔

کافروں کو گروہوں کی صورت میں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جب بھی کوئی گروہ جہنم کے پاس پہنچے گا تو اُس کے دروازے کھولے جائیں گے۔ جہنم پر مامور فرشتے اُن سے پوچھیں گے کہ کیا اللہ کے رسولوں نے تمہیں احکامات الٰہی نہیں سنائے تھے؟ کیا تمہیں روزِ قیامت کے برے انجام سے خبر دار نہیں کیا گیا تھا؟ جہنم کی طرف آنے والے اقرار کریں گے کہ ہم تک حق پہنچ چکا تھا لیکن ہم نے جان بوجھ کر حق سے گریز کیا۔ اب اِن بد نصیبوں کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ بلاشبہ سرکشوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ محفوظ فرما ہمیں جہنم کے عذاب سے۔ آمین!

آیات ۷۳ تا ۷۴

متقیوں کی جنت کی طرف آمد

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا	اور لے جائے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے پرہیز گاری اختیار کی اپنے ربّ کی، جنت کی طرف گروہ در گروہ
حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا	یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے جنت کے پاس
وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا	اور کھول دیے گئے ہوں گے اُس کے دروازے
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ	اور کہیں گے اُن سے جنت پر مامور فرشتے سلام ہو تم پر، تم پاکیزہ رہے
فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾	پس داخل ہو جائو جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہو کر۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ	اور وہ کہیں گے کل شکر اللہ کے لیے ہے کہ جس نے سچا کر دیا ہم سے اپنا وعدہ
وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ	اور وارث بنا دیا ہمیں جنت کی زمین کا
نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ	ہم رہیں جنت میں جہاں ہم چاہیں
فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾	پس کیا ہی عمدہ بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔

متقی یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والے، گروہوں کی صورت میں جنت کی طرف لائے جائیں گے۔ جب وہ جنت کے قریب پہنچیں گے تو اُس کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے۔ جنت پر مامور فرشتے اُنہیں مبارک باد دیں گے، اُن کی تحسین کریں گے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہونے کی بشارت دیں گے۔ اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے کہ اُس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور جنت کی وسیع و عریض سرزمین کا وارث بنایا۔ بلاشبہ عمل کرنے والوں کا نہایت خوب بدلہ ہے

جنت تیری پنہاں ہے تیرے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیئے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کریں:

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

"اور ہمیں داخل فرما جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ، اے بہت زبردست ہستی!، اے بہت بخشنے والی ہستی! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والی ہستی" !۔

آیت ۷۵

فرشتوں کے درمیان اختلافات کا فیصلہ

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ	اور تم دیکھو گے فرشتوں کو گھیرا ڈالے ہوئے عرش کے گرد
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ	وہ تسبیح کر رہے ہونگے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ
وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ	اور فیصلہ کر دیا جائے گا اُن کے درمیان حق کے ساتھ
وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۵ ع	اور کہا جائے گا کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

ع ۵

فرشتے اللہ تعالیٰ کی باشعور مخلوق ہیں۔ وہ مختلف معاملات کے حوالے سے اپنی اپنی آراء رکھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرماتا ہے تو وہ باہم اُس حکم کی حکمت اور نتائج کے حوالے سے اختلافِ رائے رکھتے ہیں۔ روزِ قیامت جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے بارے میں فیصلہ فرما دے گا اور وہ جنت یا جہنم میں چلے جائیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان اختلافِ رائے کا بھی فیصلہ سنا دے گا۔ تمام فرشتے مل کر کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ...کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سورۂ مومن

صرف اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرنے کا بیان

یہ سورۂ مبارکہ توحیدِ عملی کے اِس پہلو کو اجاگر کر رہی ہے کہ ہمیں اپنی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرتے ہوئے صرف اور صرف اُسی سے دعا کرنی چاہیے۔

☆آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶ — عظمت وجلالِ باری تعالیٰ
- آیات ۷ تا ۹ — فرشتوں کی اہل ایمان کے لیے خوش کن دعا
- آیات ۱۰ تا ۲۲ — مضامین عبرت و موعظت
- آیات ۲۳ تا ۴۶ — آلِ فرعون کی سر کشی اور انجام
- آیات ۴۷ تا ۵۰ — اہل جہنم کی فریاد
- آیات ۵۱ تا ۸۵ — اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بندوں کی نا شکری

آیات ۱ تا ۳

دعا اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیے

حٰمٓ ①	حا۔ میم۔
تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ②	نازل کیا جانا ہے اِس کتاب کا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا۔
غَافِرِ الذَّنۡۢبِ	وہ بخشنے والا ہے گناہ
وَ قَابِلِ التَّوۡبِ	قبول فرمانے والا ہے توبہ

شَدِيۡدِ الۡعِقَابِ	دینے والا ہے بہت سخت سزا
ذِى الطَّوۡلِ	ہے بڑے فضل والا
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ۝۳	اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان ہوئی ہے جو اِس بات کی مظہر ہے کہ دعا صرف اُسی سے مانگنی چاہیے ۔ بیان کیا گیا کہ قرآن حکیم اُس شان والے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو:

i۔ زبردست ہے یعنی جو چاہے سو کرسکتا ہے۔ گویاہر دعا پوری کر سکتا ہے ۔

ii۔ سب کچھ جاننے والا ہے ۔ اُسے علم ہے کہ کس بندے کی کیا حاجت ہے اور اُس کی حاجت روی کن اسباب سے کی جا سکتی ہے۔

iii۔ گناہوں کو معاف کرنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔بڑے بڑے گناہ کرنے والوں کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔وہ سچے دل سے توبہ کرکے اُس سے بخشش مانگیں،وہ ضرور نظر کرم فرمائے گا۔

iv۔ شدید سزا دینے والا ہے یعنی مظلوموں کی فریاد رسی کرتے ہوئے ظالموں کو عبرتناک عذاب دے سکتا ہے۔

v۔ بڑی وسعت والا ہے یعنی جو چاہے اور جتنا چاہے عطا کر سکتا ہے۔

بلاشبہ مذکورہ بالا صفات والی ہستی ہی معبودِ حقیقی ہے اور بالآخر اُسی کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

آیات ۴ تا ۶

کافروں کا برا انجام ہے

مَا يُجَادِلُ فِيۡۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	جھگڑا نہیں کرتے اللہ کی آیات میں مگر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
فَلَا يَغُرُّكَ تَقَلُّبُهُمۡ فِى الۡبِلَادِ ۞۴	تو اے نبیؐ! دھوکہ میں نہ ڈال دے آپؐ کو اُن کی چلت پھرت شہروں میں۔
كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ	جھٹلایا تھا اِن سے پہلے قومِ نوح نے
وَالۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ	اور کئی اور جماعتوں نے بھی اُن کے بعد
وَهَمَّتۡ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوۡلِهِمۡ لِيَاۡخُذُوۡهُ	اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول کے بارے میں کہ وہ پکڑ لیں اُن کو
وَجٰدَلُوۡا بِالۡبَاطِلِ	اور اُنہوں نے جھگڑا کیا باطل کے ساتھ
لِيُدۡحِضُوۡا بِهِ الۡحَقَّ	تاکہ وہ کمزور کر دیں اِس کے ذریعہ حق کو
فَاَخَذۡتُهُمۡ	تو میں نے پکڑ لیا اُنہیں
فَكَيۡفَ كَانَ عِقَابِ ۞۵	پھر کیسی تھی میری سزا؟
وَكَذٰلِكَ حَقَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا	اور اِسی طرح ثابت ہو گئی آپؐ کے ربّ کی بات اُن لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا
اَنَّهُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۞۶	کہ وہی آگ والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آیات اور اُن میں بیان ہونے والی تعلیمات کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جنہوں نے کفر پر ہٹ دھرمی اختیار کر رکھی ہے۔ وہ بدنیت ہیں۔ حق کو سمجھنا نہیں بلکہ اُسے نیچا دکھانا چاہتے ہیں۔ یہی روش قومِ نوح اور کئی سابقہ قوموں کی تھی۔ اُنہوں نے رسولوں پر دست درازی کی جسارت کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہلاکت سے دوچار کیا۔ اِسی طرح جو لوگ نبی اکرم ﷺ اور قرآنِ حکیم کی تعلیمات کے انکار پر ڈٹے رہیں گے اُن کا بھی برا انجام ہو گا۔ دنیا میں اُن کی وقتی شان و شوکت محض چار دن کی چاندنی ہے، اِس کے بعد اِن کے لیے نہ ختم ہونے والی اذیت ناک اندھیری رات ہے۔

آیات ۷ تا ۹

فرشتوں کی اہل ایمان کے لیے خوش کن دعا

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ	اور وہ فرشتے جو اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو
وَمَنْ حَوْلَهٗ	اور جو اُس کے ارد گرد ہیں
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ	وہ تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ
وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ	اور وہ ایمان رکھتے ہیں اُس پر
وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور بخشش مانگتے ہیں اُن کے لیے جو ایمان لائے
رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً	(عرض کرتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تو گھیرے ہوئے ہے ہر شے کو رحمت اور علم سے
فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا	پس بخش دے اُنہیں جنہوں نے توبہ کی
وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ	اور پیروی کی تیرے راستے کی
وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝	اور بچا اُنہیں بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے۔

رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ	اے ہمارے رب ! داخل فرمااُنہیں اُن رہنے والے باغات میں جن کا تونے وعدہ کیا ہے اُن سے
وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ	اور اُنہیں بھی جو نیک ہوئے اُن کے باپ دادا میں سے
وَ اَزْوَاجِهِمْ	اور اُن کی بیویوں میں سے
وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ	اور اُن کی اولادوں میں سے
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۸	بے شک تو ہی ہے زبردست، کمالِ حکمت والا۔
وَ قِهِمُ السَّیِّاٰتِ	اور بچااُنہیں برائیوں سے
وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ	اور جسے تو بچالے برائیوں (کے انجام) سے اُس دن
یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ	تو واقعی تونے رحم کیا اُس پر
وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۹ ع	اور یہی تو ہے شاندار کامیابی۔

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین یعنی اُس کا عرش اٹھانے والے اور عرش کے گرد طواف کرنے والے فرشتے اُس کی تسبیح و حمد کرتے ہوئے اُن اہل ایمان کے لیے بخشش طلب کرتے رہتے ہیں جو گناہوں پر توبہ کرتے اور سیدھے راستہ کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ نہ صرف اِن مومن بندوں کو بلکہ اُن کے اہل ایمان باپ دادا، اولاد اور بیویوں کو جنت کی نعمت عطا کی جائے۔ اُنہیں ہر طرح کی سختیوں اور عذاب سے بچالیا جائے۔ بلاشبہ جو خوش نصیب اُس روز کے شر سے محفوظ رہا اُس پر تو اللہ تعالیٰ نے خوب کرم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی فرشتوں کی دعاؤں کا مصداق بنائے اور اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۲

اہل جہنم کی عبرتناک بیزاری

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
یُنَادَوۡنَ لَمَقۡتُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ مِنۡ مَّقۡتِکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ	اُنہیں پکار کر کہا جائے گا یقیناً اللہ کی بیزاری زیادہ بڑی تھی تمہاری اپنے آپ سے بیزاری سے
اِذۡ تُدۡعَوۡنَ اِلَی الۡاِیۡمَانِ	جب تمہیں بلایا جاتا تھا ایمان کی طرف
فَتَکۡفُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾	تو تم انکار کرتے تھے۔
قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَیۡنِ	وہ کہیں گے اے ہمارے ربّ ! تو نے موت دی ہمیں دو بار
وَ اَحۡیَیۡتَنَا اثۡنَتَیۡنِ	اور تو نے زندہ کیا ہمیں دو بار
فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا	ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا
فَہَلۡ اِلٰی خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِیۡلٍ ﴿۱۱﴾	تو کیا (جہنم سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟
ذٰلِکُمۡ بِاَنَّہٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحۡدَہٗ کَفَرۡتُمۡ	(کہا جائے گا) یہ اِس لیے کہ جب بلایا جاتا تھا اللہ کی طرف اُس کی توحید کے ساتھ تم انکار کرتے تھے
وَ اِنۡ یُّشۡرَکۡ بِہٖ تُؤۡمِنُوۡا	اور اگر شرک کیا جاتا اُس کے ساتھ ، تم ایمان لے آتے تھے
فَالۡحُکۡمُ لِلّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡکَبِیۡرِ ﴿۱۲﴾	پس اب فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے جو بہت بلند، بہت

	بڑا ہے۔

اہل جہنم عذاب کی شدت سے برے حال میں ہوں گے۔ بیزار ہو کر خود کو کوس رہے ہوں گے کہ اُنہوں نے دنیا کی وقتی لذتوں کے بدلے خود کو کتنے بڑے عذاب کا مستحق بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں آج جو بیزاری ہو رہی ہے، مجھے اِس سے زیادہ ناراضگی ہوتی تھی جب تم دنیا میں ایمان کی دعوت کو جھٹلاتے تھے۔ جہنمی عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب ! آپ نے ہماری روحوں کو بنایا اور عہدِ الست لینے کے بعد اُنہیں ایک موت سے گزارا۔ پھر اُنہیں زندہ کر کے جسم کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ پھر ایک موت سے دوچار کیا۔ پھر دوبارہ زندہ کیا۔ اِسی طرح ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج دے تا کہ ہم اپنے گناہوں کی تلافی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر گز نہیں۔ دنیا میں تم نے توحید کی خالص دعوت کو ٹھکرا دیا اور ایسے نظریات کو قبول کیا جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر معبودوں کو بھی شریک قرار دیا گیا تھا۔ اب اپنے شرک کے جرم کا مزہ چکھو۔ آج کوئی تمہارا من گھڑت معبود تمہاری مدد کو نہیں آ رہا ہے اور فیصلے کا کل اختیار اُس اللہ کے پاس ہے جو بلند و بالا اور سب سے بڑا ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۵

اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرو

هُوَ الَّذِیۡ یُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِهٖ	اور وہی ہے اللہ جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں
وَ یُنَزِّلُ لَکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ رِزۡقًا	اور نازل کرتا ہے تمہارے لیے آسمان سے رزق
وَ مَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنۡ یُّنِیۡبُ ﴿۱۳﴾	اور نصیحت حاصل نہیں کرتا مگر وہ جو رجوع کرتا ہے۔
فَادۡعُوا اللّٰهَ	پس دعا کرو اللہ ہی سے
مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ	خالص کرنے والے ہو کر اُس کے لیے اطاعت کو
وَ لَوۡ کَرِهَ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾	اور اگرچہ ناپسند کریں کافر۔

رَفِيۡعُ الدَّرَجٰتِ	اللہ بلند درجوں والا ہے
ذُو الۡعَرۡشِ	عرش کا مالک ہے
يُلۡقِى الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ	اتارتا ہے وحی اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
لِيُنۡذِرَ يَوۡمَ التَّلَاقِ ۝۱۵	تاکہ وہ خبردار کرے ملاقات کے دن سے۔

اِن آیات میں تلقین کی گئی کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو خواہ کافروں کو کتنا ہی برا محسوس ہو۔ البتہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری سنے تو تم بھی اُس کی سنو یعنی اُس کی مکمل اطاعت کرو۔ وہ تمہیں مسلسل اپنی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے اور آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے جس سے تمہارے لیے رزق پیدا ہوتا ہے۔ بارش کے ساتھ ساتھ اُس نے اپنے چنے ہوئے محبوب بندوں پر آسمان سے وحی کی صورت میں روحانی رزق بھی اتارا ہے۔ یہ وحی تمہیں خبردار کر رہی ہے کہ موت کے بعد تم دوبارہ زندہ ہو گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے حاضر ہو گے۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری

يَوۡمَ هُمۡ بٰرِزُوۡنَ	جس دن وہ صاف ظاہر ہوں گے
لَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡهُمۡ شَىۡءٌ	نہیں چھپی ہو گی اللہ پر اُن کی کوئی چیز
لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡيَوۡمَ	(پوچھا جائے گا) کس کی ہے بادشاہی آج؟
لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ۝۱۶	اللہ ہی کی جو اکیلا ہے، سب پر غالب۔
اَلۡيَوۡمَ تُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ	آج کے دن بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے

	کمایا
لَا ظُلۡمَ الۡیَوۡمَ	کوئی ظلم نہ ہوگا آج کے دن
اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۷﴾	بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

روزِ قیامت ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اُس کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ رہے گا۔ اب انسانوں سے پوچھا جائے گا کہ آج بادشاہی کس کی ہے؟ وہ سب گردنیں جھکائے خاموش کھڑے ہوں گے۔ جواب دیا جائے گا کہ بادشاہی اُس اللہ کی ہے جو اکیلا ہے اور پوری طرح سے حاوی ہے۔ پھر ہر انسان کو اُس کے عمل کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کی جائے گی۔ بے شک یہ معاملہ بہت جلد ہونے والا ہے۔ اَللّٰھُمَّ حَاسِبۡنَا حِسَابًا یَّسِیۡرًا۔ "اے اللہ! حساب فرما ہمارا، آسان حساب"۔ آمین!

آیات ۱۸ تا ۲۰

آخرت کا ہلا دینے والا منظر

وَ اَنۡذِرۡہُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَۃِ	اور اے نبیؐ! خبردار کیجئے اُنہیں قریب آنے والے دن سے
اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَی الۡحَنَاجِرِ کٰظِمِیۡنَ	جب دل گلوں کے پاس غم سے بھرے ہوئے ہوں گے
مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ حَمِیۡمٍ وَّ لَا شَفِیۡعٍ یُّطَاعُ ﴿۱۸﴾	نہیں ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ ہی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے۔
یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ	اللہ جانتا ہے نگاہوں کی خیانت کو
وَ مَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾	اور اُسے بھی جو سینے چھپاتے ہیں۔
وَ اللّٰہُ یَقۡضِیۡ بِالۡحَقِّ	اور اللہ فیصلہ فرمائے گا حق کے ساتھ

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ	اور جنہیں وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا
لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ	وہ فیصلہ نہیں کرتے کسی بھی چیز کا
ع ۲ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۲۰ ع	بے شک اللہ ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ لوگوں کو اُس دن سے خبر دار کریں جو جلد ہی آنے والا ہے۔ اُس روز گھبراہٹ کا یہ عالم ہو گا کہ دلوں کی دھڑکن انتہائی تیز ہو گی۔ دل اچھل اچھل کر حلق تک پہنچ رہے ہوں گے اور خوف کے مارے کانپ رہے ہوں گے۔ ظلم کرنے والوں کی مدد کے لیے نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ ہی کوئی سفارشی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ہر عمل سے واقف ہے لہٰذا وہ اُن کے بارے میں برحق فیصلہ فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ تو یہاں تک جانتا ہے کہ سینوں میں کیا نیت اور ارادے ہیں اور نگاہیں کیا کیا خیانت و بد نظری کرتی ہیں؟ لوگوں کے خود ساختہ معبود لاچار و بے بس ہیں لہٰذا وہ کسی انسان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

تاریخ سے عبرت

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ	اور کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ	پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اِن سے پہلے تھے
كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً	وہ تو تھے زیادہ سخت قوت میں
وَاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ	اور یادگاروں کے لحاظ سے زمین میں

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ	تو پکڑ لیا اُنہیں اللہ نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾	اور نہیں تھا کوئی اُنہیں اللہ سے بچانے والا۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	یہ اِس لیے کہ لاتے رہے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل
فَكَفَرُوْا	تو اُنہوں نے کفر کیا
فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ	پھر پکڑ لیا اُنہیں اللہ نے
اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾	بے شک وہ نہایت طاقتور، سخت عذاب دینے والا ہے۔

ماضی میں کئی ایسی قومیں گزری ہیں جو قوت و وسائل میں انتہائی طاقتور اور شان و شوکت میں کہیں زیادہ نمایاں تھیں۔ بد قسمتی سے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمان اور باغی تھیں۔ رسولوں نے واضح دلائل اور پوری دل سوزی کے ساتھ اُن کی اصلاح کی کوشش کی لیکن اُنہوں نے سرکشی اور تکبر کی راہ اختیار کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا اور کوئی اُنہیں اُس کی پکڑ سے بچا نہ سکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ماضی سے عبرت حاصل کرنے اور نیک لوگوں کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۳ تا ۲۵

آلِ فرعون کی سرکشی

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾	اور یقیناً ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ۔
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ	فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف
فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾	تو اُنہوں نے کہا (گستاخی کرتے ہوئے) یہ جادو گر ہیں،

	بہت بڑے جھوٹے ہیں۔
فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡحَقِّ مِنۡ عِنۡدِنَا	پس جب موسیٰؑ لائے اُن کے پاس حق ہماری طرف سے
قَالُوا اقۡتُلُوۡۤا اَبۡنَآءَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ	تو اُنہوں نے کہا قتل کرو اُن لوگوں کے بیٹوں کو جو ایمان لائے ہیں آپ کے ساتھ
وَاسۡتَحۡيُوۡا نِسَآءَهُمۡ	اور زندہ رہنے دو اُن کی عورتوں کو
وَمَا كَيۡدُ الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾	اور نہیں تھی کافروں کی چال مگر بے اثر۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ کو واضح معجزات کے ساتھ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا۔ اُن ظالموں نے سیدنا موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دے دیا۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنی قوم کو بھی گمراہ کیا۔ سرکشی کی اِس انتہا کو پہنچے کہ بنی اسرائیل کے ہر پیدا ہونے والے بچے کو قتل کرنے کا ظالمانہ فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن ظالموں کی تمام سازشوں کو ناکامی اور ذلت سے دوچار کیا اور سیدنا موسیٰؑ کو سرخرو فرمایا۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

سیدنا موسیٰؑ کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ

وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ذَرُوۡنِىۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰى وَلۡيَدۡعُ رَبَّهٗ	اور کہا فرعون نے چھوڑو مجھے میں قتل کر دوں موسیٰ کو اور وہ پکار لے اپنے ربّ کو
اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يُّبَدِّلَ دِيۡنَكُمۡ	بے شک میں ڈرتا ہوں کہ وہ بدل دے گا تمہارے نظام کو
اَوۡ اَنۡ يُّظۡهِرَ فِى الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ ﴿۲۶﴾	یا یہ کہ پھیلا دے گا زمین میں فساد۔
وَقَالَ مُوۡسٰۤى اِنِّىۡ عُذۡتُ بِرَبِّىۡ وَرَبِّكُمۡ	فرمایا موسیٰ نے بے شک میں نے پناہ لی ہے اپنے ربّ

ع ۳/۸

	اور تمہارے ربّ کی
مِنۡ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤۡمِنُ بِيَوۡمِ الۡحِسَابِ ﴿۲۷﴾	ہر اُس تکبر کرنے والے سے جو ایمان نہیں رکھتا حساب کے دن پر۔

فرعون نے اپنے سرداروں کے سامنے اِس خدشہ کا اظہار کیا کہ اگر سیدنا موسیٰؑ کو مہلت دی گئی تو وہ اپنی دعوت اور معجزات کے ذریعہ لوگوں کو ہم نوا بنالیں گے۔ جوں ہی اُن کے پاس ایک مؤثر افرادی قوت جمع ہو گئی وہ ہمارے خلاف اعلانِ بغاوت کر دیں گے اور زوردار تحریک چلا کر ہمارے نظام کو نیست و نابود کر دیں گے۔ تم سب میرے اِس فیصلہ کو قبول کر لو کہ ہم سیدنا موسیٰؑ کے خلاف آخری اقدام کے طور پر اُنہیں شہید کر دیں۔ سیدنا موسیٰؑ نے فرعون جیسے متکبر اور سرکش انسان کے خلاف جو روزِ قیامت کے حساب پر یقین نہیں رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ سے مدد کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی جس کی تفصیل اگلی آیات میں بیان ہوئی ہے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

مؤمن آل فرعون کا ایمان افروز کلمۂ حق

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ	اور کہا ایک مردِ مومن نے فرعونیوں میں سے
يَكۡتُمُ اِيۡمَانَهٗۤ	جو چھپاتا تھا اپنا ایمان
اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا	کیا تم قتل کرتے ہو ایک شخص کو
اَنۡ يَّقُوۡلَ رَبِّىَ اللّٰهُ	کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے
وَقَدۡ جَآءَكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّكُمۡ	حالانکہ یقیناً وہ لایا ہے تمہارے پاس واضح دلائل تمہارے ربّ کی طرف سے

وَ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا	اگر وہ جھوٹا ہے
فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ	تو اُسی پر ہے اُس کا جھوٹ
وَ اِنْ يَّكُ صَادِقًا	اور اگر وہ ہے سچا
يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ	تو آئے گا تم پر اُس میں سے کچھ جس سے وہ ڈراتا ہے تمہیں
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا اُس کو جو حد سے گزرنے والا، بہت بڑا جھوٹا ہے۔
يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ	اے میری قوم ! تمہارے لیے ہے بادشاہی آج کے دن
ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ	غلبہ پانے والے ہو زمین میں
فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا	تو کون ہماری مدد کرے گا اللہ کی آفت کے مقابلے میں اگر وہ آ گئی ہم پر
قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى	کہا فرعون نے میں تمہیں نہیں دکھا رہا مگر وہ جو میں خود دیکھ رہا ہوں
وَ مَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾	اور میں رہنمائی نہیں کر رہا تمہاری مگر بھلائی کے راستے کی طرف۔

ایک ایسے مرحلہ پر جبکہ فرعون نے اپنے دربار میں سیدنا موسیٰؑ کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ پیش کیا، فرعون کی قوم کے ایک مردِ مؤمن نے فرعون کے خلاف ایمان افروز کلمۂ حق کہہ کر جہاد کا اعلان کر دیا۔ یہ مردِ مؤمن پہلے ہی ایمان لا چکا تھا لیکن فرعون کے ڈر سے اِس کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔ اُس نے بھرے دربار میں فرعون سے پوچھا کہ کیا تم ایسے انسان کو شہید کرنا چاہتے ہو جو اللہ

تعالیٰ ہی کو رب مانتا ہے ؟۔ پھر وہ تمہارے پاس واضح معجزات بھی لے کر آیا ہے۔ اگر اُس کا دعویٰ رسالت جھوٹا ہے تو اُسے خود ہی اُس کی سزا ملے گی۔ اِس کے برعکس اگر وہ سچا رسول ہے تو پھر اُس کی بات کو جھٹلانے کا وبال ہم پر آکر رہے گا۔ آج ہمارے پاس حکومت و اختیار ہے لیکن کیا ہم اِس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں ؟۔ فرعون نے جواب میں کہا کہ میں تم سب کا خیر خواہ ہوں۔ میں اپنی بصیرت کی بنیاد پر دیکھ رہا ہوں کہ سیدنا موسیٰؑ کی دعوت ہمارے پورے مفادات اور نظام کو تباہ کر دے گی۔ ہمارے لیے کامیابی کا راستہ یہی ہے کہ ہم جلد از جلد سیدنا موسیٰؑ کے خلاف فیصلہ کن اقدام کر گزریں۔

آیات ۳۰ تا ۳۵

مؤمن آلِ فرعون کی لرزا دینے والی تنبیہ

وَ قَالَ الَّذِیۡۤ اٰمَنَ	اور کہا اُس نے جو ایمان لایا تھا
یٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ مِّثۡلَ یَوۡمِ الۡاَحۡزَابِ ﴿۳۰﴾	اے میری قوم ! بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ویسا دن آنے سے جیسا دن آیا تھا (گزشتہ سرکش) جماعتوں پر۔
مِثۡلَ دَاۡبِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ	جیسا کہ حال ہوا قومِ نوح اور قومِ عاد اور قومِ ثمود کا
وَ الَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ	اور اُن کا جو آئے اِن کے بعد
وَ مَا اللّٰہُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعِبَادِ ﴿۳۱﴾	اور اللہ نہیں چاہتا ظلم کرنا بندوں پر۔
وَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ یَوۡمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾	اے میری قوم ! بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے۔
یَوۡمَ تُوَلُّوۡنَ مُدۡبِرِیۡنَ	اُس روز تم بھاگو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے
مَا لَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ عَاصِمٍ	نہیں ہو گا تمہارے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾	اور جسے گمراہ کردے اللہ تو نہیں ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا۔
وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ	اور یقیناً لائے تھے تمہارے پاس یوسفؑ اِس سے پہلے واضح تعلیمات
فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ	تو تم برابر شک میں رہے اُس کے بارے میں جو وہ لائے تھے تمہارے پاس
حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ	یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگئے
قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا	تم نے کہا نہیں بھیجے گا اللہ اُن کے بعد کوئی رسول
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾	اِسی طرح سے گمراہ کرتا ہے اللہ اُسے جو حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہے۔
اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ	یہ وہ لوگ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیات میں
بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ	بغیر کسی دلیل کے جو آئی ہو اُن کے پاس
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بڑی ہے یہ بات بیزار کرنے کے حوالے سے اللہ اور اُن کے نزدیک جو ایمان لائے
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾	اِسی طرح مہر کردیتا ہے اللہ ہر تکبر کرنے والے، سرکش انسان کے دل پر۔

مؤمن آل فرعون نے فرعون کے جواب کو رد کرتے ہوئے قوم کو خبر دار کیا کہ:

i۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم نے سیدنا موسیٰؑ کی دعوت کو جھٹلایا تو تمہارا وہی عبرتناک انجام ہو گا جیسا قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ ثمود اور بعد کی سرکش اقوام کا ہوا تھا۔

ii۔ مجھے ڈر ہے کہ تم پر ایک روز اچانک عذاب آئے گا ۔ تم فریادیں کرتے ہوئے بھاگو گے لیکن کوئی تمہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچا سکے گا۔

iii۔ اِس سے قبل سیدنا یوسفؑ نے بھی تمہاری اصلاح کی کوشش کی لیکن تم اُن کی دعوت کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرتے رہے ۔ اُن کی وفات کے بعد تم نے سمجھا کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا ۔ اللہ تعالیٰ شک میں پڑنے والے سرکشوں کو یوں ہی گمراہ کرتا ہے۔

iv۔ جو لوگ تکبر اور سرکشی کی وجہ سے اللہ کے رسولوں کی دعوت کو جھٹلاتے اور اُس پر اعتراضات کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے اور وہ ہدایت کے حصول سے بالکل ہی محروم ہو جاتے ہیں۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

حق سے توجہ ہٹانے کے لیے فرعون کی سازش

وَ قَالَ فِرۡعَوۡنُ یٰہَامٰنُ ابۡنِ لِیۡ صَرۡحًا	اور کہا فرعون نے اے ہامان ...! بناؤ میرے لیے ایک اونچا محل
لَّعَلِّیۡۤ اَبۡلُغُ الۡاَسۡبَابَ ﴿۳۶﴾	تاکہ میں پہنچوں راستوں پر۔
اَسۡبَابَ السَّمٰوٰتِ	آسمان کے راستوں پر
فَاَطَّلِعَ اِلٰۤی اِلٰہِ مُوۡسٰی	پھر میں جھانک کر دیکھوں موسیٰؑ کے معبود کو
وَ اِنِّیۡ لَاَظُنُّہٗ کَاذِبًا	اور بے شک میں واقعی خیال کرتا ہوں اُسے جھوٹا

ع ۹

وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ	اِسی طرح خوشنما کر دیا گیا فرعون کے لیے اُس کے عمل کی برائی کو
وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيۡلِ	اور وہ روک دیا گیا سیدھے راستے سے
وَ مَا كَيۡدُ فِرۡعَوۡنَ اِلَّا فِىۡ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾	اور نہیں تھی فرعون کی چال مگر تباہی میں۔

فرعون نے مؤمن آلِ فرعون کے ایمان افروز بیان اور سیدنا موسیٰؑ کی دعوتِ حق سے توجہ کو ہٹانے کے لیے ایک سازش کی۔ اُس نے اپنے وزیرِ خاص ہامان کو حکم دیا کہ فوری طور پر بہت سی اینٹیں تیار کرو اور اُن سے میرے لیے ایک اونچا محل بنائو۔ میں اُس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچوں گا۔ زمین پر مجھے سیدنا موسیٰؑ کا معبود نظر نہیں آیا۔ اب میں آسمان میں جا کر اُسے تلاش کروں گا۔ میں تو سیدنا موسیٰؑ کو جھوٹا گمان کرتا ہوں۔ یوں محل کی تیاری کے لیے ایک بہت بڑا تعمیراتی کام شروع ہو گیا اور لوگوں کی توجہ اُس کی طرف مرکوز ہو گئی۔ فرعون اپنی سازش کی کامیابی پر خوش ہوا۔ لیکن آخر کار اُس کی سازش مٹی کا گھروندا ثابت ہوئی اور وہ تباہی و بربادی کے برے انجام سے دوچار ہو کر رہا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

مؤمن آلِ فرعون کا رقت آمیز وعظ

وَ قَالَ الَّذِىۡۤ اٰمَنَ	اور کہا اُس نے جو ایمان لایا تھا
يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوۡنِ	اے میری قوم! پیروی کرو میری
اَهۡدِكُمۡ سَبِيۡلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾	میں بتاؤں گا تمہیں بھلائی کا راستہ۔
يٰقَوۡمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا مَتَاعٌ	اے میری قوم! بے شک دنیا کی زندگی ہے ہی وقتی فائدہ کا سامان

وَ اِنَّ الۡاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الۡقَرَارِ ﴿۳۹﴾	اور بے شک آخرت ہی ہے رہنے کا گھر۔
مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَةً	جس نے کی برائی
فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَهَا	پس اُسے بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اُس برائی جیسا
وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی	اور جس نے عمل کیا اچھا خواہ وہ مرد ہو یا عورت
وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ	اور وہ ہو مومن
فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ	پس یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں
یُرۡزَقُوۡنَ فِیۡهَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾	اُنہیں رزق دیا جائے گا وہاں بے حساب۔

مؤمن آل فرعون نے قوم کو آگاہ کیا کہ تمہارا خیر خواہ فرعون نہیں میں ہوں۔ میں تمہیں بھلائی کی راہ دکھاتا ہوں۔ دنیا کی زندگی عارضی اور یہاں کی لذتیں وقتی ہیں۔ آخرت کی نعمتیں بہتر اور دائمی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اُسے آخرت میں اپنے کیے کی سزا ملے گی۔ اِس کے برعکس جو اُس کی فرمانبرداری کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور اُس کے اعمال میں اخلاص بھی ہو تو اُسے جنت میں بغیر کسی حساب کے نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت کی دائمی اور لامحدود نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۵

آلِ فرعون کا بندۂ مومن کے خلاف جارحانہ روّیہ

وَ یٰقَوۡمِ مَا لِیۡۤ اَدۡعُوۡکُمۡ اِلَی النَّجٰوةِ	اور (کہا مردِ مومن نے) اے میری قوم! کیا ہے مجھے ، میں بلاتا ہوں تمہیں نجات کی طرف
وَ تَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَی النَّارِ ﴿۴۱﴾	اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف۔

تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ	تم بلاتے ہو مجھے کہ میں انکار کروں اللہ کا
وَ اُشْرِكَ بِهٖ	اور شریک ٹھہراؤں اُس کے ساتھ
مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ	نہیں ہے میرے پاس جس کے لیے کوئی علم
وَ اَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾	جبکہ میں تمہیں بلاتا ہوں اُس کی طرف جو بہت زبردست، بہت بخشنے والا ہے۔
لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ	کوئی شک نہیں کہ تم بلاتے ہو مجھے جس کی طرف نہیں ہے اُس کا بلانا برحق دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں
وَ اَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ	اور بے شک ہمارا لوٹنا ہے اللہ کی طرف
وَ اَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾	اور بے شک حد سے گزرنے والے ہی آگ والے ہیں۔
فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ	پس عنقریب تم یاد کرو گے جو میں کہہ رہا ہوں تم سے
وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ	اور میں سپرد کرتا ہوں اپنا معاملہ اللہ کے
اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾	بے شک اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔
فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا	پھر بچالیا اُسے اللہ نے اُن برائیوں سے جن کی سازش فرعونیوں نے کی
وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾	اور گھیر لیا فرعونیوں کو برے عذاب نے۔

بندۂ مومن کی دعوتِ حق کے جواب میں آلِ فرعون نے اُس پر پھر سے کفر اور شرک کی راہ اختیار کرنے کے لیے دباؤ ڈالا۔ اِس رویہ پر بندۂ مومن نے فرمایا کہ اے میری قوم کے لوگو ! میں تمہیں کامیابی کی راہ دکھا رہا ہوں اور تم مجھے جہنم میں لے جانا چاہتے

ہو۔ تم مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کرنے کی ایسی دعوت دے رہے ہو جس کا کوئی جواز نہیں، جبکہ میں تمہیں زبردست اللہ کی پکڑ سے بچنے اور اُس کی رحمت و بخشش کے سایہ میں آنے کے لیے بلا رہا ہوں۔ بلاشبہ شرک اور کفر کے تصورات کی کوئی بنیاد نہیں۔ ہم سب نے آخر کار اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ جو لوگ حد سے گزرنے والے ہیں، وہ اُنہیں جہنم کی آگ میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ تم میری یہ نصیحتیں یاد کرو گے۔ میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ وہی تمہارے شر سے میری حفاظت فرمائے گا۔ فرعونیوں نے بندۂ مومن کے خلاف خفیہ سازشیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے فرعونیوں کے شر سے محفوظ رکھا اور ایک برے عذاب کے ذریعے فرعونیوں کو ہلاکت سے دوچار کر دیا۔

آیت ۴۶

عذابِ قبر کی طرف اشارہ

اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡہَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا	آگ ہے پیش کیے جاتے ہیں فرعونی جس پر صبح اور شام
وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ	اور جس روز قائم ہو گی قیامت
اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ ﴿۴۶﴾	(کہا جائے گا) داخل کرو فرعونیوں کو شدید ترین عذاب میں۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ آلِ فرعون کو ہلاکت کے بعد اب صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ روزِ قیامت اُنہیں سخت ترین عذاب میں جھونک دیا جائے گا۔ اِس آیت سے اشارہ ملتا ہے کہ برے لوگوں کو عالم برزخ میں بھی عذاب دیا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَحَدَکُمۡ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیۡہِ مَقۡعَدَہٗ بِالۡغَدَاۃِ وَالۡعَشِیِّ، اِنۡ کَانَ مِنۡ اَہۡلِ الۡجَنَّۃِ فَمِنۡ اَہۡلِ الۡجَنَّۃِ، وَاِنۡ کَانَ مِنۡ اَہۡلِ النَّارِ فَمِنۡ اَہۡلِ النَّارِ، فَیُقَالُ ہٰذَا مَقۡعَدُکَ حَتّٰی یَبۡعَثَکَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیۡہِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ (بخاری)

"تم میں سے جو شخص بھی مرتا ہے اُسے صبح وشام اُس کی آخری قیام گاہ دکھائی جاتی رہتی ہے، خواہ وہ جنتی ہو یا دوزخی۔ اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو اُس وقت جائے گا جب اللہ تجھے قیامت کے روز دوبارہ اٹھا کر اپنے حضور بلائے گا"۔

آیات ۴۷ تا ۵۰

اہل جہنم کی فریاد

وَ اِذۡ یَتَحَآجُّوۡنَ فِی النَّارِ	اور جب جہنمی ایک دوسرے سے جھگڑیں گے آگ میں
فَیَقُوۡلُ الضُّعَفٰٓؤُا	تو کہیں گے وہ جو کمزور تھے
لِلَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا	اُن سے جو بڑے بنتے تھے (دنیا میں)
اِنَّا کُنَّا لَکُمۡ تَبَعًا	بے شک ہم تھے تمہارے پیچھے چلنے والے
فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا نَصِیۡبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾	تو کیا تم دور کر سکتے ہو ہم سے اللہ کے عذاب میں سے کچھ بھی؟
قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا کُلٌّ فِیۡهَا	کہیں گے وہ جو بڑے بنے تھے بے شک ہم سب اِس میں ہیں
اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ حَکَمَ بَیۡنَ الۡعِبَادِ ﴿۴۸﴾	بے شک اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے بندوں کے درمیان۔
وَ قَالَ الَّذِیۡنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ	کہیں گے وہ لوگ جو آگ میں ہوں گے جہنم پر مامور فرشتوں سے

اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ	دعا کرو اپنے ربّ سے
يُخَفِّفۡ عَنَّا يَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ ﴿۴۹﴾	وہ ہلکا کر دے ہم سے ایک ہی دن کچھ عذاب۔
قَالُوۡا	جواب دیں گے فرشتے
اَوَ لَمۡ تَكُ تَاۡتِيۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ	کیا نہیں لایا کرتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل
قَالُوۡا بَلٰى	کہیں گے جہنمی کیوں نہیں!
قَالُوۡا فَادۡعُوۡا	کہیں گے فرشتے پھر پکارو
وَ مَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع	اور نہیں ہو گی کافروں کی پکار مگر بے اثر۔

ع ۱۳

جہنم میں داخل ہونے والے تمام لوگ اپنے سرداروں اور پیشوائوں سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمہیں بڑا سمجھتے تھے اور تمہاری پیروی کرتے تھے۔ کیا تم ہمارے عذاب میں کچھ کمی کرا سکتے ہو؟ سردار کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے عذاب کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں اِس مصیبت کو جھیلنا ہے۔ پھر تمام جہنمی، جہنم پر مامور فرشتوں سے درخواست کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں کہ جہنمیوں کے عذاب میں ایک روز کمی کر دی جائے۔ فرشتے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول واضح تعلیمات کے ساتھ نہیں آتے رہے تھے؟ وہ کہیں گے کہ رسول آئے تھے لیکن ہم نے اُنہیں جھٹلا دیا۔ فرشتے کہیں گے تو پھر عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ گویا جہنمیوں کی کسی فریاد کا نتیجہ نہیں نکلے گا۔

آیات ۵۱ تا ۵۵

اللہ تعالیٰ اہل حق کی ضرور مدد فرمائے گا

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	بے شک ہم ضرور مدد کریں گے اپنے رسولوں کی اور اُن

	کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں
وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾	اور اُس روز بھی جب کھڑے ہوں گے گواہ۔
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ	اُس روز فائدہ نہیں دے گی ظالموں کو اُن کی معذرت
وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ	اور اُن کے لیے ہے لعنت
وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾	اور اُن کے لیے ہے برا گھر۔
وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى	اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ کو ہدایت
وَ اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾	اور وارث بنایا بنی اسرائیل کو کتاب کا۔
هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾	وہ ہدایت اور نصیحت تھی عقلمندوں کے لیے۔
فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ	پس اے نبیؐ ! صبر کیجئے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ	اور بخشش مانگیے اپنی کوتاہی کی
وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾	اور تسبیح کیجئے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ شام اور صبح۔

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور دیگر سچے مؤمن بندوں کی دنیا اور آخرت میں ضرور مدد فرمائے گا۔ خاص طور پر آخرت میں یہ مدد انتہائی اہم ہو گی کیونکہ اُس روز ظلم اور زیادتی کرنے والوں کی کوئی معذرت قبول نہ ہو گی اور نہ ہی وہ کسی بھی طور پر لعنت اور برے انجام سے بچ سکیں گے۔ ماضی میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ، بنی اسرائیل اور مؤمن آل فرعون کی مدد کی اِسی طرح وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے مخلص امتیوں کی بھی مدد فرمائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کو بشارت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ بالکل برحق ہے۔ آپ ﷺ کی جدوجہد کامیابی کی منزل تک پہنچ کر رہے گی۔ البتہ اِس جدوجہد کے دوران اگر اللہ تعالیٰ کے معیارِ مطلوب کے مطابق کوئی عمل نہ ہو سکا تو اُس کے لیے اُس سے بخشش طلب کیجئے اور صبح و

شام اُس کی حمد و ثناء اور تسبیح کرتے رہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر مشکلات میں مومنوں کا سہارا اور ثابت قدمی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حق کے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۶ تا ۵۷

حق کے دشمنوں کے لیے وعید

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ	بے شک وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیات میں
بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰىہُمۡ	بغیر کسی دلیل کے جو آئی ہو اُن کے پاس
اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ	نہیں ہے اُن کے سینوں میں مگر ایک بڑائی
مَّا ہُمۡ بِبَالِغِیۡہِ	وہ نہیں ہیں پہنچنے والے اُس بڑائی تک
فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۵۶﴾	پس اے نبیؐ! پناہ طلب کیجئے اللہ کی۔
اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۵۶﴾	بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔
لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ اَکۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ	یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا زیادہ بڑا ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے
وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ حق کے دشمن اللہ تعالیٰ کے احکامات پر جو اعتراضات کر رہے ہیں وہ بالکل ہی بے بنیاد ہیں۔ حقیقت میں اُن کا تکبر ہے جو اُنہیں حق کے سامنے سر جھکانے سے روک رہا ہے۔ وہ خود کو بڑا سمجھ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُنہیں ذلیل کر دے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے توسط سے اہل ایمان کو نصیحت کی گئی کہ وہ دشمنانِ حق کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں۔

جس طرح فرعون کی دھمکیوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ کر موسیٰؑ بے فکر ہو گئے تھے، اسی طرح سرداران قریش کی دھمکیوں اور سازشوں کے مقابلے میں تم بھی اُس کی پناہ لے لو اور پھر بے فکر ہو کر حق کی دعوت دیتے رہو۔ جو اللہ اتنی بڑی کائنات بنا سکتا ہے، اُس کے لیے ایک معمولی جسامت کے انسان کو دوبارہ زندہ کرنا ہر گز مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کے دشمنوں کو دوبارہ زندہ کرے گا اور اُنہیں اُن کے جرائم کی بھرپور سزا دے گا۔

آیات ۵۸ تا ۵۹

اللہ تعالیٰ کے باغی اور اُس کے وفادار برابر نہیں ہیں

وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ	اور برابر نہیں ہوتا اندھا اور دیکھنے والا
وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الۡمُسِىۡٓءُ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے اور نہ ہی بدکار (برابر ہوتے ہیں)
قَلِيۡلًا مَّا تَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۵۸﴾	بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ	بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے
لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا	نہیں کوئی شک اِس میں
وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۹﴾	اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

جس طرح اندھے اور دیکھنے والے برابر نہیں اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے باغی اور اُس کے وفادار برابر نہیں۔ دنیا میں یہ فرق ظاہر ہو نہ ہو، آخرت میں ضرور ظاہر ہو گا۔ اُس روز حق کے دشمن ذلیل اور رسوا ہوں گے اور حق کا ساتھ دینے والے سرخرو ہوں گے۔ اِس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لیے قیامت ضرور آکر رہے گی خواہ لوگوں کی اکثریت اُس پر ایمان لانے سے انکار ہی کرتی رہے۔ مولانا مودودی اِن آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"آخرت ہونی چاہیے، عقل اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہو، اور اِس کا ہونا نہیں بلکہ نہ ہونا خلاف عقل و انصاف ہے۔ آخر کوئی معقول آدمی اِس بات کو کیسے درست مان سکتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اندھوں کی طرح جیتے ہیں اور اپنے برے اخلاق و اعمال سے اللہ کی زمین کو فساد سے بھر دیتے ہیں وہ اپنی اِس غلط روش کا کوئی برا انجام نہ دیکھیں؟ اور اِسی طرح وہ لوگ بھی جو دنیا میں آنکھیں کھول کر چلتے ہیں اور ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں اپنی اِس اچھی کارکردگی کا کوئی اچھا نتیجہ دیکھنے سے محروم رہ جائیں؟ یہ بات اگر صریحاً خلافِ عقل و انصاف ہے تو پھر یقیناً انکارِ آخرت کا عقیدہ بھی عقل و انصاف کے خلاف ہی ہونا چاہیے، کیونکہ آخرت نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ نیک و بد دونوں آخر کار مر کر مٹی ہو جائیں اور ایک ہی انجام سے دوچار ہوں۔ اِس صورت میں صرف عقل و انصاف ہی کا خون نہیں ہوتا بلکہ اخلاق کی بھی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اِس لیے کہ اگر نیکی اور بدی کا انجام یکساں ہے تو پھر بد بڑا عقل مند ہے کہ مرنے سے پہلے اپنے دل کے سارے ارمان نکال گیا اور نیک سخت بے وقوف ہے کہ خواہ مخواہ اپنے اوپر طرح طرح کی اخلاقی پابندیاں عائد کیے رہا"۔

آیت ۶۰

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مجھے ہی پکارو

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ	اور فرمایا تمہارے ربّ نے پکارو مجھے
اَسْتَجِبْ لَكُمْ	میں دعا قبول کروں گا تمہاری
اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ	بے شک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے
سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰ ع ۱۱	عنقریب وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مجھ ہی سے دعا کرو۔ ساتھ ہی بشارت دی کہ میں تمہاری دعا کو ضرور قبول کروں گا

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے ، را ہر و منزل ہی نہیں

جو سر کش تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتے، وہ اُن کے غرور کو خاک میں ملادے گا اور اُنہیں ذلیل کر کے جہنم میں داخل کر دے گا۔ ہمارے لیے کتنی بڑی نعمت ہے کہ کل اختیار رکھنے والی ہستی ہمیں حکم دے رہی ہے کہ جو مانگنا ہے مجھ سے مانگو۔ اُس سے جتنا مانگا جائے گا وہ اتنا ہی خوش ہوتا ہے۔ کس قدر محرومی کا مقام ہے کہ ہم اُس سے نہ مانگیں یا اُسے چھوڑ کر بے اختیار ہستیوں سے مانگیں اور اُس کے ساتھ اُنہیں شریک کر کے ایک واضح ظلم کا ارتکاب کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے، ہر طرح کے شرک سے محفوظ فرمائے اور اپنی ذات سے مسلسل مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۱ تا ۶۵

دعا اُسی سے مانگو جو محسن حقیقی ہے

اَللّٰهُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الَّیۡلَ	اللہ وہ ہے جس نے بنائی تمہارے لیے رات
لِتَسۡكُنُوۡا فِیۡهِ	تاکہ تم آرام کرو اُس میں
وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا	اور (بنایا) دن کو روشن (تاکہ تم کام کرو اُس میں)
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ	بے شک اللہ یقیناً فضل والا ہے لوگوں پر
وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡكُرُوۡنَ ﴿۶۱﴾	اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ	یہی اللہ تمہارا رب ہے
خَالِقُ كُلِّ شَیۡءٍ	پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے

فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۶۳﴾	تو کہاں سے تم بہکائے جاتے ہو؟
کَذٰلِکَ یُؤۡفَکُ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجۡحَدُوۡنَ ﴿۶۳﴾	اِسی طرح بہکائے جاتے تھے وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے
اَللّٰہُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ قَرَارًا	اللہ وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ
وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً	اور آسمان کو چھت
وَّ صَوَّرَکُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ	اور صورت گری کی تمہاری پھر حسن دیا تمہاری صورتوں کو
وَ رَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ	اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے
ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ	یہ ہے اللہ تمہارا ربّ
فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۶۴﴾	سو بہت برکت والا ہے اللہ جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔
ھُوَ الۡحَیُّ	وہی زندہ ہے
لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
فَادۡعُوۡہُ	پس دعا کرو اللہ ہی سے
مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ	خالص کرنے والے ہو کر اُس کے لیے اطاعت کو
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۶۵﴾	کل شکر اللہ کے لیے جو کہ تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

یہ آیات محسن حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے بندوں پر حسبِ ذیل احسانات کا ذکر کر رہی ہیں :

i۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے آرام و سکون کے لیے رات بنائی۔

ii۔اللہ تعالیٰ نے دن کو روشن بنایا تاکہ انسان ضروری سرگرمیاں انجام دے سکیں۔

iii۔اللہ تعالیٰ نے زمین کو جائے سکون بنایا تاکہ انسان اِس پر آسانی سے رہائشی ، تجارتی ، زراعتی اور دیگر سہولیات حاصل کر سکیں۔

iv۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو انسان کے لیے مضبوط اور محفوظ چھت کی صورت عطا کی۔

v۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا فرمایا۔

vi۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو انتہائی پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق، رازق اور ہر ضرورت پوری کرنے والا ربِ کریم ہے۔ وہی محسن حقیقی ہے۔ لہٰذا ہمیں اُس کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے صرف اور صرف اُس کے سامنے ہاتھ پھیلانا چاہیے اور اپنی مرادیں مانگنی چاہئیں۔ ماضی کی اکثر قومیں اِس حقیقت سے غافل تھیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو مشکل کشا، حاجت روا اور نجات دہندہ سمجھتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس گمراہی سے محفوظ فرمائے اور توحیدِ خالص اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۶۶

باطل کے ساتھ مصالحت نہیں ہو سکتی

قُلۡ اِنِّیۡ نُهِیۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	اے نبیؐ ! فرمایئے بے شک مجھے روک دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اُن کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو
لَمَّا جَآءَنِیَ الۡبَیِّنٰتُ مِنۡ رَّبِّیۡ	جبکہ آ چکے ہیں میرے پاس واضح دلائل میرے ربّ کی طرف سے

وَ اُمِرۡتُ اَنۡ اُسۡلِمَ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۶۶﴾	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبردار بن جاؤں تمام جہانوں کے ربّ کا۔

مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ اُن کے ساتھ مصالحت پر آمادہ ہو جائیں۔ ایک معین عرصہ تک مشرکین کے ساتھ مل کر معبودانِ باطل کی عبادت کریں۔ پھر مشرکین اتنا ہی عرصہ صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔ اِس آیت میں دوٹوک فیصلہ سنا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو منع کر دیا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ وہ باطل کے ساتھ کوئی سمجھوتا نہیں کریں گے اور صرف اور صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کی بندگی اور فرمانبرداری کریں گے۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

غور کرو، اللہ تعالیٰ انسان کو کیسے تخلیق کرتا ہے

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ	وہی ہے اللہ جس نے کہ پیدا کیا تمہیں مٹی سے
ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ	پھر نطفہ سے
ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ	پھر جمے ہوئے خون سے
ثُمَّ یُخۡرِجُکُمۡ طِفۡلًا	پھر وہ نکالتا ہے تمہیں بچے کی صورت میں
ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّکُمۡ	پھر تاکہ تم پہنچو اپنی جوانی کو
ثُمَّ لِتَکُوۡنُوۡا شُیُوۡخًا	پھر تاکہ تم ہو جاؤ بوڑھے
وَ مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّتَوَفّٰی مِنۡ قَبۡلُ	اور تم میں سے کچھ کو وفات دے دی جاتی ہے اِس سے پہلے
وَ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَجَلًا مُّسَمًّی	اور تاکہ تم پہنچو مقررہ مدت کو

وَ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۷﴾	اور تاکہ تم سمجھو۔
هُوَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ	وہی تو ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دے گا
فَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا	پھر جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کسی کام کا
فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ	تو بے شک وہ کہتا ہے اُس کے لیے ہو جا
فَیَكُوۡنُ ﴿۶۸﴾ ع ۸ ۱۲	پس وہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان سیدنا آدمؑ کو مٹی سے بنایا۔ اُن کے بعد ہر انسان کو نطفہ سے بنایا۔ نطفہ کو وہ علقہ یعنی ایک جمے خون کی صورت دیتا ہے جو رحمِ مادر سے چپک کر خون چوس چوس کر ترقی کرتا ہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ اُسے بچہ کی صورت میں دنیا میں لے آتا ہے۔ یہ بچہ رفتہ رفتہ جوانی اور پھر بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے۔ کچھ انسان درمیانی عمر ہی میں وفات پا جاتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ کیا کوئی اور ہستی ہے جو ایسی کاریگری اور ایسی شان کی حامل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک جیسے کھلے ظلم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۹ تا ۷۶

حق کو جھٹلانے والوں کا برا انجام

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیات میں
اَنّٰی یُصۡرَفُوۡنَ ﴿۶۹﴾	کہاں سے وہ پھیرے جا رہے ہیں؟
اَلَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِالۡكِتٰبِ	یہ وہ ہیں جنہوں نے جھٹلایا کتاب کو
وَ بِمَاۤ اَرۡسَلۡنَا بِهٖ رُسُلَنَا	اور اُسے بھی ہم نے بھیجا جس کے ساتھ اپنے رسولوں

	کو
فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۰﴾	سو جلد ہی وہ جان لیں گے۔
اِذِ الۡاَغۡلٰلُ فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ وَالسَّلٰسِلُ	جبکہ طوق ہوں گے اُن کی گردنوں میں اور زنجیریں
يُسۡحَبُوۡنَ ﴿۷۱﴾	وہ گھسیٹے جارہے ہوں گے۔
فِى الۡحَمِيۡمِ	کھولتے پانی میں
ثُمَّ فِى النَّارِ يُسۡجَرُوۡنَ ﴿۷۲﴾	پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔
ثُمَّ قِيۡلَ لَهُمۡ	پھر اُن سے کہا جائے گا
اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۷۳﴾	کہاں ہیں وہ جن کو تم شریک کرتے تھے۔
مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	اللہ کے سوا
قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا	جواب دیں گے وہ گم ہوگئے ہم سے
بَلۡ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَيۡـًٔا	بلکہ ہم نہیں پکارا کرتے تھے اِس سے پہلے کسی چیز کو
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۷۴﴾	اِسی طرح سے گمراہ کرے گا اللہ کافروں کو۔
ذٰلِكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ	یہ اِس لیے کہ تم اترایا کرتے تھے زمین میں ناحق
وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَمۡرَحُوۡنَ ﴿۷۵﴾	اور اِس لیے کہ تم اکڑا کرتے تھے۔
اُدۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ	داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا	ہمیشہ رہنے والے ہو اِس میں

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾	تو برا ہے ٹھکانہ تکبر کرنے والوں کا۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے والے اور اُس کے احکامات اور نشانیوں کے حوالے سے بحث کرنے والے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اُنہیں نام نہاد مذہبی پیشوا اپنے مفادات کی خاطر حق سے پھیر رہے ہیں۔ عنقریب اِن سب کی گردنوں میں طوق ہوں گے، اُنہیں کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹا جائے گا اور پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ جب اُن سے پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں تمہارے خود ساختہ معبود؟ وہ اپنے شرک کے جرم سے صاف انکار کر دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ ہے تمہارے شرک اور تکبر کا انجام۔ اب ہمیشہ کے لیے جہنم کے ہولناک عذاب کا مزا چکھتے رہو۔

آیات ۷۷ تا ۷۸

حق کے مخالفین عذاب سے نہیں بچ سکتے

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ	پس اے نبیؐ ! صبر کیجئے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ	پھر اگر ہم دکھادیں آپؐ کو اُس عذاب کا کچھ حصہ جس سے ہم اُن کو ڈرا رہے ہیں
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ	یا ہم وفات دے دیں آپؐ کو
فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾	تو ہماری طرف ہی وہ لوٹائے جائیں گے۔
وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ	اور یقیناً ہم نے بھیجے کئی رسول آپؐ سے پہلے
مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ	اُن میں سے وہ بھی ہیں جن کا حال ہم نے سنا دیا آپؐ کو
وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ	اور وہ بھی ہیں جن کا حال ہم نے نہیں سنایا آپؐ کو

وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ	اور نہیں تھا ممکن کسی رسول کے لیے کہ وہ لے آتے کوئی معجزہ مگر اللہ کے اذن سے
فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ	پھر جب آ گیا اللہ کا حکم
قُضِىَ بِالۡحَـقِّ	فیصلہ کر دیا گیا حق کے ساتھ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۷۸﴾ ع ۸ ۱۳	اور خسارے میں گئے اُس وقت اہل باطل۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو مشرکین کی ہٹ دھرمی اور مخالفانہ حرکتوں پر صبر کی تلقین کی گئی۔ ساتھ ہی آگاہ کیا گیا کہ ضروری نہیں ہے کہ ہر اُس شخص کو جس نے حق کی مخالفت کی ہے اِسی دنیا میں اور آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں سزا دی جائے۔ یہاں کوئی سزا پائے یا نہ پائے، بہر حال وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ مر کر تو اُسے اللہ کے پاس ہی آنا ہے۔ اُس وقت وہ اپنے کرتوتوں کی بھرپور سزا پالے گا۔ مخالفین آپ ﷺ سے اپنی فرمائش کے مطابق معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جواب دیا گیا کہ ماضی میں اللہ نے کئی رسول بھیجے۔ کچھ کا ذکر قرآنِ حکیم میں کر دیا گیا اور کچھ کا نہیں۔ کسی رسول کے لیے ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی معجزہ پیش کر سکیں۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کوئی معجزہ عطا کیا اور اُسے دیکھ کر بھی اُن کی قوم ایمان نہیں لائی تو پھر وہ قوم شدید عذاب سے ہلاک کر دی گئی۔

آیات ۷۹ تا ۸۱

چوپائے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں

اَللّٰهُ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامَ	اللہ وہ ہے جس نے بنائے تمہارے لیے چوپائے
لِتَرۡكَبُوۡا مِنۡهَا	تاکہ تم سواری کرو اُن میں سے کچھ پر
وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۷۹﴾	اور اُن میں سے کچھ تم کھاتے بھی ہو۔

وَ لَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ	اور تمہارے لیے اُن میں فائدے ہیں
وَ لِتَبۡلُغُوۡا عَلَيۡهَا حَاجَةً فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ	تاکہ تم پہنچواُن پراُس ضرورت تک جو تمہارے سینوں میں ہے
وَ عَلَيۡهَا وَ عَلَى الۡفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۸۰﴾	اور اُن پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔
وَ يُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ	اور اللہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں
فَاَىَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنۡكِرُوۡنَ ﴿۸۱﴾	پھر کون کون سی اللہ کی نشانیوں کا تم انکار کروگے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی سہولت کے لیے چوپائے تخلیق کیے ہیں جن کے کئی فوائد ہیں:

i ۔بعض ایسے طاقتور ہیں کہ انسان اُن پر سوار ہوکر دور دراز کی منزلیں طے کرتا ہے۔

ii۔بعض حلال ہیں جن سے انسان گوشت جیسی لذیذ غذا حاصل کرتا ہے۔

iii۔بعض باربرداری کے کام آتے ہیں اور بوجھل اشیاء دور دراز کے علاقوں اور بلند پہاڑی مقامات تک پہنچاتے ہیں۔

iv۔اُن میں دیگر فوائد بھی ہیں مثلاً وہ کھیتی باڑی کے لیے استعمال ہوتے ہیں،اُن سے دودھ جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے جس سے اور کئی نعمتیں بنائی جاتی ہیں، اُن کی کھالوں سے قیمتی اثاثہ جات ، گرم لباس اور کئی مصنوعات بنتی ہیں، اُن کی چربی سے گھی اور صابن حاصل ہوتا ہے اور اُن کی کھاد سے زراعت میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

جس طرح چوپائے خشکی کے لیے سواری ہیں اِسی طرح کشتیاں بحری سفر کے لیے نہ صرف سواری بلکہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔اُس کی کیسی کیسی نشانیاں اور نعمتیں ہمارے سامنے ہیں پھر بھی انسانوں کی اکثریت اُس کی وحدانیت اور اُس کے احکامات تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔

آیات ۸۲ تا ۸۵

مشرک قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرو

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ	تو کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ	پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اِن سے پہلے تھے
کَانُوۡۤا اَکۡثَرَ مِنۡہُمۡ	وہ زیادہ تھے اِن سے (تعداد میں)
وَ اَشَدَّ قُوَّۃً	اور زیادہ سخت تھے قوت میں
وَ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ	اور یادگاروں کے لحاظ سے زمین میں
فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۸۲﴾	تو کام نہ آیا اُن کے جو وہ کمایا کرتے تھے۔
فَلَمَّا جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ	پھر جب لائے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل
فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ	وہ اترانے لگے اُس پر جو اُن کے پاس کچھ علم تھا
وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۸۳﴾	اور گھیر لیا اُنہیں اُس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔
فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا	پھر جب اُنہوں نے دیکھا ہمارا عذاب
قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ	کہنے لگے ہم ایمان لائے اللہ پر اُس کی توحید کے ساتھ
وَ کَفَرۡنَا بِمَا کُنَّا بِہٖ مُشۡرِکِیۡنَ ﴿۸۴﴾	اور ہم نے انکار کیا اُن کا جنہیں ہم اُس کے ساتھ شریک کرنے والے تھے۔

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ	پھر نہ تھا کہ فائدہ دیتا اُنہیں اُن کا ایمان
لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا	جب اُنہوں نے دیکھ لیا ہمارا عذاب
سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ	یہی اللہ کا دستور ہے جو جاری رہا اُس کے بندوں میں
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع ۹ ۱۴	اور خسارے میں گئے اُس وقت کافر۔

ماضی میں کئی ایسی قومیں گزری ہیں جو موجودہ اقوام کے مقابلہ میں افرادی قوت میں کثیر، اسباب اور ٹیکنالوجی میں بہت آگے اور زمین پر اثرات چھوڑنے کے اعتبار سے انتہائی نمایاں تھیں۔ جب اُن کے پاس رسول علم ہدایت لے کر آئے تو اُنہوں نے اپنی ٹیکنالوجی اور علوم و فنون کو بہتر سمجھتے ہوئے علم ہدایت کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آفت آئی تو اُن کی ساری ٹیکنالوجی دھری رہ گئی۔ عذاب کے آثار دیکھ کر وہ اپنے جرائم کا اقرار کرنے لگے اور خالص توحید قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن اب اصلاح کا وقت گزر چکا تھا۔ عذاب آجانے یا موت کے آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا یا توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں۔ اب شدید عذاب نے اُن سرکشوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ حم السجدۃ

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف دعوت دینے کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں توحیدِ عملی کا یہ پہلو نمایاں ہے کہ دعوت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کی دی جائے

۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۸قرآن کی عظمت اور دعوت
- آیات ۹ تا ۱۲زمین اور آسمانوں کی تخلیق
- آیات ۱۳ تا ۱۸سرکش قوموں کا دنیا میں انجام
- آیات ۱۹ تا ۲۹سرکش قوموں کا آخرت میں انجام
- آیات ۳۰ تا ۳۶اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کردار عزیمت کے درجہ پر
- آیات ۳۷ تا ۳۹اللہ تعالیٰ کی نشانیاں
- آیات ۴۰ تا ۴۵عظمت قرآن
- آیات ۴۶ تا ۴۸روزِ قیامت اعمال کا نتیجہ
- آیات ۴۹ تا ۵۱ انسان کی ناشکری
- آیات ۵۲ تا ۵۴عظمت قرآن

آیات ۱تا۵

قرآنِ حکیم کی عظمت اور مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی

حٰمٓ ①	حا۔ میم۔

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲	نازل کیا جانا ہے (اِس کتاب کا) بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے۔
كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ	وہ کتاب ہے واضح کی گئیں جس کی آیات
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا	عربی قرآن ہے
لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳	اُن کے لیے جو جانتے ہیں۔
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا	خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا ہے
فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ	تو رخ پھیر لیا اُن کے اکثر نے
فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴	سو وہ نہیں سنتے۔
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ	اور اُنھوں نے کہا ہمارے دل پردے میں ہیں اُس سے تم بلاتے ہو ہمیں جس کی طرف
وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ	اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے
وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ	اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان حجاب ہے
فَاعْمَلْ	پس تم کرتے رہو (اپنا کام)
اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵	بے شک ہم بھی کرنے والے ہیں (اپنا کام)۔

عظمت قرآنِ حکیم کے مندرجہ ذیل پہلو اِن آیات میں بیان کیے گئے ہیں:

i- قرآنِ حکیم کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے۔اِس کی مخالفت کسی انسان کی نہیں اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔

ii-یہ ایک ایسی ہستی کا کلام ہے جس کی رحمت میں جوش بھی ہے اور تسلسل بھی۔ یہ اُس کی رحمت کا مظہر ہے کہ پیدا کرنے اور رزق دینے کے ساتھ اُس نے زندگی سنوارنے کے لیے ہدایت کی روشنی بھی دکھائی ہے۔

iii-اِس کتاب کی آیات خوب کھول کر بیان کی گئی ہیں اور صاف صاف بتایا گیا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟

iv- قرآنِ حکیم کو آیات کی صورت میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور اِسے ایک زندہ ، فصیح ، اور بلیغ زبان" عربی " میں نازل کیا گیا ہے۔ لہٰذا اِس کتاب کا سیکھنا اور سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

v- یہ کتاب اُن سعادت مندوں کو فائدہ دے گی جو علم رکھتے ہیں اور دانا ہیں ۔ نادان لوگوں لئے یہ اِسی طرح بے فائدہ ہے جس طرح ایک قیمتی ہیرا اُس شخص کے لئے بے فائدہ ہے جو ہیرے اور پتھر کا فرق نہیں جانتا ۔

vi-یہ کتاب نیک لوگوں کو اجرِ عظیم کی بشارت دیتی ہے اور مجرموں کو دردناک عذاب سے خبردار کرتی ہے ۔گویا اِس کتاب کی تعلیمات کو ماننا اور نہ ماننا برابر نہیں ہے۔

کفارِ مکہ کی بد قسمتی ہے کہ وہ اتنی عظیم نعمت کی ناقدری کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے بڑی ہٹ دھرمی سے کہہ رہے ہیں کہ آپ جو بھی دلیل ہمارے سامنے پیش کریں گے ہم آپ کی دعوت قبول نہیں کریں گے۔ آپ کی کوئی بات ہم پر اثر نہیں کرے گی۔ آپ تبلیغ کرتے رہیں اور ہم آپ کی مخالفت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ دل کی ایسی سختی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

قرآنِ حکیم کی دعوت

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	اے نبیؐ ! فرمایئے بے شک میں انسان ہوں تمہاری

	طرح
يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	وحی کیا جاتا ہے میری طرف کہ تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود
فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ	پس سیدھے رہو اُس کی طرف
وَاسْتَغْفِرُوْهُ	اور بخشش مانگو اُس سے
وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶	اور ہلاکت ہے مشرکین کے لیے۔
الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	وہ جو نہیں دیتے زکوٰۃ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷	اور وہی تو ہیں آخرت کا جو انکار کرنے والے ہیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
ع ۱۵ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸ ع	اُن کے لیے اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔

قرآنِ حکیم کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معبودِ واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نبی اکرم ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ لوگوں کو اُس کی خالص بندگی کرنے اور اُس سے گناہوں کی بخشش طلب کرنے کا پیغام دے رہے ہیں۔ مشرکین مکہ اِس دعوت کو قبول نہیں کر رہے لہٰذا اُن کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ اُنہیں اُن کے جدِّ امجد سیدنا اسمٰعیلؑ نے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا (سورۂ مریم آیت ۵۵)۔ نماز کی تو اُنہوں نے صورت بگاڑ دی (سورۂ انفال آیت ۳۵) اور زکوٰۃ سرے سے ادا ہی نہیں کرتے۔ پھر اصل جرم یہ ہے کہ اُنہیں آخرت کے حساب کتاب کا کوئی یقین نہیں۔ اِسی لیے ہٹ

دھرمی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ اِس کے برعکس جو لوگ قرآنِ حکیم کی دعوت قبول کریں گے اور اِس کے مطابق طرزِ عمل اختیار کریں گے، اُن کے لیے ایسا اجر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے ایسے ہی اجر کا مستحق بنائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۲

زمین اور آسمانوں کی تخلیق

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا بے شک تم واقعی انکار کرتے ہو اُس کا جس نے بنائی زمین دو دنوں میں
وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا	اور تم بناتے ہو اُس کے شریک
ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۹	وہی تمام جہانوں کا ربّ ہے۔
وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا	اور اُس نے بنائے اِس میں گڑھے ہوئے پہاڑ اِس کے اوپر سے
وَبٰرَكَ فِیْهَا	اور اُس نے برکت رکھی اِس میں
وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ	اور اندازے سے رکھیں اِس میں اِس کی غذائیں چار دنوں میں
سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝۱۰	وہ برابر ہیں (ضرورت کے مطابق) تمام مانگنے والوں کے لیے۔
ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ	پھر اُس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف
وَهِیَ دُخَانٌ	اور وہ ایک دھواں تھا

فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا	پھر اُس نے فرمایا اُسے اور زمین سے حاضر ہو خوشی سے یا مجبوراً
قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾	اُنہوں نے کہا ہم حاضر ہوتے ہیں خوشی سے۔
فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ	پھر اُس نے بنادیا اُنہیں سات آسمان دو دنوں میں
وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا	اور وحی فرمائی ہر آسمان میں اُس کے کام کی
وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ	اور ہم نے سجایا قریبی آسمان کو چراغوں سے
وَ حِفْظًا	اور محفوظ کیا ہوا
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾	یہ مقرر کیا ہوا اندازہ ہے زبردست ، سب کچھ جاننے والے کا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجموعی طور پر چھ دنوں میں کائنات بنائی۔ اِنہی میں سے چار دنوں میں زمین بنائی، اُس کے توازن کے لیے اُس پر پہاڑوں کا بوجھ ڈالا، اُس کے اندر مختلف اشیاء کے خزانے سمو دیے اور اُسے برکت و وسعت سے نوازا۔ اُس کے وسائل کو ایسی وسعت دی جو اُس پر بسنے والی تمام مخلوقات کے لیے کفایت کرنے والی ہے۔ آسمانوں کو اُس نے سات کی تعداد میں تخلیق فرمایا۔ پھر ہر آسمان کے لیے اُس کا عمل اور کردار طے کیا۔ آسمانِ دنیا کو ستاروں کے ذریعہ رونق بخشی اور اِن ہی کے ذریعے وحی کی حفاظت کا انتظام کیا۔ اُس نے زمین اور آسمانوں کو حکم دیا کہ تمہیں میرے احکامات کے مطابق کردار ادا کرنا ہے۔ اُن دونوں نے بخوشی اُس کی فرمانبرداری قبول کی۔ جس اللہ نے یہ سب تخلیقی عمل کیا ہے کیا کوئی اور اُس کا شریک ہو سکتا ہے؟ افسوس ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والوں پر اور اُن پر بھی جو اُس کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں۔

آیات ۱۳ تا ۱۸

قرآن کی دعوت جھٹلانے والوں کا برا انجام

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً	پھر اگر وہ رخ پھیر لیں تو فرمایئے میں نے خبردار کر دیا تمہیں ایک کڑک سے
مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾	اُس جیسی کڑک جو عاد اور ثمود پر آئی تھی۔
اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ	جب آئے اُن کے پاس رسول اُن کے آگے اور پیچھے (پھرتے اور کہتے ہوئے)
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ	کہ تم عبادت مت کرو مگر اللہ کی
قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً	اُنہوں نے کہا اگر چاہتا ہمارا ربّ یقیناً نازل کر دیتا فرشتے
فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾	پس بے شک ہم اُس کے، تم بھیجے گئے ہو جس کے ساتھ، انکار کرنے والے ہیں۔
فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ	پھر جو عاد تھے تو اُنہوں نے تکبر کیا زمین میں ناحق
وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً	اور کہا کون زیادہ سخت ہے ہم سے قوت میں؟
اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ	کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے پیدا کیا ہے اُنہیں
هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً	وہ زیادہ سخت ہے اُن سے قوت میں

وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾	اور وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ	تو ہم نے بھیجی اُن پر تند و تیز ہوا نحوست والے دنوں میں
لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	تاکہ ہم چکھائیں اُنہیں رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں
وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى	اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہے
وَ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور اُن کی مدد نہیں کی جائے گی۔
وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ	تو جو ثمود تھے ہم نے ہدایت دی اُنہیں
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى	تو اُنہوں نے پسند کیا اندھا رہنے کو ہدایت پر
فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ	تو آ پکڑا اُنہیں ذلت والے عذاب کی کڑک نے
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾	اُن گناہوں کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے۔
وَ نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ۲ ۱۶	اور ہم نے بچالیا اُن کو جو ایمان لائے تھے
وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع	اور جو بچتے رہتے تھے اللہ کی نافرمانی سے۔

اِن آیات میں اُن بد بختوں کے لیے وعید ہے جو قرآنِ حکیم کی صاف اور واضح دعوت حق کو جھٹلا رہے ہیں۔ اُنہیں دھمکی دی گئی کہ اُن کا انجام بھی وہی ہو گا جو عاد اور ثمود کا ہوا۔ سیدنا ہودؑ نے جب قومِ عاد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی تو اُنہوں نے تکبر سے اُس دعوت کو ٹھکرا دیا اور دعویٰ کیا کہ کوئی ہے جو ہم سے زیادہ طاقتور ہو؟ کوئی ہے جو ہمیں ہلاک کر سکتا ہو؟ جواب دیا گیا کہ جس اللہ نے اُنہیں بنایا ہے وہ اُن سے زیادہ طاقتور ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر اُن کے لیے منحوس دنوں میں تیز ہوا چھوڑی جس نے اُن کو رسوا کرتے ہوئے ہلاک کر دیا۔ آخرت کا عذاب اُن کے لیے زیادہ رسوا کن ہو گا۔ قومِ ثمود نے سیدنا صالحؑ کی دعوت پر

گمراہی کو ترجیح دی۔ اُنہیں آخر کار ایک زور دار زلزلے نے ہلاک کر دیا۔ یہ بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا۔ البتہ ہر دور میں ایمان لانے والے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے والے عذاب سے محفوظ رہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۴

مجرمین کے خلاف اُن کی آنکھوں، کان اور کھالوں کی گواہی

وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ	اور جس روز جمع کیے جائیں گے اللہ کے دشمن آگ کی طرف
فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾	پھر اُن کی الگ الگ گروہ بندی کی جائے گی۔
حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا	یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے آگ کے پاس
شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ	گواہی دیں گے اُن کے خلاف اُن کے کان
وَ اَبْصَارُهُمْ	اور اُن کی آنکھیں
وَ جُلُوْدُهُمْ	اور اُن کی کھالیں
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾	اُس کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔
وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ	اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے
لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا	کیوں تم نے گواہی دی ہمارے خلاف
قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ	کہیں گی کھالیں بولنے کی قوت دی ہمیں اُس اللہ نے جس نے بولنے کی قوت دی تھی ہر چیز کو

وَهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ	اور اُسی نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار
وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو۔
وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ	اور تم نہیں پردہ کیا کرتے تھے کہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہارے کان
وَلَآ اَبْصَارُكُمْ	اور تمہاری آنکھیں
وَلَا جُلُوْدُكُمْ	اور تمہاری کھالیں
وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾	اور لیکن تم گمان کرتے تھے کہ اللہ نہیں جانتا بہت سے کام اُن میں سے جو تم کرتے ہو۔
وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ	اور تمہارے اِس گمان نے جو تم نے کیا اپنے ربّ کے بارے میں ہلاک کر دیا تمہیں
فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾	سو تم ہو گئے خسارہ پانے والوں میں۔
فَاِنْ يَّصْبِرُوْا	پھر اگر وہ صبر کریں
فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ	تو آگ اُن کے لیے ٹھکانہ ہے
وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا	اور اگر وہ معافی کی درخواست کریں
فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾	تو نہ ہوں گے معاف کیے جانے والوں میں سے۔

روزِ قیامت مجرمین آتش جہنم کے پاس اکٹھے کیے جائیں گے اور جرائم کی شدت کے اعتبار سے اُن کی درجہ بندی ہو گی۔ پھر اُن پر جرائم ثابت کرنے کے لیے گواہ پیش ہوں گے۔ مجرمین کے لیے انتہائی پریشان کن صورت ہو گی جب اُن کی آنکھیں، کان اور کھالیں اُن کے خلاف گواہی دیں گی۔ وہ اُن سے شکایت کریں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ اُن کے اعضا جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ تم سمجھتے تھے کہ ہمارے جرائم سو پردوں میں ہو رہے ہیں اور اُنہیں کوئی نہیں جانتا۔ تمہارے اِسی گمان نے تمہیں برباد کر دیا۔ تم خاموش رہو یا آہ و فریاد کرو، تمہاری کوئی فریاد نہیں سنی جائے گی۔ اب تمہیں آگ کے عذاب سے دوچار ہونا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ محفوظ فرما ہمیں جہنم کے عذاب سے۔ آمین!

آیت ۲۵

برے لوگوں کے ساتھی بھی برے ہوتے ہیں

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ	اور ہم نے مقرر کر دیے اُن کے لیے کچھ ساتھی
فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ	تو اُنھوں نے خوشنما بنا دیا اُن کے لیے وہ جو اُن کے سامنے اور اُن کے پیچھے تھا
وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ	اور ثابت ہو گئی اُن پر بات، اُن قوموں کے ساتھ جو گزر چکی تھیں اُن سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے
اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع	بے شک وہ خسارہ پانے والے تھے.

قانون فطرت یہ ہے کہ ہر شخص کو ویسے ہی دوست ملتے ہیں جیسا وہ خود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی آزمائش کے لیے اُنہیں برے لوگوں کی رفاقت دیتا ہے۔ برے رفیقوں میں سب سے زیادہ گمراہ کرنے والا شیطان ہے جو ہر انسان کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ یہ برے ساتھی مزید جرائم کی راہ مجرمین کو سجھاتے ہیں اور اُن کے جرائم کو اُن

کے لیے مزین کرتے رہتے ہیں۔اب وہ اپنی ماضی کی ہیرا پھیریوں پر فخر کرتے ہیں اور مستقبل کے حوالے سے بھی سہانے خواب دیکھتے ہیں۔آخرکاروہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی توفیق سے محروم کردیے جاتے ہیں اور حقیقی و مستقل خسارے یعنی عذابِ جہنم کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

آیات ۲۶تا ۲۹

تبلیغ قرآن سے دشمنی کا انجام

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
لَا تَسۡمَعُوۡا لِہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ	مت سنواِس قرآن کو
وَ الۡغَوۡا فِیۡہِ	اور شور کرو اِس میں(جب یہ سنایا جائے)
لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ﴿۲۶﴾	تاکہ تم غالب رہو۔
فَلَنُذِیۡقَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَذَابًا شَدِیۡدًا	تو ہم ضرو ر چکھائیں گے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ہے شدید عذاب
وَ لَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَسۡوَاَ الَّذِیۡ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾	اورہم ضرورِبدلہ دیں گے اُنہیں اُن بدترین اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔
ذٰلِکَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰہِ النَّارُ	یہ بدلہ ہے اللہ کے دشمنوں کا آگ
لَہُمۡ فِیۡہَا دَارُ الۡخُلۡدِ	اُن کے لیے اُسی میں ہے ہمیشہ رہنے کا گھر
جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ ﴿۲۸﴾	بدلہ ہے اُس کا جو وہ ہماری آیات کا انکار کیا

	کرتے تھے۔
وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ	اے ہمارے ربّ !دکھا ہمیں وہ دونوں جنہوں نے گمراہ کیا ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے
نَجۡعَلۡہُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا	تا کہ ہم ڈالیں اُن دونوں کو اپنے قدموں کے نیچے
لِیَکُوۡنَا مِنَ الۡاَسۡفَلِیۡنَ ﴿۲۹﴾	تاکہ وہ ہوجائیں پست ترین لوگوں میں سے۔

مشرکین مکہ جانتے تھے کہ اگر نبی اکرم ﷺ تبلیغ قرآن کرتے رہے تو لوگ قرآنِ حکیم کی تاثیر سے فیض یاب ہوکر دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور آخر کار اِسلام غالب ہوجائے گا۔ اُنہوں نے طے کیا کہ اگر اپنا غلبہ برقرار رکھنا ہے تو قرآن کی تبلیغ میں رکاوٹ ڈالو۔ جب سیدنا محمد ﷺ لوگوں کو قرآن سنائیں تو شور شرابہ کرو اور اعتراضات کروتاکہ قرآن کا پیغام لوگوں تک نہ پہنچے۔ تبلیغ قرآن کے دشمنوں کو اِن آیات میں دھمکی دی گئی کہ عنقریب اُنہیں بدترین عذاب دیا جائے گااور وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ جن لوگوں کو اُنہوں نے گمراہ کیا ہے وہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سے التجا کریں گے کہ ہمیں گمراہ کرنے والے دکھائے جائیں تاکہ ہم اُنہیں اپنے قدموں تلے روند کر ذلیل کریں۔ دنیا میں تو وہ اپنے لیڈروں، پیشواؤں اور فریب دینے والے شیاطین کے اشاروں پر ناچتے رہے ، مگر جب قیامت کے روز اُنہیں پتہ چلے گا کہ یہ رہنما اُنہیں کہاں لے آئے ہیں توپھر یہ چاہیں گے کہ وہ کسی طرح اِن کے ہاتھ آ جائیں تو پکڑ کر اُنہیں رسوا کریں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تبلیغ قرآن کے مبارک کام کے لیے قبول فرمائے اور جان و مال سے اِس پاکیزہ مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۲

کل تعلیماتِ دینی کا خلاصہ وعطر" اِستقامت"

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ	بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہے
ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا	پھر ڈٹ گئے(اِس پر)
تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ	نازل ہوتے ہیں اُن پرفرشتے(یہ کہتے ہوئے)
اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا	کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو
وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾	اور خوشخبری لو اُس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیاجاتا تھا۔
نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ	ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی
وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ	اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جوچاہیں گے تمہارے جی
وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾	اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم مانگو گے۔
نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾ ع	مہمانی ہے بہت بخشنے والے ،ہمیشہ رحم کرنے والے کی طرف سے۔

ع ۴/۱۸

اِن آیات میں کل دینی تقاضوں کی ادائیگی کے لیے لفظ استقامت آیا ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ حقیقت یوں بیان ہوئی:

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قُلْ لِّيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ قَالَ: قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ

سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ بتایئے مجھے اِسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات کہ میں نہ پوچھوں اِس بارے میں کسی اور سے سوائے آپ ﷺ کے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا" کہو میں ایمان لایااللہ پر پھر (اِس پر) ڈٹ جاؤ"۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کو ربّ یعنی مالک اور پروردگار مان لینے کے بعد استقامت ظاہری یہ ہے کہ:

i-عبادتِ ربّ یعنی دلی آمادگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرنا

ii-امر بالمعروف یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی جاری و ساری کرنے کی کوشش کرنا۔

iii- نہی عن المنکر یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو مٹانے کے لیے تن من دھن لگانا۔

اِستقامت باطنی سے مراد ہے کہ:

i-راضی برضائے ربّ ہونا یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر راضی رہنا۔

ii-اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا یعنی ہر نعمت کو اُسی کی عطا سمجھنا اوراِس پر نہ اترانا۔

iii- مَخَافَۃُاللہ یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنا۔

iv-توکل علی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور اُسی سے امید رکھنا۔

v-تفویض الامر الی اللہ یعنی تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا۔

گویا لفظ اِستقامت میں ایک قیامت مضمر ہے۔ اِسی لیے صوفیاء کرام کا قول ہے کہ: اَلْاِسْتِقَامَۃُ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ كَرَامَةٍ "اِستقامت بہتر ہے ہزار کرامتوں سے"۔

جو لوگ استقامت کی سعادت حاصل کرتے ہیں فرشتے دنیا میں اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ نہ ماضی کے حادثات پر غم کرو اور نہ مستقبل کے حوالے سے فکر کرو۔ تمہارا حال اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہے لہٰذا کسی اندیشہ کی ضرورت نہیں۔ تمہاری ہر بگڑی وہ بنا دے گا

کار سازِ ما بکارِ کارِ ما

فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

"ہمارا کارساز ہمارے مسائل کے حل کا دھیان رکھتا ہے۔ ہمارا بذاتِ خود اپنے مسائل کے حل کے بارے میں متفکر ہونا ہمیں پریشان کر دیتا ہے"۔

پھر فرشتے آخرت کے حوالے سے بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ وہاں تمام نفسانی خواہشات کی تسکین کا سامان ہو گا اور وہ سب کچھ ملے گا جو انسان طلب کرے گا۔ یہ سب ابتدائی ضیافت ہو گی۔ اصل انعام کیا ہے؟ حدیث مبارکہ میں اِس کی وضاحت بیان ہوئی:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ (بخاری، مسلم)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھی ہیں وہ نعمتیں اپنے نیک بندوں کے لیے، نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اُنہیں اور نہ کسی کان نے سنا ہے ذکر اُن کا اور نہ ہی گزرا ہے خیال اُن کا کسی دل پر اور پڑھ لو اگر تم چاہو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ... پس نہیں جانتا کوئی شخص کہ کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے (سورۂ سجدہ آیت ۱۷)"۔

آیت ۳۳

بہترین بات۔ دعوت اِلی اللہ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ	اور کون زیادہ اچھا ہے بات کے اعتبار سے اُس سے جس نے دعوت دی اللہ کی طرف
وَعَمِلَ صَالِحًا	اور عمل کیا اچھا
وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾	اور کہا بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین بات اُس کی ہے جو لوگوں کواللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کی بندگی کی طرف بلائے۔ یہ عمل انسان کے لیے صدقہ ٔ جاریہ اور دوسروں کے لیے جہنم کی آگ سے بچانے والا، پائیدار خدمت خلق کا کام ہے ۔ البتہ اللہ تعالیٰ اِس دعوت کو اُسی صورت میں پسند فرماتا ہے جب کہ انسان خود بھی دعوت کے مطابق عمل کررہا ہو۔ مزید یہ کہ دعوت دیتے ہوئے خود کو پارسا اور دوسروں کو حقیر نہ سمجھے۔ اِسی طرح دعوت کی بنیاد پر مسلمانوں میں کوئی نیا فرقہ پیدا نہ کردے بلکہ عام مسلمانوں میں شامل رہے ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعوت الی اللہ کے پسندیدہ عمل کو اختیار کرنے اور اُس کے جملہ تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین!

آیات ۳۴تا ۳۶

برائی کا جواب اچھائی سے دو

وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ	اوربرابر نہیں ہوتی نیکی اور نہ برائی
اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ	جواب دو(برائی کا) اُس طور پر جو بہت ہی اچھا ہے
فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَ بَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ	تو اُس وقت وہ کہ جس کے درمیان اور تمہارے درمیان دشمنی ہے
کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ﴿۳۴﴾	ایسے ہو جائے گا جیسے گرم جوش دوست۔
وَمَا یُلَقّٰىہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا	اورنہیں دی جاتی یہ سعادت مگر اُن کو جنہوں نے صبر کیا
وَمَا یُلَقّٰىہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ﴿۳۵﴾	اورنہیں دی جاتی یہ سعادت مگر اُنہیں جو بڑے نصیب والے ہیں۔

وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ	اور اگراکسائے آپؐ کو شیطان کی طرف سے کوئی چھیڑ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ	تو مانگیے اللہ کی پناہ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾	بے شک وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں دعوت کے مرحلے سے متعلق ایک اہم ہدایت دی جارہی ہے۔ مسلمانوں کو تلقین کی جارہی ہے کہ دعوت کے مخالفین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ وہ طنزکریں اور گالیاں دیں تو اُن کے حق میں ہدایت کی دعا کی جائے۔ وہ تشدد کریں تو خندہ پیشانی سے اُسے برداشت کریں۔البتہ اپنے موقف پر ثابت قدم رہیں۔یہ در اصل صبر کی اعلیٰ ترین منزل کا بیان ہے۔کسی کی مخالفت میں خاموش رہنا اور جواب نہ دینا بھی صبر ہے۔اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ برائی کا جواب بھلائی سے دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کے برپا کردہ انقلاب کا یہ اہم مرحلہ تھا کہ جب تک مناسب قوت فراہم نہیں ہوتی برائی کا جواب اچھائی سے دیا جائے۔اِس طرزِ عمل سے جانی دشمن بھی گرم جوش دوست بن جاتا ہے۔اِس طرزِ عمل کو صبر محض(Passive Resistance) کہا جاتا ہے۔ مخالفت کے جواب میں صبر محض کی روش کی حکمت یہ ہے کہ:

i۔اِس طرزِ عمل سے اپنی افرادی قوت کو بچایا جاتا ہے کیونکہ مخالفین کو اُنہیں مٹانے کااخلاقی جواز نہیں ملتا۔

ii۔دعوت و تبلیغ کے ذریعہ اور برائی کا جواب برائی سے نہ دے کرمعاشرے کی خاموش اکثریت کی ہمدردیاں حاصل کر کے اپنی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

iii۔ساتھیوں کی تربیت کے لیے مہلت لی جاسکے ۔

iv۔ساتھیوں میں انتقام کے جذبہ کو پکایا جائے تاکہ وقت آنے پر باطل کے خلاف بھر پور وار کیا جا سکے۔

البتہ برائی کا جواب اچھائی سے دینا آسان نہیں۔ نفس بدلہ لینے پر اکساتا ہے ۔یہ سعادت وہی حاصل کرسکتے ہیں جو بہت زیادہ صبر کرنے والے اور بڑے نصیب والے ہوں۔ البتہ اگر کبھی شیطان انسان کو مشتعل کرکے کوئی سخت بات کہلوا ہی دے تو فوراً اللہ کی پناہ طلب کی جائے۔ اللہ سب سننے والا اور جاننے والا ہے۔اُس کی رحمت سے امید ہے کہ وہ معاف فرمادے گا۔

آیات ۳۷تا ۳۸

مظاہرِ قدرت کو سجدہ نہ کرو

وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الَّيۡلُ وَالنَّهَارُ	اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں رات او ردن
وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ	اورسورج اور چاند
لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ	نہ سجدہ کرو سور ج کو اور نہ ہی چاند کو
وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَهُنَّ	اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے پیدا کیا ہے اُنہیں
اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۳۷﴾	اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو۔
فَاِنِ اسۡتَكۡبَرُوۡا	پھر اگر وہ تکبر کریں
فَالَّذِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ	تو وہ فرشتے جو تمہارے ربّ کے پاس ہیں
يُسَبِّحُوۡنَ لَهٗ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ	تسبیح کرتے ہیں اُس کی رات اور دن
وَهُمۡ لَا يَسۡـَٔمُوۡنَ ﴿۳۸﴾	اوروہ نہیں اکتاتے۔

رات اور دن، سورج اور چاند بلاشبہ عظیم مظاہرِ قدرت ہیں۔ البتہ اصل تعریف مظاہرِ قدرت کی نہیں اُس اللہ کی ہے جو اِن سب کا خالق اور ظاہر کرنے والا ہے۔ لہٰذا پرلے درجے کی گمراہی ہے کہ خالق کے بجائے مخلوق کو معبود مان کر اُس کے سامنے سجدہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے مقربین تو دن رات اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور کبھی بھی اُس کی تسبیح اور فرمانبرداری سے تھکتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مقربین کا سا طرزِ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۹

زمین کو زندہ کرنے والا انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الۡاَرۡضَ خَاشِعَةً	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین کو کہ وہ خشک تھی
فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ	تو ہم نے نازل کیا اُس پر پانی
اِهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ	تو اُس نے حرکت کی اور ابھری
اِنَّ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاهَا	بے شک جس اللہ نے زندہ کیا اُسے
لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى	یقیناًوہ زندہ کرنے والا ہے مردوں کو بھی
اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۳۹﴾	بے شک وہ ہر چیز پر قادرہے۔

السجدۃ

زمین اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانی ہے۔ خشک سالی کی وجہ سے یہ بنجراورویران نظر آتی ہے گویا مردہ ہو۔ اچانک اُس پر بارش کا نزول ہوتا ہے اور یہ سبزے اور مختلف نباتات سے نہ صرف زندہ بلکہ انتہائی حسین و جمیل

ہوجاتی ہے۔ غور کا مقام ہے کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کرسکتا ہے کیا وہ انسانوں کو مرنے کے بعد زندہ نہیں کرسکتا ؟ بلاشبہ وہ ایسا کرسکتا ہے اور وہ تو سب کچھ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

آیات ۴۰ تا ۴۲

عظمت قرآن

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا	بے شک وہ لوگ جو ٹیڑھی روش اختیار کرتے ہیں ہماری آیات کے بارے میں
لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا	وہ چھپے ہوئے نہیں ہیں ہم سے
اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ	تو کیا وہ شخص جو پھینکا جائے آگ میں
خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ	بہتر ہے یا وہ جو آئے امن کی حالت میں روزِ قیامت؟
اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ	کرو تم جو چاہو
اِنَّہٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۴۰﴾	بے شک وہ اُسے جو تم کر رہے ہوخوب دیکھنے والا ہے۔
اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالذِّکۡرِ	بے شک وہ لوگ (بھی چھپے ہوئے نہیں ہیں ہم سے) جنہوں نے انکار کیا اِس نصیحت کا
لَمَّا جَآءَہُمۡ	جب وہ اُن کے پاس آئی
وَ اِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ ﴿۴۱﴾	اور بے شک وہ یقیناًایک باعزت کتاب ہے۔

لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ	نہیں آتااِس کے پاس باطل اِس کے سامنے سے
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ	اور نہ ہی اِس کے پیچھے سے
تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾	نازل کیا جانا ہے (اِس کا) بہت کمالِ حکمت والے،تمام خوبیوں والے کی طرف سے۔

اِن آیات میں ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید ہے جو قرآنِ حکیم کی آیات کا انکار کرتے ہیں یا اُن کے مفہوم میں تحریف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔قرآنِ حکیم ایک زبردست کتاب ہے۔ آگاہ کیا گیا کہ جولوگ اِس کتاب کے مضامین پر کھلم کھلا اعتراضات کریں گے یا کوئی لبادہ اوڑھ کر دھوکہ دینے کے انداز میں قرآن میں شکوک و شبہات پیدا کریں گے،ایسے لوگوں کی تمام کوششیں قرآن خود ہی ناکام بنادے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کے صرف الفاظ کی نہیں بلکہ اِس کے صحیح مفہوم کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔بقول اقبال

حرفِ اُو را ریب نے ، تبدیل نے
آیۂ اش شرمندۂ تعبیر نے

"اِس کے متن میں شک نہیں ہوسکتا،اِس کے متن میں تبدیلی نہیں ہوسکتی،اِس کی آیات کی باطل تفسیر نہیں کی جاسکتی"۔ مولانا مودودی اِن آیات کی تفسیر کرتے ہوئے قرآنِ حکیم کی عظمت یوں بیان فرماتے ہیں":اِس میں صداقت کا زور ہے۔ علمِ حق کا زور ہے۔ دلیل و حجت کا زور ہے۔ زبان اور بیان کا زور ہے۔ بھیجنے والے خدا کی خدائی کا زور ہے اور پیش کرنے والے رسول ﷺ کی شخصیت کا زور ہے۔ جھوٹ اور کھوکھلے پروپیگنڈے کے ہتھیاروں سے کوئی اِسے زک دینا چاہے تو کیسے دے سکتا ہے"۔ جو بد باطن قرآنِ حکیم کی آیات کا سیاق و سباق سے ہٹ کر یا احادیث مبارکہ سے ملنے والی رہنمائی کے برخلاف یا غلط محل و مقام کے حوالے سے مفہوم بیان کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ ایسے لوگ دنیا میں خواہشاتِ نفس کے تحت اللہ تعالیٰ کی ہدایت میں

تحریف کی کوشش کرلیں لیکن عنقریب روزِ قیامت وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے مجرم بن کر حاضر ہوں گے۔ ایسا ہی برا انجام اُن کا بھی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

آیات ۴۳تا ۴۶
نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ	اے نبیؐ ! نہیں کہا جائے گاآپؐ سے مگر وہی جو کہا گیااُن رسولوں سے جو آپؐ سے پہلے تھے
اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾	بے شک آپؐ کا ربّ یقیناً بڑی بخشش والا اور بہت دردناک عذاب والا ہے۔
وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا	اور اگر ہم بنا دیتے اُس کو غیر عربی قرآن
لَقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ	یقیناً وہ کہتے کیوں نہ واضح کی گئیں اِس کی آیات
ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ	(کتا ب) غیر عربی اور (مخاطبین) عربی
قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ	فرمایئے قرآن اُن کے لیے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے
وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ	اورجو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں بوجھ ہے

ع ۵ ۱۲ ۱۹

وَ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى	اور قرآن اُن کے حق میں اندھاہونے کا باعث ہے
اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ ع	یہ وہ لوگ ہیں جنہیں پکارا جارہا ہے بہت دور کی جگہ سے۔
وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ کو کتاب
فَاخْتُلِفَ فِيْهِ	پھر اختلاف کیا گیا اُس میں
وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ	اور اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے سے طے ہوچکی آپؐ کے ربّ کی طرف سے
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ	تو ضرور فیصلہ کردیا جاتا اُن کے درمیان
وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾	اوربے شک وہ یقیناً اِس (قرآن) کے حوالے سے بے چین کرنے والے شک میں ہیں۔
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ	جس نے عمل کیا اچھاسو اپنے ہی لیے
وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا	اور جس نے برا ئی کی سو اُسی پر ہوگی
وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾	اور نہیں ہے آپؐ کا ربّ ذرا بھی ظلم کرنے والا بندوں پر۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان کررہی ہیں۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ماضی میں رسولوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے حوالے سے ایسے ہی اعتراضات کا سامنا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ یقیناً بہت بخشنے والا ہے لیکن سخت سزا دینے والا بھی ہے۔ جہاں وہ اپنے رسولوں اور سچے اہل ایمان کو بھرپور اجر سے نوازے گا وہیں حق کے

مخالفین کو عبرتناک سزا بھی دے گا۔ حق کے مخالفین نے طے کر رکھا ہے کہ حق کو قبول نہیں کرنا۔ اگر قرآنِ حکیم کو کسی عجمی زبان میں نازل کیا جاتا اور آپ ﷺ اُسے پڑھ کر سناتے تو یہ امر باعث حیرت ہوتا کہ عربی بولنے والا رسول عجمی کلام سنا رہا ہے۔ لیکن مخالفین نے پھر بھی اعتراض کرنا تھا کہ عربوں کی ہدایت کے لیے عجمی زبان میں وحی کیوں نازل کی گئی ہے؟۔ آپ ﷺ اِن سے صاف

صاف کہہ دیں کہ یہ قرآن مخلص اہل ایمان کے لیے ہدایت بھی ہے اور اُن کی جملہ باطنی بیماریوں کے لیے شفا بھی۔ البتہ جو حق کی مخالفت میں ڈٹ گئے ہیں یہ قرآن اُن کی ضد میں اضافہ کا باعث اور اُنہیں ہدایت سے مزید محروم کرنے والا ہے۔ ماضی میں سیدنا موسیٰؑ کے ساتھ بھی مخالفین نے یہی طرزِ عمل اختیار کیا۔ اِس کی وجہ سے بعض سادہ لوح لوگ بھی شکوک و شبہات کا شکار ہوگئے۔ عنقریب نتیجہ ظاہر ہوکر رہے گا۔ اچھے عمل کرنے والے سرخرو ہوں گے، حق کی مخالفت کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں گے۔ نتیجہ کردار کی بنیاد پر ظاہر ہوگا اوراللہ تعالیٰ کسی پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

آیات ۴۷ تا ۴۸

شرک کرنے کا حسرتناک انجام

اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَۃِ	اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم
وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِہَا	اور نہیں نکلتے کسی قسم کے پھل اپنے غلافوں سے
وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی	اور نہیں اٹھاتی حمل کوئی بھی مونث
وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِہٖ	اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اللہ کے علم سے
وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ	اور اُس روز وہ پکارے گا اُنہیں
اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ	کہاں ہیں میرے شریک؟
قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ	وہ کہیں گے ہم بتا چکے ہیں تجھے
مَا مِنَّا مِنۡ شَہِیۡدٍ ﴿۴۷﴾	نہیں ہے ہم میں سے کوئی گواہ۔

وَ ضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ	اور غائب ہو جائیں گے اُن سے جنہیں وہ پکارتے تھے اِس سے پہلے
وَ ظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ﴿۴۸﴾	اور وہ سمجھ لیں گے نہیں ہے اُن کے لیے کوئی بھاگنے کی جگہ۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ اُسے تو ہر شے کا علم ہے۔ یہاں تک کہ وہ جانتا ہے کہ کس خوشہ سے کیسا پھل نکلے گا اور کسی مونث کے رحم میں کیا ہے اور وہ کب اُسے جنم دینے والی ہے ؟ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ مشرکین سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں وہ ہستیاں جنہیں تم نے میرا شریک قرار دیا تھا؟ مشرکین اپنے شرک کے جرم کا انکار کریں گے۔ اب اُن کا کوئی خود ساختہ معبود، اُن کی مدد کو نہ آئے گا۔ پھر وہ جان لیں گے کہ اب عذاب سے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

آیات ۴۹ تا ۵۱

اکثر انسان ناشکرے اور بے صبرے ہیں

لَا يَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَيۡرِ	نہیں اکتاتا انسان بھلائی مانگنے سے
وَ اِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ	اور اگر آ پہنچے اُسے کوئی برائی
فَيَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ﴿۴۹﴾	تو بہت مایوس، ناامید ہوتا ہے۔
وَ لَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا	اور اگر ہم چکھائیں اُسے رحمت اپنے پاس سے
مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ	اُس تکلیف کے بعد جو پہنچی اُسے
لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ	تو وہ ضرور کہے گا یہ میرے لیے ہے

وَ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً	اور میرا خیال نہیں کہ قیامت قائم ہو گی
وَّ لَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰی رَبِّیۡۤ	اور اگر بالفرض مجھے لوٹایا گیا اپنے ربّ کی طرف
اِنَّ لِیۡ عِنۡدَہٗ لَلۡحُسۡنٰی	بے شک میرے لیے ہے اُس کے پاس یقیناً بھلائی
فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا	پس ہم ضرور بتائیں گے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا وہ سب جو اُنہوں نے کیا
وَ لَنُذِیۡقَنَّہُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ غَلِیۡظٍ ﴿۵۰﴾	اور ہم ضرور چکھائیں گے اُنہیں ایک سخت عذاب میں سے۔
وَ اِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ	اور جب بھی ہم انعام فرماتے ہیں انسان پر
اَعۡرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِہٖ	تو وہ رخ پھیر لیتا ہے اور موڑ لیتا ہے اپنا پہلو
وَ اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِیۡضٍ ﴿۵۱﴾	اور جب پہنچتی ہے اُسے کوئی تکلیف تو وہ ہوتا ہے لمبی چوڑی دعا والا۔

اکثر انسان اللہ تعالیٰ سے کثرت سے بھلائیاں مانگتے ہیں اور اگر وہ آزمائش کے لیے اُنہیں کوئی تکلیف پہنچادے تو انتہائی مایوس اور ناامید ہو جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ تکلیف دور کر دے اور رحمت سے نواز دے تو اُس رحمت کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور اُسے اپنے حق پر ہونے کی علامت قرار دیتے ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے اور وہ ہمیں قیامت میں بھی خوب عطا فرمائے گا۔ عنقریب اِن ناشکروں کو اُن کے طرزِ عمل کی بدترین سزا مل کر رہے گی۔ اُن کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جب بھی اُنہیں نعمتیں ملتیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور احکامات سے غافل ہو جاتے۔ اِس کے برعکس اگر کوئی مصیبت آتی تو اُس سے طویل طویل دعائیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر بجالانے اور اگر کوئی آزمائش آ ہی جائے تو اُس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۲ تا ۵۴

قرآنِ حکیم کی حقانیت واضح ہو کر رہے گی

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تم نے دیکھا اگر ہوا یہ قرآن اللہ کی طرف سے
ثُمَّ کَفَرۡتُمۡ بِہٖ	پھر تم نے انکار کیا اِس کا
مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ ہُوَ فِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۵۲﴾	کون زیادہ گمراہ ہو گا اُس سے جو بہت دور کی مخالفت میں ہے۔
سَنُرِیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ	جلد ہی ہم دکھائیں گے اِنہیں اپنی نشانیاں اطراف میں
وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ	اور خود اِن کی ذات میں بھی
حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمۡ	یہاں تک واضح ہو جائے گا اُن کے لیے
اَنَّہُ الۡحَقُّ	کہ یہ قرآن ہی حق ہے
اَوَ لَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ﴿۵۳﴾	اور کیا کافی نہیں ہے آپؐ کا ربّ کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔
اَلَاۤ اِنَّہُمۡ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّہِمۡ	سن لو! بلاشبہ وہ شک میں ہیں اپنے ربّ سے ملنے کے بارے میں
اَلَاۤ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ﴿۵۴﴾ ع	سن لو! بے شک وہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔

قرآنِ حکیم اللہ سبحانہ تعالیٰ کا کلامِ برحق ہے۔ اِس حقیقت کا انکار وہی لوگ کر رہے ہیں جو کھلم کھلا ضد اور ہٹ دھرمی پر ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ کائنات اور خود انسان کے وجود میں لوگوں کو ایسی نشانیاں دکھائے گا جو قرآنِ حکیم کی دی ہوئی خبروں کے عین مطابق ہوں گی۔ تب لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ قرآنِ حکیم کی ہر بات حق اور سچی ہے۔ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور وہ اُس کی نگرانی میں اُسی کے حکم سے کام کر رہی ہے، جبکہ قرآنِ حکیم اُس کا کلام ہے۔ اِن دونوں میں تضاد کیسے ممکن ہے ؟ قرآنِ حکیم ہی نے آخرت میں اُس کے سامنے تمام انسانوں کی حاضری کی خبر دی ہے۔ مخالفین اِس خبر کو نہیں مانتے اور اِسی لیے یہ سرکشی کر رہے ہیں۔ جلد ہی یہ خبر بھی سچی ثابت ہو گی اور مخالفین اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں جوابدہی کا یقین عطا فرمائے اور اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

ع ۶

سورۂ شوریٰ

غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں یہ مضمون بڑے تاکیدی اسلوب میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرو اور اِس ذمہ داری کی ادائیگی کے حوالے سے اختلاف کر کے جدا جدا نہ ہو جاؤ۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۹ — عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۰ تا ۲۶ — غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے کی تاکید
- آیات ۲۷ تا ۳۵ — اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں
- آیات ۳۶ تا ۴۳ — غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف
- آیات ۴۴ تا ۴۸ — غلبۂ دین کی جدوجہد سے گریز کرنے والوں کا انجام
- آیات ۴۹ تا ۵۳ — عظمتِ باری تعالیٰ

آیات ۱ تا ۶

عظمتِ باری تعالیٰ

حٰمٓ ①	حا۔ میم۔
عٓسٓقٓ ②	عین۔ سین۔ قاف۔
كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ	اے نبیؐ! اِسی طرح وحی کرتا ہے آپؐ کی طرف
وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ	اور اُن کی طرف جو آپؐ سے پہلے تھے

اَللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۳	وہ اللہ جو زبردست، کمال حکمت والا ہے۔
لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے
وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ	اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۴	اور وہی بے حد بلند، بڑی عظمت والا ہے۔
تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِہِنَّ	قریب ہیں کہ آسمان پھٹ جائیں اپنے اوپر سے
وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ	اور فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ
وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ	اور بخشش مانگتے ہیں اُن کے لیے جو زمین میں ہیں
اَلَاۤ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۵	سن لو! بے شک اللہ ہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ	اور جنہوں نے بنالیئے ہیں اللہ کے سوا سرپرست
اَللّٰہُ حَفِیۡظٌ عَلَیۡہِمۡ	اللہ ہی نگران ہے اُن پر بھی
وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِوَکِیۡلٍ ۶	اور نہیں ہیں آپؐ اُن پر ذمہ دار۔

نبی اکرم ﷺ پر قرآن حکیم اُس ذاتِ باری تعالیٰ نے وحی کیا ہے جو زبردست اور حکمت والی ہے۔ کائنات کی ہر شے اُسی کے اختیار میں ہے۔ وہ ذات انتہائی بلند و بالا اور بے مثال عظمتوں کی حامل ہے۔ جب اُس ذات کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا ہے تو آسمان غضب ناک ہو کر جوش سے پھٹ پڑنے کے قریب ہوتے ہیں لیکن یہ فرشتے ہیں کہ جن کی اہل زمین کے لیے مہلت کی التجا اور دعائے مغفرت ایسا نہیں ہونے دیتی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی دعا قبول فرماتا ہے کیونکہ وہ بہت بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے

۔ البتہ شرک کرنے والے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں اور وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری صرف اور صرف اُن کو سمجھانا ہے، راہِ راست پر لانا نہیں۔

آیات ۷ تا ۹

رسول ﷺ کے ذمہ ہے پہنچانا اور اللہ کے ذمہ ہے حساب لینا

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا	اور اِسی طرح ہم نے وحی کیا اے نبیؐ! آپؐ کی طرف عربی قرآن
لِّتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى	تاکہ آپؐ خبردار کریں بستیوں کے مرکز (مکہ والوں) کو
وَ مَنۡ حَوۡلَهَا	اور اُن لوگوں کو جو اِس کے ارد گرد ہیں
وَ تُنۡذِرَ يَوۡمَ الۡجَمۡعِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ	اور خبردار کریں اُس جمع کرنے کے دن سے، نہیں کوئی شک جس میں
فَرِيۡقٌ فِى الۡجَنَّةِ	ایک گروہ ہو گا جنت میں
وَ فَرِيۡقٌ فِى السَّعِيۡرِ ۝۷	اور ایک گروہ ہو گا بھڑکتی ہوئی آگ میں۔
وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً	اور اگر چاہتا اللہ ضرور بنا دیتا اُنہیں ایک امت
وَّ لٰكِنۡ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ	لیکن وہ داخل کرتا ہے اپنی رحمت میں جسے چاہتا ہے
وَ الظّٰلِمُوۡنَ مَا لَهُمۡ مِّنۡ وَّلِىٍّ وَّ لَا نَصِيۡرٍ ۝۸	اور جو ظالم ہیں، نہیں ہے اُن کے لیے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ	کیا اُنھوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا سرپرست؟
فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ	سو اللہ ہی اصل سرپرست ہے
وَھُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی	اور وہی زندہ کرے گا مردوں کو
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۹ ع	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ پر اپنا کلام زبانِ عربی میں نازل فرمایا ہے۔ اب نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ اہل مکہ اور اطراف میں بسنے والوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام اُن کی زبان میں پہنچادیں اور اُنہیں آخرت کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کریں ۔ پھر یہ اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے کہ وہ جسے چاہے گا ہدایت دے گا اور اُسے دنیا و آخرت میں اپنی رحمت میں داخل فرمادے گا۔ اِس کے برعکس جو ظالم ہیں اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ جہنم کا نوالہ بنیں گے۔ شرک یعنی ظلم کرنے والے جان لیں کہ اُن کے لیے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی یا مددگار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی مُردوں کو زندہ کرے گا، اُسی کے سامنے سب کو اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے پیش ہونا ہے اور ہر انسان کے انجام کا فیصلہ بھی اُسی نے کرنا ہے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اُسی کو معبود مان کر اُس کی فرمانبرداری اختیار کی جائے۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

حاکم اللہ تعالیٰ ہی کو تسلیم کرو

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْہِ مِنْ شَیْءٍ	اور جو تم نے اختلاف کیا کسی چیز میں
فَحُکْمُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ	تو اُس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے
ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبِّیْ	وہی اللہ میرا ربّ ہے
عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ	اُسی پر میں نے بھروسہ کیا

وَ اِلَیۡہِ اُنِیۡبُ ﴿۱۰﴾	اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔
فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا
جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا	اُس نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے
وَ مِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا	اور جانوروں سے بھی جوڑے
یَذۡرَؤُکُمۡ فِیۡہِ	وہ پھیلاتا ہے تمہیں (جہان میں)
لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ	نہیں ہے اُس کی مثال کی مانند کوئی شے
وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱۱﴾	اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔
لَہٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	اور اُسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں
یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ	کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے
وَ یَقۡدِرُ	اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہے)
اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲﴾	بے شک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں ہدایت دی گئی کہ اپنے جملہ معاملات اور نزاعات میں اللہ تعالیٰ ہی کو حاکم مانو اور اُسی کے فیصلوں کو تسلیم کرو اِس لیے کہ:

i ۔ ہمارا خالق، مالک اور پروردگار وہی ہے۔

ii۔ مشکلات میں ہم اُسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں

iii۔ آسمانوں اور زمین کا خالق وہی ہے۔

iv۔ اُسی نے ہماری تسکین کے لیے ہمارے جوڑے بنائے۔

v۔ اُسی نے ہمیں کئی قسم کے فائدے پہنچانے کے لیے چوپایوں کے جوڑے بنائے۔

vi۔ اُسی نے ہمیں زمین کے وسائل سے فائدہ اُٹھانے کے لیے کئی خطوں میں پھیلا دیا۔

vii۔ وہی سب کچھ سننے دیکھنے والا ہے۔ اُس کی تو مثال جیسی ہستی بھی کوئی نہیں۔ گویا اللہ جیسا ہونا تو ممکن ہی نہیں اگر بفرض محال اللہ کا کوئی مثل ہوتا تو اُس جیسا بھی کوئی نہ ہوتا۔

viii۔ آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اُسی کے دست قدرت میں ہیں۔

ix۔ وہی ہے جو کسی کا رزق وسیع کر دیتا ہے اور کسی کا محدود۔ بلاشبہ وہ ہر ایک کی ضرورت اور حال سے واقف ہے۔

آیت ۱۳

اقامت دین کا حکم

شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا	اللہ نے قانون بنایا ہے تمہارے لیے دین میں وہی، اُس نے وصیت کی تھی جس کی نوحؑ کو
وَ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ	اور جس کی ہم نے وحی کی اے نبیؐ! آپؐ کی طرف
وَ مَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی	اور ہم نے وصیت کی جس کی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو
اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ	کہ قائم کرو دین کو
وَ لَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ	اور نہ جدا جدا ہو جاؤ اِس میں
کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مَا تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَیۡہِ	بھاری ہے مشرکوں پر وہ بات آپ بلاتے ہیں اُنہیں جس کی طرف
اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ	اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جسے چاہتا ہے

وَ یَهۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ ﴿۱۳﴾	اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اُسے جو رجوع کرتا ہے۔

اِس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ دین کو قائم ونافذ کریں اور اِس عظیم مقصد کے حوالے سے اختلاف کر کے جدا جدا نہ ہوں۔ اقامت دین کی جدوجہد تمام مسلمانوں کا مشترکہ مشن ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اِسی مشن کے لیے بھیجا تھا سیدنا نوحؑ، سیدنا ابراہیمؑ، سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا عیسیٰؑ کو۔ پھر یہی مشن مقرر کیا گیا نبی اکرم ﷺ کے لیے۔ اُمت مسلمہ کے لیے اعزاز ہے کہ اُسے وہی ذمہ داری دی گئی جو ذمہ داری اِس سے قبل جلیل القدر رسولوں کی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ اقامت دین یعنی اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ عادلانہ دین قائم کرنا ہر طرح کے مشرکین کو بہت ناگوار ہے۔ خواہ وہ سیاسی مشرک ہوں جنہوں نے اپنی حکمرانی قائم کر کے لوٹ مار مچا رکھی ہو یا مذہبی مشرک جو جھوٹے معبودوں کے تصورات دے کر لوگوں سے نذرانے وصول کر رہے ہوں۔ ایسے ظالم اقامت دین کے مشن کی بھرپور مخالفت کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ اہل حق کی مدد کرے گا۔ جس کے دل میں حق کی سچی طلب اور تڑپ ہو گی اُسے اِس مشن سے وابستہ کر دے گا اور جسے پسند کرے گا اُسے بھی اِس مشن میں شریک کر کے اِس عظیم کارِ خیر کو تقویت دے گا۔

آیت ۱۴

اہل کتاب کے اختلاف کی وجہ... ضد، تکبر اور مفادات

وَ مَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ	اور وہ جدا جدا نہیں ہوئے مگر اِس کے بعد کہ آ چکا تھا اُن کے پاس صحیح علم
بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ	آپس کی ضد کی وجہ سے
وَ لَوۡ لَا کَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ	اور اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے سے طے ہو چکی ہے آپؐ کے ربّ کی طرف سے
اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی	ایک مقرر وقت تک

لَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ	تو یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان
وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ	اور بے شک وہ لوگ جو وارث بنائے گئے کتاب کے اُن کے بعد
لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ ﴿۱۴﴾	یقیناً ایسے شک میں ہیں کتاب کے حوالے سے جو بے چین کرنے والا ہے۔

اہل کتاب نبی اکرم ﷺ کی دعوت اور اُن کے مشن کی حقانیت سے بخوبی واقف تھے۔ اُن کی مخالفت کی وجہ محض ضد، تکبر اور ذاتی مفادات کا تحفظ تھا۔ اُنہیں حسد تھا کہ آخری نبی ﷺ کا ظہور بنی اسمٰعیل میں کیوں ہو گیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے فروغ اور اُن کے مشن کی کامیابی کو اپنی مذہبی چودھراہٹ کے لیے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ اُن کی اِس مخالفت کے منفی اثرات عوام پر پڑ رہے تھے۔ جب وہ دیکھتے تھے کہ انبیاء اور اللہ کی کتابوں کو ماننے والے باہم مخالفت کر رہے ہیں تو اُنہیں انبیاء اور اللہ کی کتابوں کے حوالے سے شکوک و شبہات لاحق ہو رہے تھے۔ وہ اِن ذرائع سے ملنے والی تعلیمات ہی پر شبہات وارد کر رہے تھے ۔ آج بھی مسلک کی بنیاد پر جھگڑے عام لوگوں میں دین کی تعلیمات پر اعتماد کے ختم کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ کسی مسلک کو ترجیح دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن عوام میں اِس کی تبلیغ مناسب نہیں۔

آیت ۱۵

اقامت دین کے مشن پر ڈٹے رہو

فَلِذٰلِکَ فَادۡعُ	سو اِسی کی طرف پھر اے نبیؐ! دعوت دیجئے
وَ اسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ	اور ڈٹے رہیئے جیسا کہ آپؐ کو حکم دیا گیا ہے
وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ	اور پیروی مت کیجئے اُن کی خواہشات کی

وَ قُلۡ اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنۡ کِتٰبٍ	اور فرمایئے میں تو ایمان لایا ہوں اُس پر جو نازل فرمایا ہے اللہ نے کتاب میں سے
وَ اُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَیۡنَکُمۡ	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان
اَللّٰہُ رَبُّنَا وَ رَبُّکُمۡ	اللہ ہی ہمارا ربّ ہے اور تمہارا ربّ ہے
لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَ لَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ	ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال
لَا حُجَّۃَ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ	کوئی جھگڑا نہیں ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان
اَللّٰہُ یَجۡمَعُ بَیۡنَنَا	اللہ جمع کرے گا آپس میں ہمیں
وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۵﴾	اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ وہ مخالفت کی پرواہ نہ کریں، اقامت دین کی جدوجہد پر ڈٹے رہیں اور دوسروں کو بھی اِس مشن میں شرکت کی دعوت دیتے رہیں۔ لوگوں کے مخالفانہ دباؤ کو خاطر میں نہ لائیں اور نہ ہی اُن کی خواہشات کی پیروی کریں۔ اُن سے کہہ دیں کہ قرآنِ حکیم پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ اِس کی تعلیمات کو نافذ کر کے عدل کا نظام جاری وساری کیا جائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔ اگر کوئی اِس مشن میں ہمارا ساتھ نہیں دے رہا بلکہ مخالفت کر رہا ہے تو وہ جان لے کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور اُس کے اعمال اُس کے لیے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کا رب ہے اور وہ ہمیں روزِ قیامت جمع کرے گا۔ وہاں جا کر فیصلہ ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے اور کون حق کا دشمن ہے؟

آیت ۱۶

اقامت دین کی جدوجہد سے گریز کرنے کا انجام

وَ الَّذِیۡنَ یُحَآجُّوۡنَ فِی اللّٰہِ	اور جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں اللہ (کے دین) کے بارے میں
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِیۡبَ لَہٗ	اِس کے بعد کہ قبول کی جا چکی ہے اُس کی دعوت
حُجَّتُہُمۡ دَاحِضَۃٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ	اُن کی دلیل باطل ہے اُن کے ربّ کے نزدیک
وَ عَلَیۡہِمۡ غَضَبٌ	اور اُن پر غضب ہے
وَ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ﴿۱۶﴾	اور اُن کے لیے شدید عذاب ہے۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی عذر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں جو اقامت دین کی جدوجہد سے گریز کر رہے ہیں ۔ اِس حوالے سے اُن کی ہر دلیل باطل اور بے بنیاد ہے۔ اُن کے سامنے ایسے جواں مرد موجود ہیں جو اقامت دین کے عظیم مشن کے لیے مال و جان کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ اِس مشن سے گریز کرنے والوں اور اِس کی مخالفت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو کر رہے گا اور وہ شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۷ تا ۱۸

نزولِ کتاب اور شریعت کا مقصد

اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ	اللہ وہ ہے جس نے نازل کی ہے کتاب حق کے ساتھ اور میزان (عادلانہ شریعت)
وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ ﴿۱۷﴾	اور اے نبیؐ! آپؐ کیا جانیں شاید قیامت قریب ہی ہو۔
یَسۡتَعۡجِلُ بِہَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہَا	جلدی مانگتے ہیں اُسے وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اُس پر
وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡہَا	اور جو ایمان لائے ہیں وہ ڈرنے والے ہیں اُس سے
وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہَا الۡحَقُّ	اور وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے
اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَۃِ	اور سن لو! بے شک وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں قیامت کے بارے میں
لَفِیۡ ضَلٰلٍۢ بَعِیۡدٍ ﴿۱۸﴾	وہ یقیناً بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ایک مقصد کے تحت نازل کی ہے اور اِس کے ذریعہ عادلانہ شریعت دی ہے۔ کتاب اور شریعت کا عطا کیا جانا محض حصولِ ثواب یا ایصالِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ مقصد ہے کتاب و شریعت کی تعلیمات پر عمل اور اُن کا نفاذ۔ جو لوگ ایسا نہیں کر رہے وہ آگاہ ہو جائیں کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے۔ اُس روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ میں نے تمہیں کتاب و شریعت کے ذریعہ جو علم دیا تم نے اُس پر کہاں تک عمل کیا اور اُس کے نفاذ کے لیے کیا کوشش کی؟ اِس حقیقت کا احساس کر کے سچے اہل ایمان ڈرتے رہتے ہیں۔ البتہ آخرت اور اُس میں جو ابدی کے حوالے سے وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو بہت دور کی گمراہی میں ہیں

آیت ۱۹

گھبراؤ نہیں! اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا

ع ۲ ۳

اَللّٰہُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِہٖ	اللہ بہت نرمی کرنے والا ہے اپنے بندوں کے حق میں
یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ	وہ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ ہُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۱۹﴾	وہی بہت قوت والا، بہت زبردست ہے۔

اقامت دین کی جدوجہد کی مخالفت کی شدت کا تصور کر کے انسان گھبراتا ہے۔ پھر اِس راہ میں مال و جان کی قربانیوں کا خیال بھی انسان کے لیے آگے بڑھنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس آیت میں تسلی دے رہا ہے کہ وہ بندوں کا مددگار ہے۔ اُن کی ضرورتوں اور مصلحتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ تم ہمت کر کے اُس کی راہ میں جدوجہد کا آغاز کرو۔ وہ وہاں سے مدد فرمائے گا جہاں سے تم گمان بھی نہیں کر سکتے۔ بے شک وہ بڑی قوت والا اور انتہائی زبردست ہے۔

آیت ۲۰

طلب گار کس کے ہو؟ دنیا کے یا آخرت کے؟

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَۃِ	جو کوئی چاہتا ہے آخرت کی کھیتی
نَزِدۡ لَہٗ فِیۡ حَرۡثِہٖ	ہم اضافہ کرتے ہیں اُس کے لیے اُس کی کھیتی میں
وَ مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا	اور جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی کھیتی
نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا	ہم دے دیں گے اُسے اُس میں سے
وَ مَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ ﴿۲۰﴾	اور نہیں ہوگا اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ۔

اِس آیت میں دنیاداروں کے لیے لرزا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہے ہیں کہ جو فرد آخرت کا طلب گار ہوگا اُس کے لیے آخرت کے اَجر میں خوب سے خوب اضافہ کیا جائے گا۔ البتہ جو بدنصیب دنیا کا طلب گار ہوگا اُسے دنیا میں سے کچھ

مل جائے گا لیکن آخرت میں اُسے کچھ بھی نصیب نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے جملہ معاملات میں آخرت کو ہی مطلوب ومقصود بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۳

نام نہاد پیشواؤں کے احکامات کی پیروی کیوں؟

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ	کیا اُن کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے قانون بنایا ہو اُن کے لیے دین میں
مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ	نہ اجازت دی ہو جس کی اللہ نے
وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ	اور اگر نہ ہوتی فیصلہ شدہ بات
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ	یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا اُنکے درمیان
وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾	اور بے شک جو ظالم ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا	تم دیکھو گے ظالموں کو کہ ڈرنے والے ہوں گے اُس سے جو اُنہوں نے کمایا
وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ	حالانکہ اُس کا وبال پڑنے والا ہے اُن پر
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
فِیۡ رَوۡضٰتِ الۡجَنّٰتِ	وہ جنت کے باغات میں ہوں گے
لَہُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ	اُن کے لیے ہے جو وہ چاہیں گے اپنے ربّ کے پاس
ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ ﴿۲۲﴾	اور یہی بہت بڑا فضل ہے۔
ذٰلِکَ الَّذِیۡ یُبَشِّرُ اللّٰہُ عِبَادَہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	یہ ہے جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے اُن بندوں کو جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنھوں نے عمل کیے اچھے
قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا	اے نبیؐ! فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی اجر
اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی	مگر خیر خواہی کرنا قرابت داری میں
وَ مَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً	اور جو کمائے گا نیکی
نَّزِدۡ لَہٗ فِیۡہَا حُسۡنًا	ہم اضافہ کریں گے اُس کے لیے اُس نیکی میں خوبی کا
اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ﴿۲۳﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا قدر دان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ دین حق اور عادلانہ شریعت عطا فرمادی۔ اِن آیات میں مشرکین سے دریافت کیا جارہا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہستی ایسی ہے جسے کوئی دوسری شریعت دینے کا حق اور اختیار حاصل ہو؟ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرانے کا فیصلہ کر سکتی ہے؟ پھر آخر مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے برخلاف اپنے نام نہاد پیشواؤں کے احکامات کی پیروی کیوں اختیار کرلی؟ یہ ظالم اگر باز نہ آئے تو اُنہیں اپنے مشرکانہ اعمال کی بدترین سزا ملے گی۔ ایسی سزا جسے دیکھ کر ہی اُن کے ہوش اڑ جائیں گے۔ اِس کے برعکس سچے مومن جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا

کر دہ شریعت پر عمل کیا اور اِس کے نفاذ کے حوالے سے قربانیاں دی ہوں گی، ایسے باغات میں ہوں گے جہاں اُن کی ہر خواہش کی تسکین ہو گی۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مکہ والوں کو صاف صاف بتادیں کہ میں تبلیغ دین کا تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ یہ تو قرابت داری کی محبت ہے جس کی وجہ سے میں تمہاری مخالفت کے باوجود تمہیں درد مندی سے سمجھا رہا ہوں۔ جو میری دعوت قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے اعمال کا کئی گنا بڑھا کر شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بہترین قدر دان ہے۔

آیت ۲۴

کیا قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے؟

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اللہ پر جھوٹ
فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِکَ	سو اگر چاہے اللہ مہر کر دے اے نبیؐ! آپؐ کے دل پر
وَ یَمۡحُ اللّٰہُ الۡبَاطِلَ	اور مٹاتا ہے اللہ باطل کو
وَ یُحِقُّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ	اور سچا ثابت کر دیتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے
اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۲۴﴾	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ سیدنا محمد ﷺ نے اِسے خود سے بنالیا ہے۔ مشرکین مکہ دیگر معبودوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑا معبود مانتے تھے۔ کیا اُنہیں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت اور بے انتہا قوت پر ایمان نہیں؟ اگر کوئی شخص اپنی بنائی ہوئی بات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا تو اللہ اُس کے دل پر مہر لگا کر اُسے ایسا کرنے سے محروم کر دے گا۔ پھر وہ جھوٹ کی حقیقت کو واضح کر دے گا اور اُس کے مقابلہ میں سچ نازل فرما کر اُس کی سچائی ثابت کر دے گا۔ قرآنِ

حکیم بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کا برحق کلام ہے اور اُس کا حق ہونا روز بروز نمایاں ہوتا جارہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق اور فضل سے اِس کی تبلیغ کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

دعائیں کن کی قبول ہوتی ہیں؟

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ	اور وہی ہے (اللہ) جو قبول فرماتا ہے توبہ اپنے بندوں کی
وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ	اور درگزر فرماتا ہے برائیوں سے
وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾	اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔
وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور قبول کرتا ہے دعائیں اُن کی جو ایمان لے آئے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ	اور زیادہ دیتا ہے اُنہیں اپنے فضل سے
وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾	اور جو کافر ہیں اُن کے لیے شدید عذاب ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اُن کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور اُن کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اُن کے ہر عمل سے واقف ہے اور ہر نیکی کا اَجر ضرور عطا فرمائے گا۔ البتہ دعائیں وہ اُنہی کی قبول فرماتا ہے جو اُس کی پکار پر لبیک کہہ کر ایمان لائیں اور اُس کی رضا کی خاطر مال و جان کی قربانیاں دے کر اچھے اعمال کریں۔ گویا جو اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اُس کی دعا پوری فرماتا ہے اور اُسے اپنے فضل سے مزید نوازتا ہے۔ اِس کے برعکس جو لوگ ایمان ہی نہیں لاتے یا ایمان لانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے احکامات سے پہلو تہی کرکے عملی کفر کا مظاہرہ کرتے ہیں، اُن کے لیے دعاؤں کی قبولیت تو درکنار بلکہ شدید عذاب ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں

وَ لَوۡ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِہٖ	اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ رزق اپنے بندوں کے لیے
لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ	تو یقیناً وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں
وَ لٰکِنۡ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ	لیکن وہ نازل فرماتا ہے ایک اندازے سے جتنا چاہتا ہے
اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۲۷﴾	بے شک وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔
وَ ہُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ	اور وہی ہے جو نازل فرماتا ہے بارش
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا	اِس کے بعد کہ وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں
وَ یَنۡشُرُ رَحۡمَتَہٗ	اور (وہی) پھیلا دیتا ہے اپنی رحمت
وَ ہُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۲۸﴾	اور وہی مددگار، سب خوبیوں والا ہے۔
وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا
وَ مَا بَثَّ فِیۡہِمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ	اور وہ جو اُس نے پھیلا دیئے ہیں اِن دونوں میں جانداروں میں سے
وَ ہُوَ عَلٰی جَمۡعِہِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾	اور وہ اِن کو جمع کرنے پر، جب چاہے، پوری طرح قادر ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ ہر انسان کی ضرورت اور حال سے واقف ہے اور اُسی کے مطابق اُسے رزق دیتا ہے۔ بارش کے ذریعہ پانی کے ذخائر کی فراہمی اور رزق کی پیداوار بندوں کے لیے اُس کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ بلاشبہ وہی انسان کا بہترین خیر خواہ ہے اور وہی شکر و تعریف کے لائق ہے۔ جب رازق وہ ہے تو پھر اُسی کی اطاعت اور اُسی کے احکامات کا نفاذ ہماری ذمہ داری ہے۔ زمین اور آسمان اُس کی قدرت کی دو بڑی نشانیاں ہیں۔ پھر اِن دونوں میں پیدا کی جانے والی مخلوقات اُس کی قدرت کا بہت بڑا شاہکار ہیں۔ جس اللہ تعالیٰ نے اِن مخلوقات کو پیدا کر کے پھیلا دیا ہے وہ اِن سب کو روزِ قیامت جمع کرنے پر بھی قادر ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

آفات انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں

وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ	اور جو پہنچتی ہے تمہیں کوئی مصیبت
فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ	تو وہ ہوتی ہے اُس کی وجہ سے جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے
وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ﴿۳۰﴾ ع ۳	اور اللہ درگزر فرما دیتا ہے بہت سے گناہوں سے۔
وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ	اور نہیں ہو تم بے بس کرنے والے (اللہ کو) زمین میں
وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۳۱﴾	اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ انسانوں پر جو بھی آفات اور مصائب آتے ہیں وہ اُن کے بعض گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ البتہ بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ پھر انسانوں کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ حفاظتی تدابیر کے ذریعہ خود کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی آفات سے بچا سکیں۔ اُس کے سامنے سب عاجز اور بے بس ہیں۔ مشرکین کے خود ساختہ معبود بھی

اُس کے مقابلے میں اُن کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام آفات و مصائب سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۲ تا ۳۵

بحری جہاز... اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی اور نعمت

وَ مِنۡ اٰیٰتِہِ الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ﴿۳۲﴾	اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تیرنے والے جہاز سمندر میں جیسے ہوں پہاڑ۔
اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ	اگر وہ چاہے تو روک دے ہوا
فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَہۡرِہٖ	تو وہ رہ جائیں کھڑے ہوئے، سمندر کی پشت پر
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۳۳﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر کرنے والا بڑا شکر گزار ہو۔
اَوۡ یُوۡبِقۡہُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا	یا تباہ کر دے اُنہیں اُن گناہوں کی وجہ سے جو اُنہوں نے کمائے
وَ یَعۡفُ عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۳۴﴾	اور وہ در گزر فرما دیتا ہے بہت سے گناہوں سے۔
وَّ یَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا	اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں ہماری

	آیات میں
مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِيۡصٍ ﴿۳۵﴾	نہیں ہے اُن کے لیے کوئی بھاگنے کی جگہ۔

یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے انسانوں کو پہاڑوں جیسے بڑے بڑے سمندری جہاز بنانے کا ہنر سکھایا۔ ایک دور ایسا بھی تھا کہ جب یہ جہاز ہوائوں کے دوش پر چلتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہوائوں کو روک دیتا اور وہ جہاز حرکت نہ کر سکتے۔ اِسی طرح اگر وہ ہوا کی رفتار تیز کر دیتا تو سمندر میں ایسا طوفان آتا کہ جہاز اُس میں ڈوب جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والوں پر یہ حقیقت نہ صرف واضح بلکہ طاری ہو جاتی کہ اُنہیں اُس کے مقابلہ میں بچانے والا کوئی نہیں۔ بلاشبہ ان حقائق میں نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور مصائب پر صبر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن نشانیوں سے اپنی معرفت اوراحسان مندی کی روش اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۹

اقامت دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف

فَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ	پس جو بھی تمہیں دیا گیا ہے کسی چیز میں سے
فَمَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	سو وہ سامانِ عیش ہے دنیا کی زندگی کا
وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى	اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے
لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	اُن کے لیے جو ایمان لائے
وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۳۶﴾	اور جو اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔
وَالَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ	اور وہ لوگ ہیں جو بچتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے

وَ اِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ یَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾	اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔
وَ الَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ	اور جو مانتے ہیں حکم اپنے ربّ کا
وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کرتے ہیں نماز
وَ اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَهُمۡ	اور اُن کا معاملہ طے ہوتا ہے باہم مشورے سے
وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳۸﴾	اور اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں خرچ کرتے ہیں
وَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الۡبَغۡیُ	اور وہ کہ جب بھی واقع ہوتی ہے اُن پر زیادتی
هُمۡ یَنۡتَصِرُوۡنَ ﴿۳۹﴾	تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔

اِن آیات میں اقامت دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے ۹ اوصاف بیان کئے گئے ہیں :

i۔ وہ دنیا کی عارضی اور کم تر نعمتوں کے مقابلہ میں آخرت کی دائمی اور برتر نعمتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

ii۔ وہ اپنے اسباب کی قلت سے مایوس نہیں ہوتے اور باطل کی قوت و کثرتِ وسائل سے مرعوب نہیں ہوتے بلکہ اُن کا مکمل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

iii۔ وہ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

iv۔ وہ غصے یا جذبات کی شدت سے کوئی اقدام نہیں کرتے بلکہ اِن کیفیات میں مخالفین سے درگزر کرتے ہیں۔

v۔ وہ اپنے رب کے ہر حکم پر لبیک کہتے ہیں اور اُس کی فرمانبرداری میں جان و مال کی بازی لگا دیتے ہیں۔

vi۔ وہ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے اور مدد حاصل کرنے کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔

vii۔ وہ باہمی معاملات مشوروں کے ذریعے طے کرتے ہیں۔

viii۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور نفوس کے تزکیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔

xi۔ جب اُن پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ اُس کا بدلہ لیتے ہیں۔

آیات ۴۰ تا ۴۳

برائی کا بدلہ لینے والوں پر کوئی الزام نہیں

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا	اور برائی کا بدلہ برائی ہے اُس جیسی
فَمَنۡ عَفَا وَ اَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ	پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے
اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۰﴾	بے شک وہ پسند نہیں کرتا ظالموں کو۔
وَ لَمَنِ انۡتَصَرَ بَعۡدَ ظُلۡمِہٖ	اور یقیناً جس نے بدلہ لیا اپنے اوپر ظلم کے بعد
فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ سَبِیۡلٍ ﴿۴۱﴾	تو یہ وہ لوگ ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں۔
اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ	بے شک ملامت تو اُنہی پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر
وَ یَبۡغُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ	اور سرکشی کرتے ہیں زمین میں ناحق
اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۴۲﴾	یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَ لَمَنۡ صَبَرَ وَ غَفَرَ	اور یقیناً جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا
اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۳﴾	بے شک یہ یقیناً بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

دعوت کے آداب میں سے ہے کہ برائی کا جواب اچھائی سے دیا جائے تاکہ اِس اعلیٰ اخلاق سے دشمن بھی دوست بن جائے۔ البتہ جب محسوس ہو کہ دعوت واضح ہو جانے کے باوجود مخالفین ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں تو اب اُنہیں راہِ راست پر لانے اور

معاشرہ کو اُن کے ظلم سے محفوظ رکھنے کے لیے اُن کی برائی کا جواب ویسی ہی برائی سے دیا جائے گا۔ اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ برائی کا بدلہ لینے والوں پر کوئی ملامت نہیں۔ ملامت تو اُن کو کی جائے گی جو لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں اور زمین میں فساد مچا رہے ہیں۔ مجرموں کو معاف کر دینا گویا جرائم کے لیے اُن کی حوصلہ افزائی کی صورت ہے اور یہ پورے معاشرے کے ساتھ زیادتی ہے۔ ہاں جب تک اتنی قوت نہیں ہے کہ ظالموں سے اُن کی برائی کا بدلہ لیا جا سکے تو ایسے میں اُنہیں معاف کر دینا ہی باعث اَجر و ثواب ہے اور بلاشبہ یہ بہت ہی ہمت کا کام ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۶

روزِ قیامت ظلم کرنے والوں کا انجام

وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ	اور جسے گمراہ کر دے اللہ
فَمَا لَہٗ مِنۡ وَّلِیٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ	تو نہیں ہے اُس کے لیے کوئی حمایتی اُس کے بعد
وَ تَرَی الظّٰلِمِیۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ	اور تم دیکھو گے ظالموں کو کہ جب وہ دیکھیں گے عذاب
یَقُوۡلُوۡنَ ہَلۡ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِیۡلٍ ﴿۴۴﴾	کہیں گے کیا ہے واپس جانے کی طرف کوئی راستہ؟
وَ تَرٰىہُمۡ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡہَا	اور تم دیکھو گے اُنہیں کہ وہ پیش کیے جائیں گے جہنم پر
خٰشِعِیۡنَ مِنَ الذُّلِّ	جھکے ہوئے ہوں گے ذلت سے
یَنۡظُرُوۡنَ مِنۡ طَرۡفٍ خَفِیٍّ	دیکھتے ہوں گے چھپی نگاہ سے
وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا	کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے

اِنَّ الۡخٰسِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَہۡلِیۡہِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ	بے شک اصل میں خسارے میں جانے والے تو وہ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن
اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابٍ مُّقِیۡمٍ ﴿۴۵﴾	سن لو! بے شک ظالم ہوں گے ہمیشہ رہنے والے عذاب میں۔
وَ مَا کَانَ لَہُمۡ مِّنۡ اَوۡلِیَآءَ یَنۡصُرُوۡنَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	اور نہیں ہوں گے اُن کے کوئی حمایتی جو مدد کریں اُن کی اللہ کے سوا
وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ	اور جسے گمراہ کر دے اللہ
فَمَا لَہٗ مِنۡ سَبِیۡلٍ ﴿۴۶﴾	تو نہیں ہے اُس کے لیے کوئی راستہ۔

جو بد نصیب اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت کرتے ہوئے ظلم و زیادتی کی انتہا کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بطورِ سزا اُن کو ہدایت کے حصول سے محروم کر دیتا ہے۔ روزِ قیامت کوئی بھی اُن کا حمایتی نہ ہو گا۔ جب وہ بدترین عذاب دیکھیں گے تو فریاد کریں گے کہ ہے کوئی بچائو کا راستہ۔ تب وہ ذلت و شرمندگی کی وجہ سے سر اٹھانے کے قابل نہ ہوں گے۔ اہل ایمان اُس وقت کہیں گے اصل نقصان اور گھاٹے میں وہ رہا جس نے خود کو اور اپنے پورے کنبہ کو آخرت کی تیاری سے غافل رکھا۔ ایسے ظالموں کے لیے دائمی عذاب ہو گا اور اُن کے لیے اِس عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاملاتِ زندگی کی ہر سطح پر شریعت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کا ظلم اور زیادتی کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۴۸

اللہ تعالیٰ کی پکار پر لبیک کہو

اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِرَبِّکُمۡ	لبیک کہو اپنے ربّ کی پکار پر
مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ	اِس سے پہلے کہ آئے وہ دن، نہیں ہے ٹلنا جس کا اللہ کی طرف سے
مَا لَکُمۡ مِّنۡ مَّلۡجَاٍ یَّوۡمَئِذٍ	نہ ہو گی تمہارے لیے کوئی پناہ گاہ اُس روز
وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ نَّکِیۡرٍ ﴿۴۷﴾	اور نہ ہو گی تمہارے لیے انکار کی کوئی صورت۔
فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا	پھر اگر وہ رُخ پھیر لیں تو ہم نے نہیں بھیجا اے نبیؐ ! آپؐ کو اُن پر نگران بنا کر
اِنۡ عَلَیۡکَ اِلَّا الۡبَلٰغُ	نہیں ہے آپؐ کے ذمہ مگر پہنچا دینا
وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَۃً	اور بے شک جب بھی ہم چکھاتے ہیں انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت
فَرِحَ بِہَا	وہ خوش ہوتا ہے اُس سے
وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌۢ	اور اگر پہنچتی ہے اُنہیں کوئی مصیبت
بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ	اُس کی وجہ سے جو آگے بھیجا اُن کے ہاتھوں نے
فَاِنَّ الۡاِنۡسَانَ کَفُوۡرٌ ﴿۴۸﴾	تو بے شک انسان بہت ناشکرا (ثابت) ہوتا ہے۔

اِن آیات میں للکارنے کے اسلوب میں دعوت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی پکار پر لبیک کہو۔ اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک ہی پکار سامنے آئی یعنی اُس کے دین کو غالب کرنے کے لیے جدوجہد کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم تاخیر کرتے رہو اور وہ دن آجائے جو پھر ٹلے گا نہیں۔ اِس سے مراد انسان کی موت کا دن بھی ہو سکتا ہے اور روزِ حساب یعنی قیامت کا دن بھی۔ اُس روز انسان کے لیے

کوئی پناہ گاہ نہ ہو گی اور نہ ہی اُس کا کوئی عذر قابلِ قبول ہو گا۔ اِس طرح خبر دار کرنے کے باوجود بھی اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے قانون پر راضی رہیں تو پھر اُن سے زبردستی بات منوانا کسی کی ذمہ داری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اِن باغیوں اور نافرمانوں کی روش عجیب ہے۔ اُس کی عنایات پر تو اتراتے ہیں اور اگر اُنہیں اُن کے جرائم کی سزا دی جائے تو پھر وہ اُس کی ناشکری کرتے ہیں۔ اُن نعمتوں کو بھول جاتے ہیں جو اُس نے پہلے اُنہیں دے رکھی تھیں۔ قصور اپنا ہوتا ہے اور شکوے اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں موت کا دن آنے سے پہلے پہلے اپنے حکم پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۰

کوئی مانے یا نہ مانے، بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے

لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ	وہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے
یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا	عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں
وَ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ﴿۴۹﴾	اور عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹے۔
اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا	یا ملا کر دیتا ہے اُنہیں بیٹے اور بیٹیاں
وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا	اور کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے بانجھ
اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ﴿۵۰﴾	بے شک وہ خوب جاننے والا، بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

آسمانوں اور زمین کا بادشاہِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ یہاں اُسی کی مرضی جاری وساری ہے۔ وہ جو چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے۔ کسی کو اولاد کے طور پر صرف بیٹیاں دیتا ہے، کسی کو صرف بیٹے، کسی کو بیٹیاں اور بیٹے دونوں اور جس کو چاہتا ہے اولاد سے محروم رکھتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہر تخلیق کو جاننے والا اور ہر تخلیق پر قدرت رکھنے والا ہے۔ کوئی انسان اپنی خواہش کے مطابق اپنے لیے اولاد حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اصل اختیار اور بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اے اللہ! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم اپنے دائرۂ اختیار میں بھی تیری بادشاہی جاری وساری کر سکیں۔ آمین!

آیت ۵۱

اللہ تعالیٰ انسان سے کیسے خطاب فرماتا ہے؟

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ	نہیں ہے ممکن کسی انسان کے لیے کہ کلام کرے اُس سے اللہ
اِلَّا وَحۡيًا	مگر وحی کے ذریعہ
اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ	یا پردے کے پیچھے سے
اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا	یا وہ بھیجتا ہے کوئی پیغامبر (فرشتہ)
فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ	پھر وحی کرتا ہے اپنے حکم سے جو چاہتا ہے
اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ﴿۵۱﴾	بے شک وہ بے حد بلند، کمالِ حکمت والا ہے۔

انسان کے لیے ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے براہِ راست کلام کرے اور بندہ اُس کی بات کو سن سکے۔ بندوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے وہ حسب ذیل صورتیں اختیار فرماتا ہے:

i۔ وحی کے ذریعہ یعنی چپکے سے اور تیزی سے کوئی بات انسان کے دل میں ڈال دیتا ہے جیسے سیدنا موسیٰؑ کی والدہ یا سیدنا عیسیٰؑ کے حواریوں کو الہام کیا گیا۔ خواب میں کچھ دکھا دینا بھی اِسی صورت میں شامل ہے۔

ii۔ پردہ کی اوٹ سے جیسے اُس نے شب معراج میں نبی اکرم ﷺ اور کوہِ طور پر سیدنا موسیٰؑ کو شرفِ ہم کلامی بخشا۔

iii۔ فرشتے کے ذریعے سے وہ نبی کے قلب مبارک میں اپنا پیغام ڈال دیتا تھا یا فرشتہ انسانی صورت میں آکر اُس کا حکم نبی تک پہنچا دیتا تھا۔

آیات ۵۲ تا ۵۳

ایمان قرآن کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا	اور اِسی طرح ہم نے وحی کی اے نبیؐ ! آپؐ کی طرف روح اپنے حکم سے
مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ	آپؐ نہیں جانتے تھے کیا ہے کتاب اور نہ یہ کہ کیا ہے ایمان؟
وَلٰكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا	اور لیکن ہم نے بنا دیا اُسے ایک نور
نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ	ہم ہدایت دیتے ہیں اُس کے ذریعہ جسے ہم چاہتے ہیں
مِنۡ عِبَادِنَا	اپنے بندوں میں سے

وَ اِنَّكَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۲﴾	اور بے شک آپؐ یقیناً رہنمائی فرماتے ہیں سیدھے راستے کی طرف۔
صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ	اُس اللہ کے راستے کی طرف جس کے لیے ہے وہ سب جو آسمانوں میں ہے
وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ	اور وہ سب جو زمین میں ہے
اَلَاۤ اِلَی اللّٰہِ تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾ ع	سن لو! اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں تمام معاملات۔

قلبی ایمان کا حصول اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر سے ہوتا ہے۔ آیاتِ آفاقی اور آیاتِ انفسی سے ایمانی کیفیات حاصل ہوتی ہیں لیکن اِس ایمان کی تکمیل آیات قرآنیہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے ایمان کی تکمیل بھی نزولِ قرآن کے ذریعہ ہوئی۔ پھر اِسی قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے احکامات سے آگاہ فرمایا۔ اب نبی اکرم ﷺ وہ مینارۂ نور ہیں جو بھٹکے ہوئے انسانوں کو ایمان اور عمل کی ہدایت پہنچا کر سیدھے راستہ کی طرف لا رہے ہیں۔ اُس اللہ کے راستے کی طرف جس کے اختیار میں پوری کائنات ہے۔ آخر کار روزِ قیامت تمام معاملات اُس کی عدالت میں پیش ہوں گے اور وہی حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔

ع ۵ ۶

سورۂ زخرفِ

توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

اس سورۂ مبارکہ میں توحیدِ باری تعالیٰ کا بیان اور شرک کی مذمت بڑے مؤثر اسلوب میں وارد ہوئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۴ جلال و جمالِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۵ تا ۴۵ مشرکین مکہ کی گمراہیوں کی مذمت
- آیات ۴۶ تا ۵۶ سیدنا موسیٰؑ اور آلِ فرعون کے درمیان کشمکش
- آیات ۵۷ تا ۶۷ سیدنا عیسیٰؑ کی عظمت
- آیات ۶۸ تا ۷۸ اہل جنت اور اہل جہنم کا ذکر
- آیات ۷۹ تا ۸۹ نبی اکرم ﷺ کی مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۴

قرآنِ عربی کی اہمیت

حٰمٓ ①	حا۔ میم۔
وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ②	اور قسم ہے واضح کتاب کی۔
اِنَّا جَعَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا	بے شک ہم نے بنایا ہے اُسے قرآنِ عربی
لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ③	تاکہ تم سمجھ سکو۔
وَ اِنَّہٗ فِیۡۤ اُمِّ الۡکِتٰبِ لَدَیۡنَا	اور بے شک وہ اصل کتاب (لوحِ محفوظ) میں ہے

	ہمارے پاس
لَعَلِیٌّ حَکِیۡمٌ ﴿۴﴾	یقیناً بہت بلند، کمالِ حکمت والا ہے۔

قرآنِ حکیم مقام و مرتبہ کے اعتبار سے بے حد بلند، مضامین کے اعتبار سے انتہائی حکیمانہ اور مفہوم کے اعتبار سے بڑی واضح کتاب ہے۔ اصل کتاب تو اللہ تعالیٰ کے پاس لوحِ محفوظ میں ہے جس کی حقیقت سمجھنا ہمارے لیے ممکن نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت ہمارے فہم کی سرحدوں سے اوپر ہے اِسی طرح اُس کے کلام کا فہم بھی ہمارے لیے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسانِ عظیم فرمایا کہ ہماری ہدایت کے لیے قرآنِ حکیم کو زبانِ عربی کی صورت میں نازل فرما کر سہولت پیدا فرما دی۔ اب انسانوں کے لیے ممکن ہے کہ وہ اُس عظیم کلام کو سمجھ کر اپنی اصلاح کر سکیں اور دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل کر سکیں۔

آیات ۵ تا ۸

مشرکین مکہ کے لیے دھمکی

اَفَنَضۡرِبُ عَنۡکُمُ الذِّکۡرَ صَفۡحًا	تو کیا ہم روک دیں تمہیں نصیحت بھیجنا رُخ پھیرتے ہوئے
اَنۡ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِیۡنَ ﴿۵﴾	کہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔
وَ کَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِیٍّ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۶﴾	اور ہم نے بھیجے کتنے ہی نبی پہلے لوگوں میں۔
وَ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ	اور نہیں آئے اُن کے پاس کوئی نبی
اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۷﴾	مگر وہ اُن کا مذاق اڑاتے رہے۔
فَاَہۡلَکۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡہُمۡ بَطۡشًا	پھر ہم نے ہلاک کر دیا اُنہیں جو زیادہ سخت تھے اِن (مکہ والوں) سے زور میں

وَ مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۸	اور گزر چکی ہے مثال پہلے لوگوں کی۔

مشرکین مکہ کو قرآنِ حکیم کا نزول ناگوار تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن کے جرائم اور مفادات پر ضرب لگانے والی ہدایت نازل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں واضح فرمایا کہ وہ حجت پوری کرنے کے لیے قرآنِ حکیم کی صورت میں نصیحت نازل فرماتا رہے گا۔ سرکش قوموں نے تو ہر دور میں انبیاء اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی ناقدری کی اور اُن کا مذاق اڑایا۔ وہ قومیں قوت اور وسائل میں مشرکین مکہ سے کہیں زیادہ مضبوط تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ مشرکین مکہ بھی اگر باز نہ آئے تو ایسے ہی برے انجام سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۹ تا ۱۴

اللہ سبحانہ تعالیٰ کے احسانات

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ	اور یقیناً اگر آپؐ پوچھیں اُن سے کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟
لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝۹	وہ ضرور کہیں گے پیدا کیا ہے اُنہیں زبردست، سب کچھ جاننے والے نے۔
اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا	اور بنائے تمہارے لیے اِس میں راستے تاکہ تم راہ پاؤ (اپنی منزل کی)
وَ الَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ	اور جس نے نازل کیا آسمان سے پانی ایک اندازے سے
فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا	پھر ہم نے زندہ کیا اُس سے ایک مردہ بستی کو
كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۱	اِسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔

وَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا	اور جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب
وَ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الۡفُلۡکِ وَ الۡاَنۡعَامِ مَا تَرۡکَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾	اور اُس نے بنائیں تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔
لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُہُوۡرِہٖ	تاکہ تم جم کر بیٹھو اُن کی پیٹھوں پر
ثُمَّ تَذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ رَبِّکُمۡ اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ عَلَیۡہِ	پھر یاد کرو اپنے ربّ کی نعمت کو جب تم جم کر بیٹھ جاؤ اُن پر
وَ تَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا	اور کہو پاک ہے وہ جس نے تابع کر دیا ہمارے لیے اِسے
وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ﴿۱۳﴾	اور ہم نہ تھے اُسے قابو میں لانے والے۔
وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾	اور بے شک ہم اپنے ربّ کی طرف یقیناً لوٹ کر جانے والے ہیں۔

مشرکین مکہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور تھے کہ تمام آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اُنہیں متوجہ کیا جارہا ہے کہ وہ نہ صرف خالق ہے بلکہ اُس کے اور بھی کئی احسانات ہیں۔ لہٰذا اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا کھلی ناانصافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل احسانات اِن آیات میں بیان کیے گئے:

i- اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسانوں کے لیے بچھونا بنا دیا تاکہ سہولت سے اُس پر آباد ہوں، تجارتی سرگرمیاں انجام دیں اور زراعتی فوائد حاصل کریں۔

ii- زمین میں اُس نے قدرتی راستے بنا دیئے تاکہ لوگ اپنی مطلوبہ منزلوں تک پہنچ سکیں۔

iii- آسمان سے انسانوں کی مختلف ضروریات کے مطابق پانی نازل فرمایا۔

iv- بارش کے پانی سے مردہ زمین کو زندہ کر کے کیسی کیسی نباتات پیدا فرمائیں۔

v-جو اللہ مردہ زمین سے نباتات نکال سکتا ہے وہ تمام انسانوں کو بھی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے گا تا کہ ظالموں کو اُن کے ظلم کی سزا دی جائے اور مظلوموں اور نیکوکاروں کو بہترین بدلہ دیا جائے۔

vi-اُس نے ہر شے جوڑے کی صورت میں پیدا کی۔ جیسے سمندر کی سواری کشتیاں ہیں اور خشکی کی سواری بڑے بڑے جانور ہیں۔ سواری پر سوار ہو کر ہمیں اُس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ

"پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کر دیا ہمارے لیے اِسے اور ہم نہ تھے اُسے قابو میں لانے والے اور بے شک ہم اپنے ربّ کی طرف یقیناً لوٹ کر جانے والے ہیں"۔

گویا یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ سواری پر ہمارا سفر وقتی ہے لیکن ایک سفر ہماری زندگی کا ہے جو ہمیں آخرت اور پھر وہاں اللہ کے سامنے حاضری کی طرف لے جا رہا ہے۔ اب اگر کوئی شخص سواری پر بیٹھ کر سوچ سمجھ کر یہ دعا پڑھے تو کیا وہ کسی گناہ کے کام کے لیے سفر کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں اور دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۱۹

فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں بیٹیاں نہیں

وَ جَعَلُوۡا لَہٗ مِنۡ عِبَادِہٖ جُزۡءًا	اور اُنہوں نے بنایا اللہ کے لیے اُس کے بندوں میں سے ایک جز (یعنی اولاد)
ع ۱۵ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَکَفُوۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۵﴾	بے شک انسان واقعی کھلا ناشکرا ہے۔
اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخۡلُقُ بَنٰتٍ	کیا اللہ نے بنالیں ہیں اُس میں سے جو وہ پیدا فرماتا ہے بیٹیاں
وَّ اَصۡفٰىکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ ﴿۱۶﴾	اور چن لیا ہے تمہیں بیٹوں کے لیے۔

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا	اور جب خوشخبری دی جائے اُن میں سے کسی کو اُس کی جسے اُس نے بیان کیا رحمٰن کے لیے بطورِ مثال
ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا	ہو جاتا ہے اُس کا چہرہ سیاہ
وَّهُوَ كَظِيۡمٌ ﴿۱۷﴾	اِس حال میں کہ وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔
اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا فِى الۡحِلۡيَةِ	اور کیا وہ (ایسی اولاد ہے) جس کی پرورش کی جاتی ہے زیور میں
وَهُوَ فِى الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ ﴿۱۸﴾	اور وہ جھگڑے میں بات واضح کرنے والی نہیں۔
وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا	اور اُنھوں نے بنا دیا فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں مؤنث
اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ	کیا وہ حاضر تھے اُن کی پیدائش کے وقت ؟
سَتُكۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ	لکھ لی جائے گی اُن کی گواہی
وَيُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۱۹﴾	اور اُن سے پوچھا جائے گا۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ مشرکین مکہ نے اُنہیں اُس کی بیٹیاں قرار دے دیا۔ اولاد باپ ہی کا ایک جزو ہوتی ہے۔ گویا مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اُس کا جزو قرار دینے کا ظلم کیا۔ اُن کا اپنا حال یہ تھا کہ اگر اُن میں کسی کو بیٹی کی ولادت کی بشارت دی جاتی تو غمگیں ہو جاتا۔ اُسے اپنے لیے وہ اولاد پسند نہیں تھی جو زیورات کی طرف مائل ہو۔ اُسے تو وہ اولاد چاہیے تھی جو ہتھیاروں کی طرف راغب ہو اور قبائلی لڑائیوں میں باپ کا ساتھ دے سکے اور بحث مباحثے میں بیان کی جولانیاں دکھا سکے۔ سوال یہ ہے کہ اُنہیں یہ کس نے بتایا ہے کہ فرشتے مؤنث مخلوق ہیں؟ کیا اُن کے پاس اپنے اِن

گمراہ کن تصورات کے لیے کوئی دلیل ہے؟ عنقریب قیامت قائم ہو گی اور گمراہوں سے اُن کی گمراہیوں کے بارے میں باز پرس ہو گی۔

آیات ۲۰ تا ۲۱

اللہ تعالیٰ کا اذن اور ہے، اُس کی رضا اور

وَ قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰهُمۡ	اور اُنہوں نے کہا اگر چاہتا رحمان ہم عبادت نہ کرتے اُن کی
مَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ	نہیں ہے اُن کے پاس اِس کے لیے کوئی علم
اِنۡ هُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ ﴿۲۰﴾	وہ نہیں کرتے مگر قیاس آرائیاں
اَمۡ اٰتَیۡنٰهُمۡ كِتٰبًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ	کیا ہم نے دی ہے اُنہیں کوئی کتاب اِس سے پہلے
فَهُمۡ بِهٖ مُسۡتَمۡسِكُوۡنَ ﴿۲۱﴾	تو وہ اُسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

ہر دور میں مشرکین اپنے شرک کے لیے یہ جواز فراہم کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہمیں شرک سے روک دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس نے دنیا میں انسانوں کو اختیار دے کر بھیجا ہے۔ انسان اگر گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اِس کا اذن بھی اُسی نے دیا ہے لیکن اُس نے انسان کو بتا دیا ہے کہ یہ راستہ مجھے ناراض کرنے والا اور جہنم کی طرف لے جانے والا ہے۔ اِس کے برعکس اگر انسان نیکی کرتا ہے تو وہی اِس کی توفیق دیتا ہے اور اِس پر بہت خوش ہوتا ہے۔ اپنے کسی بھی فعل کے لیے دلیل اُس کی دی ہوئی تعلیمات کو بنانا چاہیے۔ کیا مشرکین اپنے شرک کے حق میں اُس کی تعلیمات میں سے کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں! شرک جیسے جرمِ عظیم کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

آیات ۲۲ تا ۲۵

گمراہیوں کے لیے دلیل... باپ دادا کی پیروی

بَلۡ قَالُوۡۤا اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ	بلکہ اُنھوں نے کہا کہ بے شک ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر
وَّ اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۲۲﴾	اور بے شک ہم اُنہی کے نقش قدم پر ہدایت پانے والے ہیں
وَ کَذٰلِکَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ	اور اِسی طرح ہم نے نہیں بھیجا اے نبیؐ ! آپؐ سے پہلے کسی بستی میں کوئی خبر دار کرنے والا
اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡہَا	مگر کہا اُس کے خوشحال لوگوں نے
اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ	بے شک ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر
وَّ اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ﴿۲۳﴾	اور بے شک ہم اُنہی کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔
قٰلَ اَوَ لَوۡ جِئۡتُکُمۡ بِاَہۡدٰی مِمَّا وَجَدۡتُّمۡ عَلَیۡہِ اٰبَآءَکُمۡ	فرمایا نبی نے اور کیا اگرچہ میں لایا ہوں تمہارے پاس زیادہ سیدھا راستہ اُس سے تم نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو؟
قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ ﴿۲۴﴾	اُنھوں نے کہا بے شک ہم اُس کا، تم بھیجے گئے ہو جس کے ساتھ، انکار کرنے والے ہیں۔
فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡہُمۡ	تو ہم نے بدلہ لیا اُن سے
فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۲۵﴾ ع	پھر دیکھو کیسا ہوا جھٹلانے والوں کا انجام۔

ہر دور میں مشرکین کے سرداروں نے محسوس کیا کہ رسولوں کی دعوت اُن کی چودھراہٹ اور حرام خوریوں کے لیے خطرہ ہے۔ لہٰذا فاسد نظام اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے وہ یہی دلیل دیتے رہے کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے راستے کی پیروی کر رہے ہیں۔ رسولوں نے آکر اُنہیں سمجھایا کہ ہم جو دعوت پیش کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اور مبنی بر حق ہے۔ مشرکین نے رسولوں کی دعوت کو حقارت سے جھٹلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِن جھٹلانے والوں کو بدترین انجام سے دوچار کر کے عبرت بنا دیا۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

دینِ ابراہیمؑ توحیدِ خالص تھا

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ وَ قَوۡمِهٖۤ	اور جب فرمایا ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے
اِنَّنِیۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۶﴾	بے شک میں بیزار ہوں اُن سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔
اِلَّا الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ	سوائے اُس کے جس نے پیدا فرمایا مجھے
فَاِنَّهٗ سَیَهۡدِیۡنِ ﴿۲۷﴾	تو بے شک وہی رہنمائی فرمائے گا میری۔
وَ جَعَلَهَا کَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیۡ عَقِبِهٖ	اور ابراہیمؑ نے بنا دیا اُس (توحید کی بات) کو باقی رہنے والی بات اپنے پچھلوں میں
لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۸﴾	تاکہ وہ (اُس کی طرف) رجوع کرتے رہیں۔

ع ۲ ۱۰ ۸

مشرکین مکہ سیدنا ابراہیمؑ کے ساتھ نسبت پر فخر کرتے تھے۔ اِن آیات میں اُنہیں دعوت دی جا رہی ہے کہ اگر باپ دادا ہی کی پیروی کرنی ہے تو سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسمٰعیلؑ کی پیروی کرو نہ کہ جاہل اسلاف کی۔ سیدنا ابراہیمؑ تو عقیدہ کے اعتبار سے توحیدِ خالص پر تھے۔ اُنہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم کے سامنے صاف صاف اعلان کر دیا تھا کہ میں تمہارے تمام خود ساختہ

معبودوں سے اظہارِ براءت کرتا ہوں۔ میرا معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میرے لیے ہر معاملے میں سلامتی کی راہ نکالتا ہے۔ اُنہوں نے اپنی اولاد کو بھی یہی سیدھی راہ اختیار کرنے کی وصیت کی تھی:

وَوَصّٰی بِهَاۤ اِبۡرٰهٖمُ بَنِیۡهِ وَیَعۡقُوۡبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰی لَكُمُ الدِّیۡنَ فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (البقرہ:۱۳۲)

"اور وصیت کی اِسی (اللہ کی فرمانبرداری) کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی۔ اے میرے بچو! بے شک اللہ نے پسند فرمالیا ہے تمہارے لیے (اپنی فرمانبرداری کا) دین۔ سو تم ہرگز نہ مرنا مگر حالتِ فرمانبرداری میں"۔

آیات ۲۹ تا ۳۲

کیا رسول کسی دولت مند کو ہونا چاہیے؟

بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ	بلکہ میں نے ساز و سامان دیا اِنہیں اور اِن کے باپ دادا کو
حَتّٰی جَآءَهُمُ الۡحَقُّ	یہاں تک کہ آ گیا اِن کے پاس حق
وَرَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۹﴾	اور حق کو واضح کرنے والے رسولؐ۔
وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ	اور جب آ گیا اُن کے پاس حق
قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ	اُنہوں نے کہا کہ یہ جادو ہے
وَاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۰﴾	اور بے شک ہم اِس کا انکار کرنے والے ہیں۔
وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ	اور اُنہوں نے کہا کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن
عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ ﴿۳۱﴾	دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر؟
اَهُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ	اے نبیؐ! کیا وہ تقسیم کرتے ہیں آپؐ کے ربّ کی رحمت

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَهُمۡ مَّعِیۡشَتَهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا	ہم نے تقسیم کی ہے اُن کے درمیان اُن کی روزی دنیا کی زندگی میں
وَ رَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ	اور بلند کیا ہے اُن میں سے کچھ کو دوسروں پر درجوں میں
لِیَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا	تاکہ بنالیں اُن میں سے کچھ دوسروں کو خدمت گار
وَ رَحۡمَتُ رَبِّكَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۲﴾	اور آپؐ کے ربّ کی رحمت بہتر ہے اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

سیدنا ابراہیمؑ کی دعائوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مکہ کو امن والا شہر بنا دیا اور اِس کے رہنے والوں پر رزق کی فراوانی کر دی۔ طویل عرصہ کی خوشحالی نے اُنہیں سیدنا ابراہیمؑ کی تعلیمات سے غافل کر دیا۔ اب جب اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ حق لے کر آئے تو اُنہوں نے بڑے تکبر سے حق کو جھٹلا دیا۔ قرآنِ حکیم کی تاثیر محسوس کی لیکن ضد میں اُسے جادو قرار دے دیا اور نبی اکرم ﷺ پر اُن کی درویشی اور فقر کی وجہ سے اعتراض کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول، مکہ یا طائف کے کسی دولت مند کو ہونا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اہمیت دولت کی نہیں، پاکیزہ کردار کی ہے۔ دولت کی تقسیم کا نظام تو اللہ تعالیٰ نے کاروبارِ دنیا چلانے کے لیے بنایا ہے۔ کچھ لوگ مالدار ہوں اور وہ تنگ دستوں کو معاوضہ دے کر اُن سے کام لے سکیں۔ اگر سب لوگ معاشی اعتبار سے ایک ہی معیار پر ہوتے تو مشقت والے کام کون کرتا؟ محاورہ ہے کہ "میں بھی رانی تو بھی رانی کون بھرے گا پانی"۔ البتہ آخرت میں فیصلہ دولت کی وجہ سے نہیں انسان کے کردار کی سچائی اور پاکیزگی کی وجہ سے ہو گا۔ آیت ۳۲ کا حوالہ دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَیۡنَكُمۡ اَخۡلَاقَكُمۡ كَمَا قَسَمَ بَیۡنَكُمۡ اَرۡزَاقَكُمۡ وَاِنَّ اللّٰهَ لَیُعۡطِی الدُّنۡیَا مَنۡ اَحَبَّ وَمَنۡ لَّا یُحِبُّ وَلَا یُعۡطِی الدِّیۡنَ اِلَّا مَنۡ اَحَبَّ فَمَنۡ اَعۡطَاهُ الدِّیۡنَ فَقَدۡ اَحَبَّهٗ (المستدرک للحاکم)

"بے شک اللہ نے تمہارے درمیان اخلاقی فرق بھی رکھا ہے جیسے تمہارے درمیان رزق تقسیم کیا ہے، اور بے شک اللہ دنیا (کا مال واسباب) اُسے بھی دیتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے اور اُسے بھی دیتا ہے جسے ناپسند کرتا ہے۔ البتہ دین (کا فہم) اُسے ہی عطا کرتا ہے جس کو وہ محبوب رکھتا ہے۔ چنانچہ جسے اللہ نے دین (کا فہم) عطا کیا تو گویا اُسے اللہ نے محبوب رکھا"۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دنیا کی حقیقت

وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً	اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ ہو جائیں گے ایک ہی امت
لَجَعَلۡنَا لِمَنۡ یَّکۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ	یقیناً ہم بنا دیتے اُن کے لیے جو انکار کرتے ہیں رحمان کا
لِبُیُوۡتِہِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّۃٍ	اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی
وَ مَعَارِجَ عَلَیۡہَا یَظۡہَرُوۡنَ ﴿۳۳﴾	اور سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔
وَ لِبُیُوۡتِہِمۡ اَبۡوَابًا	اور اُن کے گھروں کے دروازے
وَّ سُرُرًا عَلَیۡہَا یَتَّکِـُٔوۡنَ ﴿۳۴﴾	اور وہ تخت جن پر وہ ٹیک لگا کر بیٹھتے ہیں۔
وَ زُخۡرُفًا	اور سونے کے بنا دیتے
وَ اِنۡ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا	اور نہیں یہ سب کچھ مگر دنیا کی زندگی کا ساز وسامان
وَ الۡاٰخِرَۃُ عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۵﴾ ع	اور آخرت آپؐ کے ربّ کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دنیا اور دنیا کی آسائشیں انتہائی کم تر ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ "اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی درجہ رکھتی تو وہ کسی کافر کو اُس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا" (ترمذی)۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ دنیا کی لالچ میں کافر ہو جائیں گے تو وہ تمام کافروں کو ایسی دنیا عطا کرتا کہ اُن کے گھروں کی چھتیں، سیڑھیاں، دروازے اور تخت چاندی کے ہو جاتے۔ چاندی کیا بلکہ سونے کے ہو جاتے کیونکہ اِن سب کی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی قیمت نہیں۔ اصل اہمیت اور قدر آخرت کی نعمتوں کی ہے اور یہ نعمتیں اِن ہی کو ملیں گی جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کا طلب گار بننے اور اِس کے لیے اپنی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۳۶ تا ۳۹

شیطان کس پر مسلط کیا جاتا ہے؟

وَ مَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ	اور جو کوئی صرفِ نظر کرتا ہے رحمان کی یاد سے
نُقَیِّضۡ لَہٗ شَیۡطٰنًا	ہم مقرر کر دیتے ہیں اُس پر شیطان
فَہُوَ لَہٗ قَرِیۡنٌ ﴿۳۶﴾	پھر وہ اُس کا ساتھی ہوتا ہے۔
وَ اِنَّہُمۡ لَیَصُدُّوۡنَہُمۡ عَنِ السَّبِیۡلِ	اور بے شک وہ یقیناً اُنہیں روکتے ہیں اصل راستے سے
وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۳۷﴾	اور لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔
حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا	یہاں تک کہ جب وہ غافل انسان آئے گا ہمارے پاس
قَالَ یٰلَیۡتَ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ	کہے گا (شیطان سے) اے کاش! میرے درمیان اور تیرے درمیان دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا
فَبِئۡسَ الۡقَرِیۡنُ ﴿۳۸﴾	تو کیا ہی برا ساتھی ہے۔

ع ۳ ۹

وَ لَنۡ یَّنۡفَعَکُمُ الۡیَوۡمَ اِذۡ ظَّلَمۡتُمۡ	اور ہر گز فائدہ نہ دے گی یہ بات تمہیں آج جبکہ تم نے ظلم کیا ہے
اَنَّکُمۡ فِی الۡعَذَابِ مُشۡتَرِکُوۡنَ ﴿۳۹﴾	بے شک تم سب عذاب میں شریک ہونے والے ہو۔

جو انسان بھی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کے احکامات سے غافل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بطورِ سزا، اُس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے۔ شیطان اُس کا ساتھی بن کر اُسے اللہ تعالیٰ سے مزید دور اور دنیا سے قریب تر کرتا ہے۔ انسان اپنی دنیوی ترقی دیکھ کر خود کو کامیاب سمجھتا ہے۔ البتہ جب یہ دنیادار انسان روزِ قیامت اپنی دنیاداری کا انجام دیکھے گا تو اپنے کیے پر انتہائی نادم ہو گا۔ وہاں اُسے گمراہ کرنے والا شیطان نظر آئے گا اور وہ اُس سے بہت دور بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ البتہ اُس روز کی ندامت فائدہ مند نہ ہو گی۔ اُسے اپنے اوپر مسلط شیطان کے ہمراہ عذاب کا سامنا کرنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی یاد اور اپنے احکامات کا ہر وقت پاس رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۰ تا ۴۵

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ	تو اے نبیؐ! کیا آپ سنا سکیں گے بہروں کو
اَوۡ تَہۡدِی الۡعُمۡیَ	یا ہدایت دے سکیں گے اندھوں کو
وَ مَنۡ کَانَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۴۰﴾	اور اُن کو جو ہیں کھلی گمراہی میں۔
فَاِمَّا نَذۡہَبَنَّ بِکَ	پھر اگر ہم لے ہی جائیں آپؐ کو (اِس دارِ فانی سے)
فَاِنَّا مِنۡہُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۴۱﴾	تو بے شک ہم اُن سے انتقام لینے والے ہیں۔
اَوۡ نُرِیَنَّکَ الَّذِیۡ وَعَدۡنٰہُمۡ	یا ہم ضرور دکھا دیں گے آپؐ کو وہ جس کا ہم نے وعدہ

	کیا ہے اُن سے
فَاِنَّا عَلَیۡہِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ ﴿۴۲﴾	تو بے شک ہم اُن پر قدرت رکھنے والے ہیں۔
فَاسۡتَمۡسِکۡ بِالَّذِیۡۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ	پس مضبوطی سے پکڑے رکھیے اُسے جو وحی کیا گیا ہے آپؐ کی طرف
اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۴۳﴾	بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں۔
وَ اِنَّہٗ لَذِکۡرٌ لَّکَ وَ لِقَوۡمِکَ	اور بے شک وہ نصیحت ہے آپؐ کے لیے اور آپؐ کی قوم کے لیے
وَ سَوۡفَ تُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۴۴﴾	اور جلد ہی تم سے پوچھا جائے گا۔
وَ سۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ	اور پوچھ لیجئے اُن سے جنہیں ہم نے بھیجا تھا آپؐ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے
ع ۱۱ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِہَۃً یُّعۡبَدُوۡنَ ﴿۴۵﴾	کیا ہم نے بنائے تھے رحمٰن کے سوا معبود جن کی عبادت کی جائے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ بلاشبہ دعوت کے مشن کا حق ادا کر رہے ہیں۔ جو لوگ دعوت قبول نہیں کر رہے وہ درحقیقت بہرے اور اندھے ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اُن سے انتقام لے یا آپ ﷺ کے سامنے ہی اُنہیں ملیامیٹ کر دے۔ بہرحال اُنہوں نے توبہ نہ کی تو تباہی سے دوچار ہو کر رہیں گے۔ آپ ﷺ قرآنِ حکیم کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ یہ آپ ﷺ کے لیے اور تمام اہل ایمان کے لیے یاد دہانی کا ذریعہ اور سیدھا راستہ ہے۔ تمام سابقہ رسولوں کی تعلیمات اِس بات پر گواہ ہیں کہ معبودِ حقیقی صرف اور

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اُس کے سوا دیگر معبودوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہی بات حق ہے اور آپ ﷺ بلاشبہ حق کی راہ پر ہیں۔

آیات ۴۶ تا ۵۰
آلِ فرعون کی بدنصیبی

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِہٖ	اور یقیناً ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف
فَقَالَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۶﴾	تو اُنہوں نے کہا بے شک میں تمام جہانوں کے ربّ کا رسول ہوں۔
فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِاٰیٰتِنَاۤ	تو جب وہ لائے اُن کے پاس ہماری نشانیاں
اِذَا ہُمۡ مِّنۡہَا یَضۡحَکُوۡنَ ﴿۴۷﴾	تو وہ اُن پر لگے ہنسنے۔
وَ مَا نُرِیۡہِمۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ	اور ہم نے نہیں دکھائی اُنہیں کوئی نشانی
اِلَّا ہِیَ اَکۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِہَا	مگر وہ بڑی تھی پہلے والی سے
وَ اَخَذۡنٰہُمۡ بِالۡعَذَابِ	اور ہم نے پکڑ لیا اُنہیں عذاب میں
لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾	تاکہ وہ باز آجائیں۔
وَ قَالُوۡا یٰۤاَیُّہَ السّٰحِرُ	اُنہوں نے کہا اے جادوگر!
اُدۡعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَہِدَ عِنۡدَکَ	دعا کرو ہمارے لیے اپنے رب سے اُس کے ذریعہ جو اُس نے عہد کر رکھا ہے تم سے

اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾	بے شک ہم ضرور ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔
فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ	پھر جب ہم ہٹا لیتے اُن سے عذاب
اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ ﴿۵۰﴾	جب ہی وہ عہد شکنی کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ کو آلِ فرعون کی طرف بڑی واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔ اُن بد نصیبوں نے اِن نشانیوں کا مذاق اڑایا اور سیدنا موسیٰؑ کی دعوت کو بڑی حقارت سے رد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بطور سزا اُن پر عذاب بھیجے تا کہ وہ اپنے جرائم پر نادم ہوں اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اُنہوں نے سیدنا موسیٰؑ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے عذاب کے ٹلنے کی دعا کریں۔ اگر عذاب ٹل گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ جب سیدنا موسیٰؑ کی دعا سے عذاب ٹل گیا تو وہ اپنے وعدے سے پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ ایسی مجرمانہ روش سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۱ تا ۵۶

فرعون کا تکبر اور انجام

وَ نَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ	اور ندا لگائی فرعون نے اپنی قوم میں
قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ	اُس نے کہا اے میری قوم! کیا نہیں ہے میرے لیے بادشاہی مصر کی؟
وَ هٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ	اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے تحت
اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۱﴾	تو کیا تم نہیں دیکھتے۔
اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ مَهِيۡنٌ	کیا میں بہتر ہوں اِس سے جو حقیر ہے
وَّلَا يَكَادُ يُبِيۡنُ ﴿۵۲﴾	اور نہیں لگتا کہ واضح بات کرے۔

فَلَوۡ لَاۤ اُلۡقِیَ عَلَیۡهِ اَسۡوِرَةٌ مِّنۡ ذَهَبٍ	تو کیوں نہیں اتارے گئے اُس پر کنگن سونے کے ؟
اَوۡ جَآءَ مَعَهُ الۡمَلٰٓئِکَةُ مُقۡتَرِنِیۡنَ ﴿۵۳﴾	یا کیوں نہیں آتے اُس کے ساتھ فرشتے باہم مل کر۔
فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ	تو اُس نے مت ماردی اپنی قوم کی
فَاَطَاعُوۡهُ	پس اُنھوں نے اطاعت کی اُس کی
اِنَّهُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ﴿۵۴﴾	بے شک وہ فاسق لوگ تھے۔
فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا	پھر جب اُنھوں نے غصہ دلایا ہمیں
اِنۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ	ہم نے انتقام لیا اُن سے
فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۵۵﴾	تو ہم نے غرق کر دیا اُنہیں سب کے سب کو۔
فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا	پھر ہم نے اُنہیں کر دیا گئے گزرے
وَّ مَثَلًا لِّلۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۵۶﴾ ع	اور بنا دیا اُنہیں نمونۂ عبرت بعد میں آنے والوں کے لیے۔

ع ۵ ۱۱

فرعون نے سیدنا موسیٰؑ کی دعوت کی طرف سے قوم کی توجہ ہٹانے کے لیے اپنی قوم سے تکبر آمیز خطاب کیا۔ اُس نے کہا کہ میری شان یہ ہے کہ میں پورے مصر کا بادشاہ ہوں۔ مصر کا پورا نہری نظام میرے اختیار میں ہے۔ میں جب چاہوں پانی روک کر کسی کی کھیتی کو ویران کر سکتا ہوں۔ دوسری طرف موسیٰ ہیں جن کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ وہ اپنی بات بھی صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتے ۔ اگر وہ واقعی اللہ کے رسول ہوتے تو ہر وقت فرشتوں کے گھیرے میں ہوتے اور سونے کے کنگن پہنے ہوئے ہوتے۔ اِس قسم کی گمراہ کن باتوں سے فرعون نے اپنی قوم کو بیوقوف بنادیا۔ وہ فرعون کی پیروی میں سرکشی کی آخری حد کو پہنچ گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سمندر میں غرق کر دیا اور روزِ قیامت تک آنے والوں کے لیے نشانِ عبرت بنادیا۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

مشرکین مکہ کی سیدنا عیسیٰؑ سے دشمنی

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡیَمَ مَثَلًا	اور جب بیان کیا جاتا ہے حضرت مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) کو بطورِ مثال
اِذَا قَوۡمُکَ مِنۡہُ یَصِدُّوۡنَ ﴿۵۷﴾	اے نبیؐ! اُس وقت آپؐ کی قوم اِس پر چلاتی ہے۔
وَ قَالُوۡۤا ءَاٰلِہَتُنَا خَیۡرٌ اَمۡ ہُوَ	اور وہ کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟
مَا ضَرَبُوۡہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا	وہ نہیں بیان کرتے آپؐ کے سامنے یہ بات مگر جھگڑنے کے لیے
بَلۡ ہُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴿۵۸﴾	بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔
اِنۡ ہُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَیۡہِ	نہیں ہیں عیسیٰؑ مگر ایک بندے ہم نے انعام کیا تھا جن پر
وَ جَعَلۡنٰہُ مَثَلًا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۵۹﴾	اور ہم نے بنایا اُنہیں ایک نمونہ بنی اسرائیل کے لیے۔
وَ لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنۡکُمۡ مَّلٰٓئِکَۃً	اور اگر ہم چاہیں تو یقیناً بنا دیں تم میں سے فرشتے
فِی الۡاَرۡضِ یَخۡلُفُوۡنَ ﴿۶۰﴾	جو زمین میں (تمہاری) جانشینی کریں۔

مشرکین مکہ سیدنا عیسیٰؑ کے دشمن تھے۔ اُنہیں غصہ تھا کہ عیسائیوں نے ابرہہ کی قیادت میں شہر مکہ پر حملہ کی کوشش کی تھی۔ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارے معبود فرشتے ہیں جو عیسائیوں کے معبود سیدنا عیسیٰؑ سے بہتر ہیں۔ سیدنا عیسیٰؑ انسان تھے اور کئی بشری کمزوریوں کے حامل تھے۔ اُن کے ماننے والے تو یہ تصور رکھتے ہیں کہ یہود نے سیدنا عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ اللہ نے اِن آیات میں مشرکین مکہ کی سیدنا عیسیٰؑ سے دشمنی کا جواب دیا ہے۔ مشرکین مکہ بلاوجہ سیدنا عیسیٰؑ کے حوالے سے جھگڑ رہے ہیں۔ سیدنا عیسیٰؑ

اللہ تعالیٰ کے بندے تھے۔ بغیر والد کے معجزانہ ولادت، عطا کیے گئے معجزات اور اپنے پاکیزہ کردار کی وجہ سے وہ بنی اسرائیل کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ تو اِس پر بھی قادر ہے کہ تمام انسانوں کو ہلاک کر دے اور اُن کی جگہ فرشتوں کو زمیں میں خلافت عطا کر دے۔ انسانوں کے لیے بہتری اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلافت سے فائدہ اُٹھائیں اور اُس کے احکامات پر عمل کر کے اُس کی رضا اور ہمیشہ ہمیش کی جنت کے حصول کی کوشش کریں۔

آیات ۶۱ تا ۶۲

سیدنا عیسیٰؑ قیامت کی ایک نشانی ہیں

وَ اِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ	اور بلاشبہ عیسیٰ یقیناً ایک نشانی ہیں قیامت کی
فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا	تو تم ہر گز شک نہ کرو اِس میں
وَ اتَّبِعُوۡنِ	اور میرے پیچھے چلو
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿۶۱﴾	یہ سیدھا راستہ ہے۔
وَ لَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ	اور ہر گز نہ روک دے تمہیں شیطان
اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۶۲﴾	بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہ آیات سیدنا عیسیٰؑ کی عظمت کے بیان پر مشتمل ہیں۔ وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ یہودیوں نے اُنہیں صلیب دینے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی حفاظت فرمائی اور اُنہیں آسمان کی طرف اٹھالیا تھا۔ اب وہ قیامت کے قریب زمین پر نازل ہوں گے۔ قیامت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں شک کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ قیامت کے دن کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی کی جائے۔ اُن کی پیروی ہی سیدھا راستہ ہے۔ البتہ شیطان اِس راہ سے

روکنے کی کوشش کرے گا کیونکہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اُس کے حملوں سے ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے اور اپنے سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۳ تا ۶۷

سیدنا عیسیٰؑ کی دعوت

وَ لَمَّا جَآءَ عِیۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ	اور جب لائے عیسیٰؑ واضح نشانیاں
قَالَ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِالۡحِکۡمَۃِ	فرمایا یقیناً میں لایا ہوں تمہارے پاس حکمت
وَ لِاُبَیِّنَ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِیۡہِ	اور تاکہ میں واضح کر دوں تمہارے لیے بعض وہ باتیں تم اختلاف کرتے ہو جن میں
فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۶۳﴾	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور میرا کہنا مانو۔
اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ رَبِّیۡ وَ رَبُّکُمۡ	بے شک اللہ ہی میرا ربّ اور تمہارا ربّ ہے
فَاعۡبُدُوۡہُ	پس عبادت کرو اُس کی
ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ﴿۶۴﴾	یہ سیدھا راستہ ہے۔
فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَیۡنِہِمۡ	پھر اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں

فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا	سو ہلاکت ہے اُن کے لیے جنہوں نے ظلم کیا
مِنۡ عَذَابِ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿۶۵﴾	ایک درد ناک دن کے عذاب سے
ھَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَۃَ	وہ انتظار نہیں کر رہے مگر قیامت کا
اَنۡ تَاۡتِیَہُمۡ بَغۡتَۃً	کہ وہ آ جائے اُن پر اچانک
وَّ ھُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۶۶﴾	اور وہ سوچتے بھی نہ ہوں۔
اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ	جو گہرے دوست ہیں، اُس روز اُن میں سے کچھ دوسروں کے دشمن ہوں گے
اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۶۷﴾ ع	سوائے پرہیزگاروں کے۔

سیدنا عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے واضح معجزات لے کر آئے۔ اُنہوں نے بنی اسرائیل کو انتہائی پُر حکمت وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے توحیدِ باری تعالیٰ کا درس دیا، اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی کی دعوت دی، اُن کے درمیان اختلافات کا حل بیان کیا اور اُن سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا۔ بنی اسرائیل میں سے کچھ اُن کی دعوت پر ایمان لائے اور اکثریت نے اُن کی دعوت کی مخالفت کی۔ روزِ قیامت مخالفت کرنے والوں کو بدترین عذاب کا سامنا کرنا ہو گا۔ اگر مشرکین مکہ ماضی کے اِن واقعات سے سبق حاصل نہیں کر رہے تو آخر کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ وہ انتظار کر رہے ہیں فیصلہ کے دن یعنی روزِ قیامت کا۔ اُس روز صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور اُس کے فرمانبردار ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ اِس کے برعکس نافرمانوں کی کوئی مدد نہ کرے گا اور وہ آپس میں بھی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو لعن طعن کریں گے۔

آیات ۶۸ تا ۷۳

فرمانبرداروں کا حسین انجام

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ	اے میرے بندو! نہیں ہے کوئی خوف تم پر آج
وَ لَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾	اور نہ ہی تم غمگیں ہو گے۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا	وہ جو ایمان لائے ہماری آیات پر
وَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾	اور وہ تھے فرمانبردار۔
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾	داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں، تمہیں عزت دی جائے گی۔
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ	پیش کیے جائیں گے اُن کے سامنے تھال سونے کے اور پیالے
وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ	اور جنت میں ہو گا وہ جو چاہیں گے اُن کے جی
وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ	اور ہو گی آنکھوں کی لذت
وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾	اور تم اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔
وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا	اور یہی وہ جنت ہے تم وارث بنا دیے گئے ہو جس کے
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾	اُس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔
لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾	تمہارے لیے اُس میں بہت سا پھل ہے جس میں سے تم کھاتے ہو۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے انتہائی سکون اور سرور کی کیفیت میں ہوں گے۔ جنت میں اُن کا اور اُن کی بیویوں کا شاندار استقبال ہو گا۔ اُنہیں سونے کی پلیٹوں اور پیالوں میں مرغوب کھانے پیش کیے جائیں گے۔ تمام نفسانی خواہشات کی تسکین

اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا خوب سے خوب تر سامان ہو گا۔ وہ کثرت سے میوے کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں یہ نعمتیں تمہارے اعمال کی وجہ سے دی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۴ تا ۷۸

مجرمین کا برا انجام

اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ﴿۷۴﴾	بے شک مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
لَا یُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ	وہ ہلکا نہ کیا جائے گا اُن سے
وَهُمۡ فِیۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۵﴾	اور وہ اُس میں ناامید ہوں گے۔
وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ	اور ہم نے ظلم نہیں کیا اُن پر
وَلٰكِنۡ كَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۷۶﴾	اور لیکن وہ خود ہی ظالم تھے
وَنَادَوۡا یٰمٰلِكُ لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّكَ	اور وہ پکاریں گے (جہنم پر مامور فرشتے کو) اے مالک! چاہیے کہ کام تمام کر دے ہمارا تمہارا ربّ
قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ﴿۷۷﴾	فرشتہ کہے گا بے شک تم (یہیں) ٹھہرنے والے ہو۔
لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَقِّ	یقیناً ہم لائے تھے تمہارے پاس حق
وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ ﴿۷۸﴾	اور لیکن تم میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے نافرمان مجرم ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلیں گے۔ اُن پر سے عذاب ذرا سی دیر کے لیے بھی نہیں ہٹے گا اور وہ مایوس ہو کر تکلیف جھیل رہے ہوں گے۔ یہ اُن پر ظلم نہیں بلکہ ان کے جرائم کا نتیجہ ہو گا۔ عذاب کی شدت سے بیزار ہو کر جہنم

پر مامور فرشتے "مالک" سے التجا کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اہل جہنم کو موت دے دی جائے تا کہ وہ عذاب سے چھٹکارا پالیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں، اُنہیں مسلسل عذاب کا مزہ چکھنا ہے۔ ہم نے اُن کے سامنے حق واضح کر دیا تھا۔ اُنہوں نے جان بوجھ کر حق کو ناپسند کیا اور جہنم میں جانے کی راہ اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ مجرمین کی روش پر چلنے سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۹ تا ۸۳

مشرکین مکہ کی سازشوں کا جواب

اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا	کیا اُنہوں نے طے کر لی ہے کوئی بات
فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ ﴿۷۹﴾	تو بے شک ہم بھی طے کرنے والے ہیں۔
اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَ نَجۡوٰىهُمۡ	کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے اُن کے راز اور سرگوشیاں
بَلٰی وَ رُسُلُنَا لَدَیۡهِمۡ یَکۡتُبُوۡنَ ﴿۸۰﴾	کیوں نہیں! اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس لکھتے رہتے ہیں۔
قُلۡ اِنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر ہوتی رحمٰن کی کوئی اولاد
فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ ﴿۸۱﴾	تو میں ہوتا سب سے پہلے عبادت کرنے والا (اُس کی)۔
سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	پاک ہے آسمانوں اور زمین کا ربّ

رَبِّ الۡعَرۡشِ	جو عرش کا ربّ ہے
عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۸۲﴾	اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔
فَذَرۡهُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَ یَلۡعَبُوۡا	تو اے نبیؐ! چھوڑیئے اِنہیں فضول بحث کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں
حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَهُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۸۳﴾	یہاں تک کہ ملیں اپنے اُس دن سے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔

مشرکین مکہ تنہائی میں جمع ہو کر نبی اکرم ﷺ کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے سازشی منصوبے تیار کرتے تھے۔ اِن آیات میں اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ ہمارے فرشتے ہر وقت اُن کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور اُن کی ہر بات لکھتے رہتے ہیں۔ اگر اُنہوں نے کوئی سازشی منصوبہ تیار کیا ہے تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کی سازشوں کو ناکام بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اگر واقعی اُس کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے اُس کی بندگی اللہ کے رسول ﷺ کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد کی خواہش و ضرورت سے بالکل پاک ہے۔ وہ پوری کائنات کا مالک اور بادشاہ ہے۔ مشرکین پھر بھی اگر یہ حق تسلیم نہیں کرتے تو جو سیاہ اعمال کرنے ہیں کر لیں، عنقریب روزِ قیامت اِن حرکتوں کا وبال دیکھ لیں گے۔

آیات ۸۴ تا ۸۶

عظمتِ باری تعالیٰ

وَ هُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الۡاَرۡضِ اِلٰهٌ	اور وہی (اللہ) ہے جو آسمان میں معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے
وَ هُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۴﴾	اور وہی کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
وَ تَبٰرَكَ الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	اور بہت برکت والا ہے وہ جس کے لیے بادشاہی ہے

	آسمانوں اور زمین کی
وَمَا بَیۡنَهُمَا	اور اُس کی جو اِن دونوں کے درمیان ہے
وَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ	اور اُسی کے پاس قیامت کا علم ہے
وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۵﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
وَلَا یَمۡلِكُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الشَّفَاعَةَ	اور نہیں اختیار رکھتے وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا شفاعت کا
اِلَّا مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَقِّ	سوائے اُس کے جنہوں نے گواہی دی حق کے ساتھ
وَهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾	اور وہ علم بھی رکھتے ہوں۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عظمت کے حوالے سے حسب ذیل شانیں بیان کی گئیں:

i۔ اللہ تبارک و تعالیٰ معبودِ حقیقی ہے۔ آسمانوں میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی۔ سب کچھ جاننے والا اور کمالِ حکمت والا ہے۔

ii۔ آسمانوں، زمین اور اِن کے درمیان موجود ہر شے پر اُسی کی بادشاہت قائم ہے۔

iii۔ قیامت کا علم صرف اُسی کے پاس ہے۔

iv۔ تمام انسانوں کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

v۔ اُس کی بارگاہ میں کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کی سفارش کرے مگر اللہ تعالیٰ جسے اجازت دے۔ پھر سفارش بھی صرف ایسے شخص کے حق میں کی جاسکے گی جس نے شرک سے بچتے ہوئے پورے یقین کے ساتھ توحید کی گواہی دی ہو۔

آیات ۸۷ تا ۸۹

مشرکین مکہ کی محرومی

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَہُمۡ	اور یقیناً اگر آپؐ پوچھیں اُن سے کہ کس نے پیدا کیا ہے اُنہیں؟
لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ	وہ ضرور کہیں گے اللہ نے
فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۸۷﴾	تو کہاں سے وہ بہکائے جاتے ہیں؟
وَ قِیۡلِہٖ یٰرَبِّ	قسم ہے نبی کے یہ کہنے کی کہ اے میرے ربّ!
اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾	بے شک یہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لا رہے۔
فَاصۡفَحۡ عَنۡہُمۡ	پس اے نبیؐ! در گزر کیجئے اُن سے
وَ قُلۡ سَلٰمٌ	اور فرمایئے سلام
فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۹﴾ ع	پھر جلد ہی وہ جان لیں گے۔

ع ۱۳

مشرکین مکہ سے جب بھی پوچھا جاتا کہ اُن کا خالق کون ہے تو جواب دیتے کہ "اللہ"۔ البتہ اُن کی بد نصیبی اور محرومی یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات اور اُس کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ پر ایمان لانے کو تیار نہ تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے بالآخر اُن سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اِن سے صرفِ نظر کیجئے اور سلام کہہ کر اِن سے جدائی اختیار کر لیجئے۔ وہ عنقریب دیکھ لیں گے کہ ایمان نہ لانے کا انجام کتنا بھیانک ہے۔

سورۂ دخان

مشرکین مکہ کے شبہات کا مؤثر رد

اِس سورۂ مبارکہ میں مشرکین مکہ کے شبہات اور اعتراضات کا بڑا مؤثر رد وارد ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۸ — اللہ تعالیٰ اور شب قدر کی عظمت
- آیات ۹ تا ۱۶ — مشرکین مکہ پر عذاب
- آیات ۱۷ تا ۳۳ — آلِ فرعون پر عذاب
- آیات ۳۴ تا ۴۲ — مشرکین مکہ کے لیے وعید
- آیات ۴۳ تا ۵۹ — جہنم اور جنت کا ذکر

آیات ۱ تا ۸

اللہ تعالیٰ اور شب قدر کی عظمت

حٰمٓ ①	حا۔ میم۔
وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ②	اور قسم ہے واضح کتاب کی۔
اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ	بے شک ہم نے نازل کیا ہے قرآن کو برکت والی رات میں
اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ③	بے شک ہم ہیں خبر دار کرنے والے۔
فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ④	اِس رات میں طے کیا جاتا ہے ہر حکمت والا حکم۔
اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا	حکم ہوتا ہے ہماری طرف سے

اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ۝۵	بے شک ہم ہی بھیجنے والے ہیں (تمام حکم)۔
رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ	رحمت ہے اے نبیؐ! آپؐ کے ربّ کی طرف سے
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝۶	بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	وہی ربّ ہے آسمانوں اور زمین کا
وَ مَا بَيۡنَهُمَا	اور اُن کا بھی جو اِن دونوں کے درمیان ہے
اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ ۝۷	اگر تم یقین کرنے والے ہو۔
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
يُحۡىٖ وَ يُمِيۡتُ	وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے
رَبُّكُمۡ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۸	تمہارا ربّ ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا ربّ ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم لوحِ محفوظ سے دنیوی آسمان پر ایک بابرکت رات یعنی شب قدر میں نازل فرمایا۔ قرآنِ حکیم کے نزول کا مقصد لوگوں کو آخرت کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کرنا ہے۔ شب قدر میں آئندہ سال کے معاملات کے فیصلے متعلقہ فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں۔ ہر فیصلہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رحمت کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف رحم فرمانے والا بلکہ ہر بات کا سننے والا اور ہر معاملہ کا جاننے والا ہے۔ وہی تمام آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ جملہ مخلوقات کی زندگی اور موت اُسی کے اختیار میں ہے۔ وہ صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ ہمارے پچھلے تمام آباء و اجداد کا بھی مالک اور پروردگار ہے۔ بلاشبہ وہی معبودِ حقیقی ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کامل بندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۶

مشرکین مکہ پر عذاب

بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ ۝۹	بلکہ وہ ایک شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔
فَارۡتَقِبۡ	پس اے نبیؐ انتظار کیجئے
یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ۝۱۰	جس روز آسمان لائے گا ایک واضح دھواں۔
یَّغۡشَی النَّاسَ	وہ ڈھانپ لے گا لوگوں کو
هٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝۱۱	یہ دردناک عذاب ہے۔
رَبَّنَا اكۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ	(وہ فریاد کریں گے) اے ہمارے ربّ! دور کردے ہم سے عذاب
اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۲	بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں۔
اَنّٰی لَهُمُ الذِّكۡرٰی	کہاں سے ہو اُنہیں نصیحت؟
وَقَدۡ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ۝۱۳	حالانکہ یقیناً آچکے ہیں اُن کے پاس واضح کرنے والے رسولؐ۔
ثُمَّ تَوَلَّوۡا عَنۡهُ	پھر اُنہوں نے رخ پھیر لیا اُن سے
وَقَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ ۝۱۴	اور کہا (معاذاللہ) وہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔

اِنَّا کَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِیۡلًا	بے شک ہم دور کرنے والے ہیں عذاب تھوڑی مدت کے لیے
اِنَّکُمۡ عَآئِدُوۡنَ ﴿۱۵﴾	بے شک تم دوبارہ وہی کچھ کرنے والے ہو۔
یَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَۃَ الۡکُبۡرٰی	جس دن ہم بڑی سخت گرفت کریں گے
اِنَّا مُنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۱۶﴾	بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں۔

مشرکین مکہ قرآنِ حکیم کی واضح تعلیمات کے حوالے سے شکوک وشبہات کا اظہار کر رہے تھے۔ آخرت کی جوابدہی کی خبر کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے تھے بلکہ اِس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اُنہیں جھنجھوڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اُن پر قحط کا عذاب مسلط کر دیا۔ مزید یہ کہ خشک سالی کی وجہ سے گرد وغبار کے بادل آسمان پر دھوئیں کی صورت میں چھائے ہوئے نظر آتے تھے جن سے عجیب سی خوف کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ تب وہ اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرنے لگے کہ ہم پر سے یہ عذاب ہٹا دیا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اِس قدر پاکیزہ کردار کے حامل رسول ﷺ کی آمد کے باوجود یہ ایمان نہیں لائے بلکہ اُن کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ عذاب دور کر دیا جائے تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ البتہ اگر یہ باز نہ آئے تو ہم اِن سے انتقام لے کر رہیں گے اور اِنہیں روزِ قیامت ایک بڑے عذاب میں گرفتار کر لیں گے۔

آیات ۱۷ تا ۲۲

آلِ فرعون کی مجرمانہ روش

وَ لَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَہُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ	اور یقیناً ہم نے آزمایا تھا اِن سے پہلے فرعون کی قوم کو
وَ جَآءَہُمۡ رَسُوۡلٌ کَرِیۡمٌ ﴿۱۷﴾	اور آئے تھے اُن کے پاس ایک معزز رسول۔
اَنۡ اَدُّوۡۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ	(فرمایا تھا رسول نے) کہ حوالے کر دو میرے، اللہ کے

	بندوں کو
اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۸﴾	بے شک میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔
وَ اَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ	اور یہ کہ سرکشی نہ کرو اللہ کے مقابلے میں
اِنِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۹﴾	بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس واضح دلیل۔
وَ اِنِّیۡ عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَ رَبِّکُمۡ اَنۡ تَرۡجُمُوۡنِ ﴿۲۰﴾	اور میں پناہ پکڑتا ہوں اپنے ربّ اور تمہارے ربّ کی کہ تم سنگسار کر دو مجھے۔
وَ اِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِیۡ	اور اگر تم نہیں مانتے میری بات
فَاعۡتَزِلُوۡنِ ﴿۲۱﴾	تو الگ رہو مجھ سے۔
فَدَعَا رَبَّہٗۤ	پھر اُنہوں نے پکارا اپنے ربّ کو
اَنَّ ہٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ مُّجۡرِمُوۡنَ ﴿۲۲﴾	بے شک یہ مجرم لوگ ہیں۔

آلِ فرعون کی طرف سیدنا موسیٰؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آلِ فرعون نے سیدنا موسیٰؑ کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور اُن کے خلاف اقدام کا منصوبہ بنایا۔ اُنہوں نے سیدنا موسیٰؑ کو رجم کر کے شہید کرنے کی سازش کی۔ سیدنا موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کی کہ یہ مجرم قوم ہے جو حق قبول کرنے پر تیار نہیں۔ میں اِن کے شر اور ناپاک ارادوں کے مقابلہ میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اُنہیں فرعونیوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

آیات ۲۳ تا ۲۹

آلِ فرعون کی ہلاکت

فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ لَیۡلًا	(حکم دیا اللہ نے موسیٰ کو) پس لے کر نکلیئے میرے

	بندوں کو رات کے وقت
اِنَّكُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ ﴿۲۳﴾	بے شک وہ یقیناً وہی ہیں جن کی مدد کی جائے گی۔
وَ اِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۲۴﴾	بے شک آپ لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا۔
وَ اتۡرُكِ الۡبَحۡرَ رَهۡوًا	اور چھوڑ دیجئے گا دریا کو تھما ہوا
اِنَّهُمۡ جُنۡدٌ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۲۴﴾	بے شک وہ لشکر ہیں جو غرق کیئے جانے والے ہیں۔
كَمۡ تَرَكُوۡا مِنۡ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوۡنٍ ﴿۲۵﴾	کتنے ہی وہ چھوڑ گئے باغات اور چشمے۔
وَّ زُرُوۡعٍ	اور کھیتیاں
وَّ مَقَامٍ كَرِيۡمٍ ﴿۲۶﴾	اور عمدہ مقام۔
وَّ نَعۡمَةٍ كَانُوۡا فِيۡهَا فٰكِهِيۡنَ ﴿۲۷﴾	اور ایسی نعمت، وہ تھے جس میں باتیں بنانے والے۔
كَذٰلِكَ وَ اَوۡرَثۡنٰهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۲۸﴾	اِسی طرح ہوا اور ہم نے وارث بنادیا اِن سب کا دوسرے لوگوں کو۔
فَمَا بَكَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ	پھر نہ روئے اُن پر آسمان اور زمین
وَ مَا كَانُوۡا مُنۡظَرِيۡنَ ﴿۲۹﴾ ع	اور نہ وہ ہوئے مہلت پانے والے۔

ع ۱۴ ۲۹

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ ایک مقررہ رات میں اپنی قوم کو لے کر نکل کھڑے ہوں۔ دریا پر عصا ماریں وہ پھٹ جائے گا۔ دریا کے پھٹنے سے جو راستہ وجود میں آئے، اُس پر چل کر دریا کے پار اتر جائیں۔ پھر دریا کو اِسی طرح پھٹا رہنے دیں۔ فرعون اور اِس کے لشکر نے سیدنا موسیٰؑ کا تعاقب شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کے آرام دہ گھروں، قیمتی خزانوں، خوبصورت باغات اور ٹھنڈے چشموں سے نکالا اور پھر اِن نعمتوں سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا۔ وہ تعاقب کرتے ہوئے دریا

تک پہنچے اور دریا کے پھٹنے سے وجود میں آنے والے راستہ پر داخل ہو گئے۔ جب وہ دریا کے بالکل وسط میں پہنچے تو دریا کا پانی مل گیا اور فرعون کا پورا لشکر ہلاک ہو گیا۔ اُن ظالموں کی بربادی سے کائنات کی کسی شے کو افسوس نہ ہوا بلکہ ہر شے نے سکھ کا سانس لیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی آیت ۲۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"روایات میں ہے کہ مومن کے مرنے پر آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اُس کی روزی اترتی تھی یا جس سے اُس کا عمل صالح اوپر چڑھتا تھا۔ اور زمین روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا یعنی افسوس وہ سعادت ہم سے چھن گئی۔ کافر کے پاس عمل صالح کا بیج ہی نہیں، پھر اِس پر آسمان یا زمین کیوں روئے"۔

آیات ۳۰ تا ۳۳

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

وَ لَقَدۡ نَجَّیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُہِیۡنِ ﴿۳۰﴾	اور یقیناً ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو ذلت والے عذاب سے۔
مِنۡ فِرۡعَوۡنَ	فرعون سے
اِنَّہٗ کَانَ عَالِیًا مِّنَ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۳۱﴾	بے شک وہ بڑا سرکش، حد سے گزرنے والوں میں سے تھا۔
وَ لَقَدِ اخۡتَرۡنٰہُمۡ عَلٰی عِلۡمٍ	اور یقیناً ہم نے چن لیا تھا اُنہیں علم کی بنیاد پر
عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۲﴾	تمام جہان والوں سے
وَ اٰتَیۡنٰہُمۡ مِّنَ الۡاٰیٰتِ	اور ہم نے دیں اُن کو نشانیاں
مَا فِیۡہِ بَلٰٓؤٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۳۳﴾	وہ کہ جن میں تھی بڑی واضح آزمائش۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون جیسے ظالم کے ظلم و ستم سے معجزانہ طور پر بچالیا۔ اُس نے اُنہیں چن لیا، پھر اُنہیں وہ انعامات دیے جو تاریخ میں کسی قوم کو بھی عطا نہیں کیے گئے۔ اِن انعامات میں من و سلویٰ کا نزول، ایک ہی پتھر سے پانی کے بارہ چشموں کا پھوٹنا اور بادلوں کا ہر وقت سایہ کیے رکھنا، شامل ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تورات جیسی ہدایت کی نعمت بھی اُن کے لیے نازل فرمائی۔ اِن نعمتوں میں، انعامات کے علاوہ آزمائش بھی تھی۔ آزمائش یہ تھی کہ وہ نعمتیں استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں

۔

آیات ۳۴ تا ۳۷

کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہونا؟

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿۳۴﴾	بے شک یہ لوگ یقیناً کہتے ہیں۔
اِنۡ هِىَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰى	نہیں ہے یہ مگر بس ہماری پہلی موت
وَمَا نَحۡنُ بِمُنۡشَرِيۡنَ ﴿۳۵﴾	اور ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔
فَاۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ	تو لے آؤ ہمارے باپ دادا کو
اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۶﴾	اگر تم سچے ہو۔
اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ	کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم
وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ	اور وہ لوگ جو اِن سے پہلے تھے
اَهۡلَكۡنٰهُمۡ	ہم نے ہلاک کیا اُنہیں
اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۷﴾	بے شک وہ مجرم تھے۔

مشرکین مکہ بڑے تکبر کے ساتھ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے تو ہمارے مر جانے والے آباء واجداد کو زندہ کر کے دکھائے۔ چونکہ اُن کا مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر اعتراض متکبرانہ تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اُسی اسلوب میں جواب دیا۔ ارشاد ہوا کہ یہ مکہ والے زیادہ طاقتور ہیں یا تبع کی قوم یا اُس سے بھی پہلے کی اقوام۔ وہ قومیں زیادہ قوت و اسباب والی تھیں۔ اُنہوں نے بھی موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔ گویا اگر مشرکین مکہ نے بھی اِس جرم سے توبہ نہ کی تو اِن کا بھی برا انجام ہو گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۲

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ضروری ہے

وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾	اور ہم نے پیدا نہیں کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔
مَا خَلَقۡنٰہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ	ہم نے نہیں پیدا کیا اِن دونوں کو مگر بامقصد
وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾	لیکن اُن کے اکثر نہیں جانتے۔
اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِیۡقَاتُہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۰﴾	بے شک فیصلے کا دن اُن کا مقررہ وقت ہے سب ہی کے لیے۔
یَوۡمَ لَا یُغۡنِیۡ مَوۡلًی عَنۡ مَّوۡلًی شَیۡئًا	اُس روز کام نہ آئے گا کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی
ع ۲ ۱۳ ۱۵ وَ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۱﴾ ع	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰہُ	سوائے اُس کے جس پر رحم فرمایا اللہ نے
اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۴۲﴾	بے شک وہی زبردست، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور جملہ مخلوقات بے مقصد پیدا نہیں کیں۔ اِسی طرح اُس نے انسانوں کو بھی اپنی بندگی کے لیے بنایا ہے۔ دنیا کی زندگی میں امتحان ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے اور کون اُس کی نافرمانی کرتا ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ ہر شخص کو اُس کے دنیا کی زندگی کے کردار کے حوالے سے بدلہ دیا جائے۔ اُس روز کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آسکے گا اور نہ کہیں اور سے مدد حاصل کی جاسکے گی۔ کامیاب وہی ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی۔ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے جو چاہے کرے اور ساتھ ہی رحم فرمانے والا بھی ہے کہ جسے چاہے بخش دے۔

آیات ۴۳ تا ۵۰

آخرت میں برا انجام

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾	بے شک زقوم کا درخت۔
طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ	گناہ گار کا کھانا ہے
کَالۡمُہۡلِ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾	پگھلے ہوئے تانبے کی طرح کھولتا ہے پیٹوں میں۔
کَغَلۡیِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾	جیسے کھولتا ہے گرم پانی کا۔
خُذُوۡہُ	(حکم ہوگا) پکڑ لو اِسے
فَاعۡتِلُوۡہُ اِلٰی سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۴۷﴾	پھر دھکیل کر لے جاؤ اِسے بھڑکتی ہوئی آگ کے درمیان میں۔
ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ رَاۡسِہٖ مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۸﴾	پھر اُنڈیلو اِس کے سر پر کچھ کھولتے ہوئے پانی کا عذاب۔

ذُقۡ	(کہا جائے گا) چکھو
اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡكَرِيۡمُ ﴿۴۹﴾	بے شک تم بڑے زبردست، باعزت ہو۔
اِنَّ هٰذَا مَا كُنۡتُمۡ بِهٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾	بے شک یہ ہے وہ جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے روزِ قیامت جہنم میں داخل ہوں گے۔ اِن مجرموں کو کھانے کے لیے زقوم کے درخت کا پھل دیا جائے گا جو پیٹ میں جا کر ابلتے ہوئے گرم پانی کی طرح جوش مارے گا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ اِن مجرموں کو اٹھا کر دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو۔ پھر اُن کے سروں پر کھولتے ہوئے پانی کی دھار ماری جائے گی۔ مجرموں کے سرکش سرداروں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم دنیا میں بڑے زبردست اور معزز سردار بنے پھرتے تھے۔ میری نافرمانی میں سب سے آگے آگے تھے۔ اب چکھو اُن عذابوں کا مزہ، جن کے بارے میں تم شکوک و شبہات میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مجرمانہ روش اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۱ تا ۵۹

فرمانبرداروں کا حسین انجام

اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ مَقَامٍ اَمِيۡنٍ ﴿۵۱﴾	بے شک پرہیزگار امن والی جگہ میں ہوں گے۔
فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ﴿۵۲﴾	باغات اور چشموں میں۔
يَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ	پہنیں گے لباس باریک اور دبیز ریشم کا
مُّتَقٰبِلِيۡنَ ﴿۵۳﴾	آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔
كَذٰلِكَ	اِسی طرح سے ہوگا

وَ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ﴿۵۴﴾	اور ہم نکاح کر دیں گے اُن کا بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔
یَدۡعُوۡنَ فِیۡهَا بِکُلِّ فَاکِهَةٍ اٰمِنِیۡنَ ﴿۵۵﴾	طلب کریں گے وہاں ہر طرح کے میوے اطمینان سے۔
لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡهَا الۡمَوۡتَ	نہیں چکھیں گے وہاں موت
اِلَّا الۡمَوۡتَةَ الۡاُوۡلٰی	سوائے پہلی موت کے (جو آچکی)
وَ وَقٰىهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۵۶﴾	اور اللہ بچالے گا اُنہیں جہنم کے عذاب سے۔
فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكَ	فضل ہے اے نبیؐ! آپؐ کے ربّ کی طرف سے
ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۵۷﴾	یہی ہے شاندار کامیابی۔
فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ	تو بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے اِس قرآن کو آپؐ کی زبان میں
لَعَلَّهُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۸﴾ ع ۳ ۱۲	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
فَارۡتَقِبۡ	پس انتظار کیجئے
اِنَّهُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ع	بے شک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والے روزِ قیامت حسین باغات اور ٹھنڈے پانی کے چشموں سے فیض یاب ہوں گے۔ اُن کا بالائی لباس باریک ریشم کا اور زیریں لباس دبیز ریشم کا ہو گا۔ جنت کی حوروں سے اُن کا نکاح کر دیا جائے گا۔ وہ مرغوب میووں سے لطف اندوز ہوں گے جن کی فراہمی میں کوئی کمی نہ ہو گی۔ وہاں اُن کی زندگی ہمیشہ ہمیش کے لیے ہو گی اور اب کسی موت کا امکان نہ ہو

گا۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے جو اُنہیں عطا ہو گا۔ آخر میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ کی مبارک زبان سے اِس قرآنِ عربی کی تعلیمات کا سمجھنا لوگوں کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی بدنصیب آپ ﷺ کی دعوت کو ٹھکرا رہا ہے تو وہ کس بات کا منتظر ہے؟ کیا آخرت کا کہ جس روز فیصلہ سنا دیا جائے گا؟ اے نبی ﷺ! انتظار فرمایئے اُس وقت کا جب کہ حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے۔

سورۃ اَلْجَاثِیَۃِ

کافروں پر اتمام حجت

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور و فکر کی دعوت، بنی اسرائیل کی روش کے بیان، مختلف اعتراضات کے جوابات اور آخرت کے احوال کا نقشہ کھینچ کر کافروں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا گیا ہے اور اُن پر حجت تمام کر دی گئی ہے

۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۵ — آیاتِ الٰہی سے اعراض کا انجام
- آیات ۱۶ تا ۲۲ — شریعت کی پیروی کا حکم
- آیات ۲۳ تا ۲۶ — خواہشات پرستوں کی مذمت
- آیات ۲۷ تا ۳۷ — احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۶

آیاتِ الٰہی کا بیان

حٰمٓ ①	حا۔ میم۔
تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②	نازل کیا جانا ہے اِس کتاب کا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ③	بے شک آسمانوں اور زمین میں یقیناً نشانیاں ہیں مومنوں کے لیئے۔
فَنَادَوْا وَ فِيْ خَلْقِكُمْ	اور تمہارے پیدا کرنے میں

وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ	اور اُن میں جو اللہ نے پھیلا دیئے ہیں جانداروں میں سے
اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۴	نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ	اور رات اور دن کے بدلنے میں
وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ	اور جو نازل فرمایا ہے اللہ نے آسمان سے رزق میں سے
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	پھر زندہ کیا اُس کے ذریعہ زمین کو اُس کی موت کے بعد
وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ	اور ہوائوں کے بدلنے میں
اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۵	نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ	یہ اللہ کی آیات ہیں
نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ	ہم تلاوت کرتے ہیں اِنہیں اے نبیؐ! آپؐ پر حق کے ساتھ
فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶	تو کس بات پر اللہ اور اُس کی آیات کے بعد وہ ایمان لائیں گے؟

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی تین قسم کی آیات (نشانیوں) کا ذکر ہے:

i ۔ آیاتِ آفاقی میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق، زمین پر بسنے والے مختلف جان دار، رات اور دن کا نظام، آسمان سے برسنے والی بارش، بارش سے زمین کا زندہ ہونا اور بدلنے والی ہوائوں کا تذکرہ ہے۔ بلاشبہ ان آیات پر غور و فکر سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے

حق مری دسترس سے باہر ہے

حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

ii۔ آیاتِ انفسی، یعنی انسان اگر اپنی ذات پر غور و فکر کرے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے

ستم است گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو سمن درا

توزِ غنچہ کم نہ دمیدۂ ای درِ دل کشا بہ چمن درا

"بڑے ستم کی بات ہے کہ تمہیں باہر جا کر باغات اور پھولوں کی سیر کی خواہش ہے۔ تم بذات خود ایک غنچہ سے کم نہیں ہو، ذرا دل کا دروازہ کھولو اور اندر کے چمن کی سیر کرو"۔

iii۔ آیاتِ قرآنیہ جو مکمل حق ہیں اور انسان کے دل سے زنگ اور پردے ہٹا کر اُسے معرفت ربانی سے بھر دیتی ہیں۔ پھر قرآن حکیم ہی وہ آخری چیز ہے جس کے ذریعہ سے کوئی شخص ایمان اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نعمت پا سکتا ہے۔

آیت ۶ میں پوچھا گیا کہ یہ سب تو اللہ اکیلے ہی کی نشانیاں ہیں، اب اگر تم اِن پر ایمان نہیں لاتے تو ان کے علاوہ کسی دوسری ہستی کی بھی کچھ نشانیاں ہیں جو اِن سے بڑھ کر ہوں اور تم اللہ کو چھوڑ کو اُس کی نشانیوں اور اُس کے کلام پر ایمان لانا چاہتے ہو؟

آیات ۷ تا ۱۱

آیاتِ الٰہی سے اعراض کی سزا

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝	تباہی ہے ہر انتہائی جھوٹے گناہ گار کے لیئے۔
يَسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ	وہ سنتا ہے اللہ کی آیات جو تلاوت کی جاتی ہیں اُس پر
ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا	پھر وہ اڑا رہتا ہے تکبر کرتے ہوئے گویا اُس نے سنا ہی نہیں اُن آیات کو

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۸	سوائے نبیؐ! بشارت دیجئے اُسے دردناک عذاب کی۔
وَ اِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْـًٔا	اور جب وہ جان لیتا ہے ہماری آیات میں سے کچھ
اِتَّخَذَهَا هُزُوًا	بناتا ہے اُس کا مذاق
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝۹	یہی لوگ ہیں جن کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔
مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ جَهَنَّمُ	اُن کے آگے جہنم ہے
وَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْـًٔا	اور کام نہیں آئے گا اُن کے وہ جو اُنھوں نے کمایا کچھ بھی
وَ لَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ	اور نہ ہی وہ جو اُنھوں نے بنائے اللہ کے سوا حمایتی
وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝۱۰	اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
هٰذَا هُدًى	یہ ہدایت ہے
وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ	وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اپنے ربّ کی آیات کا
لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝۱۱ ع ۱۱ ۱۷	اُن کے لیے دردناک عذاب ہے سختی کا۔

اِن آیات میں اُن بدنصیبوں کے لیے شدید وعید ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات سننے کے باوجود اپنے کفر پر اڑے رہتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اُس کی آیات کو سمجھنے کے بعد اُن پر اعتراضات کرتے اور اُن کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا، دردناک اور ذلت والا عذاب ہے۔ اُن کی کوئی نیکی بھی اُن کے کام نہ آئے گی اور نہ ہی کسی کی سفارش اُنہیں فائدہ پہنچائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی مجرمانہ روش اور ایسے برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۳

تسخیرِ کائنات کی بشارت

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ	اللہ وہ ہے جس نے تابع کر دیا ہے تمہارے لیے سمندر کو
لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ	تاکہ چلیں کشتیاں اُس میں اللہ کے حکم سے
وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ	اور تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل میں سے
وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾	اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔
وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ	اور اُس نے تابع کر دیا تمہارے لیے اُس کو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب کے سب کو اپنی طرف سے
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کریں۔

ہم پر اُس اللہ سبحانہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے جس نے وسیع و عریض سمندر انسانوں کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ بڑی بڑی بحری کشتیاں اور جہاز ایجاد کر کے انسان سمندر کو کس قدر بڑے پیمانے پر اسباب کے نقل و حمل، تجارتی مقاصد اور صحت افزا گوشت کے حصول کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اِس کی گہرائیوں سے کیسے کیسے قیمتی موتی اور مونگے حاصل کرتا ہے۔ صرف سمندر ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی ہر شے انسانوں کے لیے مسخر کر دی ہے یعنی کائنات کی ہر شے کو انسان استعمال میں لا کر فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اِن آیات میں بیان کیے گئے حقائق جدید سائنسی ترقی کی بنیاد بن گئے۔ مسلمانوں نے غور و فکر کر کے کئی

مظاہرِ قدرت کو دریافت کیا، تسخیر کیا اور پھر ایجادات کے ذریعے اپنے مقاصد اور سہولیات کے لیے استعمال کیا۔ البتہ رفتہ رفتہ ہم نے تحقیق و جستجو کی یہ نعمت اہل مغرب کو منتقل کی اور خود غافل ہو گئے، بقول اقبال

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دین سے بھی دور ہوئے اور دنیا میں بھی پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احساسِ زیاں عطا فرمائے اور اپنے جملہ معاملات کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۱۵

کافروں کے بارے میں جلدی نہ کرو

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے نبیؐ! فرمایئے اُن سے جو ایمان لائے ہیں
یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ	کہ وہ در گزر کریں اُن لوگوں سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی
لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾	تاکہ اللہ بدلہ دے کسی قوم کو اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ	جس نے عمل کیا اچھا تو وہ اُسی کے لیے ہے
وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا	اور جس نے کی برائی سو وہ اُسی پر ہے
ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾	پھر اپنے ربّ کی طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔

کافروں کی ہٹ دھرمی اور ظلم و ستم کی وجہ سے بعض مسلمان خواہش رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جلد اُنہیں اُن کے جرائم کی سزا دے دے۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو صبر کرنے کی تلقین کی گئی۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ عنقریب روزِ جزا آنے والا ہے جس میں ہر

انسان کو اُس کے کیے کا بدلہ دے دیا جائے گا۔ جو اچھا عمل کرے گا وہ اپنی ہی عاقبت سنوارے گا اور جو برا عمل کرے گا وہ اپنی ہی بربادی کا سامان کرے گا۔ آخر کار سب لوگ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو کر اپنے اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھ لیں گے۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

نبی اسرائیل کی بدنصیبی

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ	اور یقیناً ہم نے دی بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت
وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ	اور رزق دیا اُنہیں پاکیزہ چیزوں میں سے
وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۱۶	اور فضیلت دی اُنہیں تمام جہان والوں پر۔
وَ اٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ	اور ہم نے دیئے اُنہیں واضح احکامات دین کے معاملے میں
فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ	پھر اُنہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اِس کے بعد کہ آ گیا اُن کے پاس صحیح علم
بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ	سرکشی کرتے ہوئے آپس میں
اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	بے شک تمہارا ربّ فیصلہ کرے گا اُن کے درمیان قیامت کے دن
فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۱۷	اُس کے بارے میں جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو چن لیا تھا۔ اُن میں نبوت جاری کی، اُنہیں عادلانہ شریعت دی اور حکومت، بہترین مادی رزق اور نعمتوں سے نوازا۔ اُنہوں نے باہم ضد اور ایک دوسرے پر برتری کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے اختلاف کر کے تفرقہ پیدا کیا اور اپنی اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فیصلہ فرمادے گا کہ اُن میں سے کون حق پر تھا اور کون گمراہی پر۔

آیات ۱۸ تا ۲۰

اب مسلمانوں کی آزمائش ہے

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ	پھر اے نبیؐ! ہم نے لگادیا آپؐ کو ایک واضح راستے پر (دین کے) معاملہ میں
فَاتَّبِعْهَا	پس آپؐ پیروی کیجئے اِس راستے کی
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور پیروی نہ کیجئے اُن کی خواہشات کی جو جانتے نہیں ہیں۔
اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا	بے شک وہ کام نہ آسکیں گے آپؐ کے اللہ کے سامنے کچھ بھی
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ	اور بے شک ظالم کہ اُن میں سے کچھ ساتھی ہیں دوسروں کے
وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ ساتھی ہے پرہیزگاروں کا۔
هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ	یہ آنکھیں کھولنے والی دلیلیں ہیں لوگوں کے لیئے
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾	اور ہدایت اور رحمت ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل تو اپنی ناشکری اور سرکشی کی وجہ سے ناکام ہو گئے۔ اب ہم مسلمانوں کی آزمائش کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتاب اور عادلانہ شریعت دی ہے۔ اب ہماری خیر اِسی میں ہے کہ شریعت پر عمل کریں، اِسے نافذ کریں اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی راہ پر نہ چلیں۔ خواہشات کی پیروی کرنے والے گمراہ لوگ باہم متحد ہیں۔ ہمیں بھی شریعت پر عمل اور اِس کے نفاذ کے مقصد کے لیے متحد ہونا چاہیے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہو گی اور ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تو بصیرت افروز ہدایات ہمیں عطا فرما دی ہیں اب ہمیں چاہیئے کہ انفرادی و اجتماعی سطح پر اِن پر عمل کر کے سعادت کا راستہ اختیار کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۲

کیا شریعت پر عمل کرنا اور نہ کرنا برابر ہے؟

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ	کیا سمجھا ہے اُن لوگوں نے جو ارتکاب کر رہے ہیں برائیوں کا
اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	کیا ہم کر دیں گے اُنہیں اُن لوگوں کی طرح جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ	برابر ہو گا اُن کا جینا اور مرنا؟
سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۲ ۱۰ ۱۸	برا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔
وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ	اور پیدا کیا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بامقصد
وَلِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ	اور تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اُس کا جو اُس نے کمایا
وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

شیطان دھوکہ دیتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ بڑی وسیع رحمت والا ہے لہٰذا وہ تو معاف کر ہی دے گا۔ گویا شریعت پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے برابر ہے، اللہ تعالیٰ سب ہی کو معاف فرما دے گا۔ اِن آیات میں اِس تصور کی زور دار نفی کی گئی۔ ایسے تصورات کو انتہائی گمراہ کن قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے بامقصد بنائی ہے۔ انسانوں کا مقصد ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی یعنی اُس کی عطا کردہ شریعت پر عمل کرنا۔ جو اپنا یہ مقصدِ تخلیق پورا کرے گا سرخرو ہو گا۔ جو یہ مقصد پورا نہیں کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوڑا کرکٹ ہے اور اِسی لائق ہے کہ اُسے جہنم کی آگ میں جلنے کے لیے ڈال دیا جائے۔ مرتے دم تک جن کا جینا یکساں نہ رہا، موت کے بعد اُن کا انجام کیسے یکساں ہو سکتا ہے؟ اگر نیک انسان کو اُس کی نیکی کا اجر نہ ملے، اور ظالم کو اُس کے ظلم کی سزا نہ دی جائے، اور مظلوموں کی کبھی دادرسی نہ ہو تو یہ ظلم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ظلم ہرگز نہیں کرے گا۔

آیت ۲۳

نفس کی غلامی بھی شرک ہے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ	پھر کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے بنالیا ہے اپنا معبود اپنی خواہشاتِ نفس کو
وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ	اور گمراہ کر دیا اُسے اللہ نے باوجود علم کے
وَ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ	اور مہر کر دی اُس کے کان اور دل پر
وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً	اور ڈال دیا ہے اُس کی آنکھ پر پردہ
فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ	پس کون ہدایت دے گا اُسے اللہ کے بعد
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اِس آیت میں اُن لوگوں کی مذمت ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ واضح کیا گیا کہ یہ لوگ بھی شرک کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ اُن کا معبود اللہ تعالیٰ نہیں نفس ہے۔ جو اُن کے جی میں آتا ہے وہی عمل کرتے ہیں خواہ وہ عمل حلال ہو یا حرام ۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کے بجائے نفس کی اطاعت کرتے ہیں، بقول مولانا روم

نفس ما ہم کم تر از فرعون نیست لیک اُورا عون ایں را عون نیست

"ہمارا نفس کسی طرح بھی فرعون سے کم نہیں لیکن اُس کے پاس لشکر تھا (لہٰذا اُس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا) ہمارے نفس کے پاس لشکر نہیں (اِس لیے یہ بظاہر خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا)"۔ بعض بد نصیب علم رکھنے کے باوجود نفس پرستی کرتے ہیں۔ اِس سے مراد علماء سو بھی ہیں جو اپنی خواہشات کی تائید کے لیے شریعت سے خود ساختہ تاویلیں، جواز یا حیلے تراشتے ہیں۔ اِن کے بارے میں اقبال نے کہا

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

اور اہل علم سے مراد وہ سائنس دان بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے بڑے بڑے مظاہرِ قدرت کی تاثیر دیکھی لیکن بد نصیب خالق کی معرفت سے محروم رہے، بقول اقبال

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک، سحر کر نہ سکا
اپنے افکار کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

آیات ۲۴ تا ۲۶

دہریت کی گمراہی... اللہ اور آخرت، دونوں کا انکار

وَقَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا	اور اُنھوں نے کہا نہیں ہے وہ مگر صرف ہماری دنیا کی زندگی
نَمُوْتُ وَنَحْیَا	ہم یہاں مرتے ہیں اور جیتے ہیں
وَمَا یُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ	اور ہلاک نہیں کرتا ہمیں مگر زمانہ
وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ	نہیں ہے اُن کے پاس اِس بارے میں کوئی علم
اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾	وہ نہیں ہیں مگر یہ کہ گمان کرتے ہیں۔
وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر ہماری واضح آیات
مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ	نہیں ہوتی اُن کی دلیل
اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ	مگر وہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادا کو
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾	اگر تم سچے ہو۔
قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے اللہ ہی زندگی دیتا ہے تمھیں
ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ	پھر وہ موت دے گا تمھیں
ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ	پھر وہ جمع کرے گا تمھیں قیامت کے دن
لَا رَیْبَ فِیْهِ	نہیں ہے کوئی شک جس میں

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ع ۳ ۵ ۱۹

ہر دور میں قلیل تعداد میں ایسے گمراہ لوگ رہے ہیں جو سرے سے اللہ تعالیٰ کے وجود ہی کے قائل نہیں ہوتے اور لہٰذا آخرت کو بھی نہیں مانتے۔ یہ گمراہ لوگ دہریے کہلاتے ہیں۔ اُن کا تصور یہ ہے کہ زندگی صرف یہی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم مادی اسباب سے پیدا ہوئے اور اب اسباب ہی سے مر جائیں گے۔ وہ اپنے تصورات محض گمان کی بنیاد پر پیش کرتے ہیں اور اُن کے پاس ثبوت کے طور پر کوئی دلیل نہیں۔ ایسے لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کی آیات، جو فطرتِ انسانی کی ترجمان ہیں، پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اچھا ہمارے مردہ آباء واجداد کو زندہ کر کے دکھائو۔ جواب دیا گیا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا ہے اور زندہ رکھا ہوا ہے۔ وہ تمہیں موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کر کے ایک ایک عمل کا حساب لے گا۔ تم مانو یا نہ مانو، حقیقت یہی ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

گمراہ کن تصورات دینے والے برباد ہوں گے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ	اور جس روز قائم ہو گی قیامت
يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾	اُس روز خسارے میں جائیں گے اہل باطل۔
وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً	اور تم دیکھو گے ہر امت کو گھٹنوں کے بل گری ہوئی
كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا	ہر امت کو بلایا جائے گا اُس کے نامۂ اعمال کی طرف
اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾	آج تم بدلے میں دیے جاؤ گے وہی جو تم کیا کرتے تھے۔
هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ	یہ ہماری کتاب ہے جو بولتی ہے تم پر حق کے ساتھ

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾	بے شک ہم لکھواتے جاتے تھے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ کائنات کا بادشاہِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ لوگوں سے اعمال کا حساب لینے کے لیے قیامت قائم فرمائے گا۔ جھوٹے تصورات دینے والے اُس روز خسارے میں ہوں گے۔ ہر امت عاجزی کے ساتھ گھٹنوں کے بل اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہو گی۔ ہر انسان کا حساب اُس کے نامۂ اعمال کے مطابق ہو گا اور اُسی کے مطابق اُسے بدلہ ملے گا۔ نامۂ اعمال میں درج ہر بات درست ہو گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کامل کی بنیاد پر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۳

روزِ قیامت اچھا اور برا انجام

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پھر وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیئے اچھے
فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ	تو داخل فرمائے گا اُنہیں اُن کا ربّ اپنی رحمت میں
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾	اور یہی ہے واضح کامیابی۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ	(اُن سے پوچھا جائے گا) تو کیا میری آیات تلاوت نہیں کی جاتی تھیں تمہارے سامنے؟
فَاسْتَكْبَرْتُمْ	پھر تم نے تکبر کیا

وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾	اور تم مجرم لوگ تھے۔
وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ	اور جب کہا جاتا تھا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا	اور جو قیامت ہے، نہیں کوئی شک اُس میں
قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ	تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کیا ہے قیامت
اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا	ہم نہیں کرتے اُس کا مگر بہت تھوڑا سا گمان
وَ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾	اور ہم نہیں ہیں اُس کا پورا یقین کرنے والے۔
وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا	اور ظاہر ہو جائیں گی اُن کے لیے برائیاں اُس کی جو اُنھوں نے عمل کیا
وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور گھیر لے گی اُنھیں وہ چیز جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تعلیمات پر ایمان لائے اور اُن کے مطابق عمل کیا، اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا ۔یہی ہے بالکل واضح کامیابی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے، آمین۔اِس کے برعکس جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا وہ سخت گرفت میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر فرد جرم عائد کرتے ہوئے فرمائے گا کہ تم نے میری آیات کو بڑے تکبر سے جھٹلایا اور میری نافرمانی کرتے ہوئے بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کیا۔ آخرت کا انکار کیا اور صاف کہا کہ ہمیں اُس کے واقع ہونے کا یقین ہی نہیں۔ اب آخرت واقع ہو چکی ہے اور تمہارے جرائم بھی تمہارے سامنے آ چکے ہیں۔ اب وہ عذاب تمہیں گھیر لے گا جسے تم نے مذاق سمجھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اِس انجام بد سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۴ تا ۳۷

مجرمین کے لیے حسرت ناک بیان

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ	اور کہا جائے گا کہ آج کے دن ہم نے تمہیں نظرانداز کر دیا ہے
كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا	جیسے تم نے بھلا دیا تھا اِس دن کے ملنے کو
وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ	اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے
وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾	اور نہیں ہے تمہارا کوئی مددگار۔
ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا	یہ اِس لیے کہ تم نے بنالیا تھا اللہ کی آیات کو مذاق
وَغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	اور دھوکہ دیا تمہیں دنیا کی زندگی نے
فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا	سو آج وہ نہیں نکالے جائیں گے آگ سے
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾	اور نہ ہی اُنہیں توبہ کا موقع دیا جائے گا۔
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ	پس اللہ ہی کے لیے ہے کل شکر
رَبِّ السَّمٰوٰتِ	جو آسمانوں کا ربّ ہے
وَرَبِّ الْاَرْضِ	اور زمین کا ربّ ہے
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾	تمام جہانوں کا ربّ ہے۔
وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اور اُسی کے لیے ہے بڑائی آسمانوں اور زمین میں
ع ۴ ۱۱ ۲۰ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔

مجرمین جب جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں اِسی طرح سے نظر انداز کر دیا جیسے تم نے روزِ قیامت کے حساب کتاب کو بھلا رکھا تھا۔ تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہیں کہیں سے مدد نہ ملے گی۔ تم میری آیات کا مذاق اڑاتے رہے اور دنیا کی زندگی کے دھوکہ میں آ گئے۔ اب نہ تمہیں کوئی رحم کی اپیل کرنے کی اجازت ہے اور نہ ہی تمہارا اِس عذاب سے نکلنے کا کوئی امکان ہے۔ ظالموں کا یہ انجام مظلوموں کے لیے باعث تسکین ہو گا۔ اِسی لیے آخری آیات میں اللہ تعالیٰ کے لیے شکر اور بڑائی کا مضمون وارد ہوا ہے۔ یعنی اُس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو بلاشبہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اُس کی بڑائی جاری وساری ہے اور وہ مظلوموں کی خوب داد رسی کرنے والا ہے۔ ظالموں کو اُن کے ظلم کی قرار واقعی سزا دے کر اُس نے مظلوموں کے سینے کو کیا خوب ٹھنڈک اور فرحت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت دے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾

سورۃ الْاَحْقَاف

عقائد اور اعمال کی اصلاح کا مؤثر بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں توحید کی دعوت، شرک کی مذمت، رسالت کی حقانیت، تاریخ سے عبرت، اچھے کردار کی عظمت، برے کردار کی خباثت اور اُخروی جزا و سزا کی کیفیت ایسے مؤثر اسلوب میں بیان کی گئی ہے کہ وہ انسان کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لیے کافی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۶ شرک کی مذمت
- آیات ۷تا۱۲ مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۳تا۱۶ مثالی کردار
- آیات ۱۷تا۲۰ برا کردار
- آیات ۲۱تا۲۸ تاریخ سے عبرت
- آیات ۲۹تا۳۲ جنات کی ایمان افروز دعوت
- آیات ۳۳تا۳۵ احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۴

کیا شرک کے جرم کا کوئی جواز ہے؟

حٰمٓ ①	حا۔ میم۔
تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ②	نازل کیا جانا ہے اِس کتاب کا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ	ہم نے پیدا نہیں کیا آسمانوں اور زمین کو
وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ	اور اُسے جو اِن دونوں کے درمیان ہے
وَاَجَلٍ مُّسَمًّى	مگر حق اور مقررہ مدت کے ساتھ
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ③	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُس چیز سے جس سے وہ خبردار کیے گئے ہیں رخ پھیرنے والے ہیں
قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمائیے کیا تم نے دیکھا ہے اُن کو جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
اَرُوۡنِىۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ	دکھاؤ مجھے کیا بنایا ہے اُنہوں نے زمین میں
اَمۡ لَهُمۡ شِرۡكٌ فِى السَّمٰوٰتِ	یا اُن کا کوئی حصہ ہے آسمانوں میں
اِيۡتُوۡنِىۡ بِكِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ هٰذَاۤ	لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اِس سے پہلے کی
اَوۡ اَثٰرَةٍ مِّنۡ عِلۡمٍ	یا کوئی نقل شدہ بات سابقہ علم میں سے

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴	اگر تم سچے ہو۔

معبودِ حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم نازل فرمایا اور اتنی وسیع اور بامقصد کائنات کو تخلیق کیا۔ جن ہستیوں کو معبود بنا کر اُس کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے، کیا اُنہوں نے بھی کچھ بنایا ہے؟ کیا کائنات کی تخلیق کے کسی حصہ میں اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کا ساتھ دیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی کتاب میں خبر دی ہے کہ میرے ساتھ کچھ اور ہستیاں بھی کائنات کی تخلیق یا نظامِ کائنات چلانے میں شریک ہیں؟ مشرکین کے پاس اِن سوالوں کا کوئی جواب نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کا کیا جواز ہے؟ وہ جان لیں کہ یہ کائنات ایک روز فنا ہو گی، پھر قیامت قائم ہو گی اور ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ ملے گا۔ خیر اِسی میں ہے کہ مشرکین کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا دیں اور شرک کرنے سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک جیسی کھلی ناانصافی اور ظلم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۶

روزِ قیامت مشرکین کے معبود اُن کے دشمن ہوں گے

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو پکارتا ہے اللہ کے سوا اُن کو جو نہیں جواب دے سکتے اُسے قیامت کے دن تک
وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵	اور وہ اُن کی دعاؤں سے غافل ہیں۔
وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ	اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ
كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً	وہ ہوں گے اِن کے دشمن
وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶	اور وہ اِن کی عبادت کا انکار کرنے والے ہوں گے۔

بعض مشرکین فرشتوں یا اولیاء اللہ کو معبود مان کر اُن سے دعائیں کرتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔ وہ تمام ہستیاں اُن کی دعاؤں

سے غافل ہیں۔ وہ قیامت تک اُن کی دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتیں۔ پھر جب روزِ قیامت واقع ہو گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اِن مشرکین کی دشمن ثابت ہوں گی۔ اُن کی دعاؤں، سجدوں اور نذر و نیاز کی عبادات سے اعلانِ بیزاری کریں گی۔ گویا جن ہستیوں سے شفاعت کی امید تھی وہ اِس کے برعکس اظہارِ دشمنی کریں گی

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا، وہی پتے ہوا دینے لگے

آیات ۷ تا ۸

قرآن حکیم پر مشرکین کے اعتراضات

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن کے سامنے ہماری واضح آیات
قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ	کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا حق کے لیے جب وہ آیا اُن کے پاس
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝	یہ کھلا جادو ہے۔
اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اِسے
قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر میں نے گھڑ لیا ہے اِسے
فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا	تو تم اختیار نہیں رکھتے میرے لیے اللہ کے سامنے کسی چیز کا
هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ	وہ زیادہ جاننے والا ہے اُن باتوں کا تم لگے ہوئے ہو جن میں

كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ	وہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے درمیان
وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸	وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

مشرکین مکہ کے سامنے جب قرآنِ حکیم کی واضح آیات تلاوت کی جاتیں اور وہ اِس کی تاثیر محسوس کرتے تو اِس پر ایمان لانے کے بجائے بہتان لگاتے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ واضح طور پر جادو ہے۔ اِسے حضرت محمد ﷺ نے خود سے بنا لیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ اگر بالفرض حضرت محمد ﷺ اپنے بنائے کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تو وہ ضرور اُن کی پکڑ کرتا اور کوئی اُنہیں اُس کی پکڑ سے بچا نہیں سکتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مشرکین کیسے جھوٹے الزامات لگانے میں مشغول ہیں۔ البتہ وہ بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اگر مشرکین اپنی روش پر نادم ہوں، توبہ کریں اور سچے دل سے نبی اکرم ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لے آئیں تو وہ اُن کے تمام سابقہ جرائم معاف فرما دے گا اور اُن پر اپنی رحمت کا سایہ ڈال دے گا۔

آیات ۹ تا ۱۰

حضرت محمد ﷺ سچے نبی ہیں

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ	اے نبیؐ! فرمائیے میں نہیں ہوں کوئی نیا رسولوں میں سے
وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ	اور نہ میں جانتا ہوں کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور نہ (یہ کہ کیا کیا جائے گا) تمہارے ساتھ
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ	میں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف
وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹	اور میں نہیں ہوں مگر صاف صاف خبردار کرنے والا۔
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمائیے کیا تم نے دیکھا اگر ہوا یہ قرآن اللہ کی طرف سے

وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ	پھر تم نے انکار کیا اِس کا
وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ	اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے اِس جیسی کتاب پر
فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ	پھر وہ ایمان لے آیا ہے اور تم نے تکبر کیا
ع ۱۰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ع	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مشرکین مکہ کو آگاہ کر دیں کہ:

i - میں بالکل اِسی طرح سے اللہ کا رسول ہوں جیسے مجھ سے قبل بھی کئی رسول دنیا میں تشریف لائے۔ گویا میں نے کسی انوکھی بات کا دعویٰ نہیں کیا۔

ii-میں اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں جسے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا اور تمہارا کیا انجام ہو گا؟

iii-میں مکمل طور پر اُس ہدایت کی پیروی کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

iv-میں تمہیں واضح طور پر خبر دار کر رہا ہوں کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور اپنے دنیوی کردار کی جوابدہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کیے جاؤ گے۔

v-میری رسالت کا ثبوت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے میری رسالت کی تصدیق کی ہے اور وہ ایمان لے آیا ہے۔

ابن کثیر نے یہاں گواہ سے مراد بنی اسرائیل کا عام آدمی لیا ہے۔ گویا قرآن کی طرح کی تعلیمات وحی کے ذریعہ سے بنی اسرائیل کے سامنے تورات کی شکل میں آچکی ہیں اور ایک عام آدمی اُن کو مان چکا ہے جبکہ مشرکین مکہ کا غرور اور تکبر ایمان لانے میں رکاوٹ ہے۔ البتہ اکثر مفسرین کے نزدیک آیت ۱۰ مدنی ہے اور اِس میں یہودی عالمِ دین حضرت عبداللہ بن سلام کا ذکر ہے۔ اِس تفسیر کی بنیاد سیدنا سعد بن ابی وقاص کا یہ بیان ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی تھی (بخاری، مسلم)۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے نبی اکرم ﷺ کا اُس وقت شرف دیدار حاصل کیا

جب آپ ﷺ ہجرت کے وقت مدینہ پہنچے اور اُنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ لَيْسَ بِوَجْهِ كَاذِبٍ "بلاشبہ یہ چہرہ کوئی جھوٹا چہرہ نہیں ہے"۔

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا، وہی پتے ہوا دینے لگے

آیات ۱۱ تا ۱۲

قرآنِ حکیم کی عظمت

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اُن کے بارے میں جو ایمان لائے
لَوْ كَانَ خَيْرًا	اگر ہوتا یہ قرآن کچھ بھی بہتر
مَا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ	وہ نہ بڑھتے ہم سے پہلے اِس کی طرف
وَ اِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ	اور جب اُنہوں نے ہدایت نہ پائی اِس سے
فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾	تو وہ کہیں گے یہ پرانا جادو ہے۔
وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً	اور اِس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی
وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا	اور یہ ایک تصدیق کرنے والی کتاب عربی زبان میں ہے
لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	تاکہ خبردار کرے اُن لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا
وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾	اور بشارت ہے نیکی کرنے والوں کے لیے۔

مشرکین مکہ قرآنِ حکیم پر طنز کرتے ہوئے بڑے تکبر سے کہتے تھے کہ اگر قرآن واقعی کوئی اعلیٰ کلام ہوتا تو سب سے پہلے

قریش کے معزز سردار اِس پر ایمان لاتے۔ اِن آیات میں قریش کے طنز کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا:

i ۔ قرآنِ حکیم اعلیٰ ترین کلام ہے۔ البتہ مشرکین مکہ کا باطن خبیث ہے اور خبیث شے پر کوئی اعلیٰ اور لطیف شے مفید اثرات مرتب نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کر سکے اور اِسے پرانی من گھڑت بات قرار دے رہے ہیں۔

ii۔ قرآنِ حکیم پرانی من گھڑت بات نہیں بلکہ وہ قدیم حق ہے جس کی دعوت تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں۔ پہلے تورات لوگوں کے لیے امام اور رحمت تھی اور اب یہ مقام قرآنِ حکیم کو حاصل ہو گیا ہے۔

iii۔ قرآنِ حکیم سب سے زیادہ فصیح و بلیغ زبان یعنی عربی میں نازل کیا گیا ہے۔ یہ زبان قیامت تک زندہ رہے گی اور لوگ اِس زبان کو سیکھ کر فہم قرآن اور ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔

iv۔ قرآنِ حکیم کی دعوت بہت سادہ اور بے لاگ ہے۔ جو لوگ اِس کی تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے وہ ظالم ہیں اور بدترین انجام سے دوچار ہوں گے۔ اِس کے برعکس جو لوگ اِن تعلیمات پر عمل کریں گے وہی ایسے نیک سیرت لوگ ہیں جن کے لیے عظیم اَجر کی بشارت ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

ایک مثالی کردار

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ	بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہے
ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا	پھر ڈٹ گئے (اِس پر)
فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ	تو نہیں ہو گا کوئی خوف اُن پر
وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۳﴾	اور وہ نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ	یہ لوگ جنت والے ہیں
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾	بدلہ ہے اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

قرآنِ حکیم کی تعلیمات کے مطابق مثالی کردار یہ ہے کہ انسان تسلیم کرے کہ میرا رب یعنی میرا خالق، مالک، رازق اور تمام ضروریات پوری کرنے والا صرف اور صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔ پھر وہ اپنے اِس عقیدے پر استقامت کا مظاہرہ کرے یعنی اُسے صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ ہو، اُسی کا خوف ہو، اُسی سے امید ہو، وہ اُس کے ہر فیصلے پر راضی ہو، وہ اُس کی مکمل اطاعت کرے اور اُس کی مرضی کو جاری وساری کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے خوش نصیب انسان کو اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ نہ وہ ماضی کے حادثات پر غمگین ہوتا ہے اور نہ ہی مستقبل کے اندیشوں سے فکر مند۔ ایسے خوش نصیب لوگ ہی جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

اللہ کا بندوں کے لیے عظیم تحفہ... ایک ایمان افروز دعا

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ اِحۡسٰنًا	اور ہم نے وصیت کی انسان کو اُس کے والدین کے ساتھ بھلائی کی
حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا	اٹھایا اُسے اُس کی ماں نے تکلیف سے
وَوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا	اور جنم دیا اُسے تکلیف سے
وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا	اور اُس کا حمل اور اُس کا دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہے
حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ	یہاں تک کہ جب وہ پہنچا اپنی پختگی کو

وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً	اور پہنچا چالیس برس کو
قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ	اُس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا جو کہ تو نے انعام کی مجھ پر
وَ عَلٰى وَالِدَیَّ	اور میرے ماں باپ پر
وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ	اور یہ کہ میں عمل کروں اچھا تو پسند فرمائے جسے
وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ	اور اصلاح فرما دے میرے لیے میری اولاد میں
اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ	بے شک میں نے رجوع کیا تیری طرف
وَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾	اور بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔
اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا	یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم قبول کرتے ہیں اُن کی طرف سے وہ بہترین عمل جو اُنہوں نے کیا
وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ	اور ہم درگزر کرتے ہیں اُن کی برائیوں کو
فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ	وہ جنت والوں میں ہیں
وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾	سچے وعدے کے مطابق جو اُن سے کیا جا رہا ہے۔

آیت ۱۵ میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی اور خاص طور پر بچہ کی پیدائش اور پرورش کے حوالے سے ماں کی مشقت کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین اور خاص طور پر والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! والدین کے حقوق کے ذکر کے بعد واضح کیا گیا کہ انسان فکری اعتبار سے ۴۰ برس کی عمر میں پختگی حاصل کرتا ہے۔ عمر کے اِس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب!

i ۔تو ہی مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اُن تمام نعمتوں کے شکر کا حق ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں۔

ii۔تو ہی مجھے اِس قابل بنا کہ میں وہ نیکیاں کر سکوں جس سے مجھے تیری رضا حاصل ہو جائے۔

iii۔میری اولاد کو اِس طرح نیک بنادے کہ وہ میرے لیے صدقۂ جاریہ بن جائے۔

iv۔میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی فرمانبرداری کا عہد کرتا ہوں۔

آیت ۱۶ میں بشارت دی گئی کہ ایسے نیک بندے کے گناہوں سے اللہ تعالیٰ صرفِ نظر فرمائے گا، اُس کی تمام نیکیاں قبول کی جائیں گی اور وہ جنت کی نعمتوں سے سدا لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جو ضرور پورا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمائے اور مذکورہ بالا دعاؤں کو اپنے مستقل وظائف میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۱۹

برا کردار اور اُس کا برا انجام

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ	اور وہ جس نے کہا اپنے ماں باپ سے
اُفٍّ لَّكُمَا	افسوس ہے تم دونوں پر!
اَتَعِدٰنِنِیْٓ	کیا تم دھمکی دیتے ہو مجھے
اَنْ اُخْرَجَ	کہ میں نکالا جاؤں گا (قبر سے)
وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ	حالانکہ گزر چکیں بہت سی قومیں مجھ سے پہلے
وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ	اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ سے
وَیْلَكَ اٰمِنْ	ہلاکت ہو تیرے لیے! ایمان لے آ

اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ	بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
فَيَقُوۡلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۷﴾	تو وہ کہتا ہے یہ نہیں ہیں مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡقَوۡلُ	یہ وہ لوگ ہیں ثابت ہو گئی جن پر بات (عذاب کی)
فِىۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ	اُن امتوں میں جو گزر چکیں اِن سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے
اِنَّهُمۡ كَانُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿۱۸﴾	بے شک یہ خسارہ پانے والے ہیں۔
وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا	اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں اُس میں سے جو اُنہوں نے عمل کیے
وَلِيُوَفِّيَهُمۡ اَعۡمَالَهُمۡ	اور تاکہ پورا پورا دے اللہ اُنہیں اُن کے اعمال کا بدلہ
وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ایسا شخص انتہائی بد نصیب ہے جس کے والدین نیک ہوں لیکن وہ اُن کی نافرمانی کرتے ہوئے گمراہی کی راہ اختیار کرے۔ والدین اُسے تلقین کریں کہ اِس حقیقت پر ایمان رکھو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ وہ پلٹ کر کہے کہ یہ بات حقیقت نہیں افسانہ ہے۔ ماضی میں بھی اِس سے ڈرایا جاتا رہا ہے۔ آج تک کوئی انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہوا۔ ایسا کردار رکھنے والے لوگ اگر توبہ نہیں کریں گے تو اُن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کے قانون کا اطلاق ہو گا اور وہ دائمی خسارے سے دوچار ہوں گے۔ جہنم میں جرائم کے مطابق درجہ بندی ہو گی۔ بڑے مجرم زیادہ شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ بڑے مجرموں میں وہ بھی شامل ہے جسے نیک والدین اور اچھا ماحول ملا لیکن وہ پھر بھی گمراہی کی روش پر چلتا رہا۔

آیت ۲۰

کافروں کو نیکی کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے

وَ یَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ	اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے آگ پر
اَذۡہَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حَیَاتِکُمُ الدُّنۡیَا	تم نے لیں اپنے حصے کی پاکیزہ چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں
وَ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہَا	اور تم فائدہ اُٹھا چکے اُن سے
فَالۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡہُوۡنِ بِمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ	سو آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا ذلت کے عذاب کا اِس لیے کہ تم تکبر کیا کرتے تھے زمین میں ناحق
وَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۰ ۲	اور اِس لیے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت کافر جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے۔ اُن کی حسرت میں اضافہ کے لیے اُن سے کہا جائے گا کہ تمہیں تمہارے اچھے کاموں کا بدلہ دنیا میں دے دیا گیا اور وہاں تم نے اپنے حصہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھالیا۔ اب آخرت میں تمہیں تمہارے کفر کی سزا ملے گی۔ یہاں تمہیں سب کے سامنے ذلیل کر کے شدت والا عذاب دیا جائے گا۔ اِس رسوا کرنے والے انجام کی وجہ یہ ہے کہ تم نے ایمان لانے والوں کو حقیر سمجھ کر اُن کا مذاق اڑایا، بڑے تکبر سے ایمان لانے کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور ڈھیٹ بن کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانیاں کرتے رہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۳

ماضی سے برے کردار کی ایک مثال

وَ اذۡکُرۡ اَخَا عَادٍ	اور اے نبیؐ! ذکر کیجئے عاد کے بھائی (سیدنا ہودؑ) کا

اِذۡ اَنۡذَرَ قَوۡمَهٗ بِالۡاَحۡقَافِ	جب اُنہوں نے خبر دار کیا اپنی قوم کو اَحقاف میں
وَ قَدۡ خَلَتِ النُّذُرُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَ مِنۡ خَلۡفِهٖۤ	اور گزر چکے خبر دار کرنے والے اُن سے پہلے اور اُن کے بعد (یہ کہتے ہوئے)
اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ	یہ کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ ہی کی
اِنِّيۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۲۱﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب سے۔
قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِتَاۡفِكَنَا عَنۡ اٰلِهَتِنَا	اُنہوں نے کہا کہ اے ھودؑ! کیا تم آئے ہو ہمارے پاس اِس لیے تاکہ پھیر دو ہمیں ہمارے معبودوں سے؟
فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ	سو لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو
اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۲۲﴾	اگر تم سچے ہو۔
قَالَ اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰهِ	فرمایا ہودؑ نے اصل علم تو اللہ کے پاس ہے
وَ اُبَلِّغُكُمۡ مَّاۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ	اور میں پہنچاتا ہوں تمہیں وہ کچھ، مجھے بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ
وَ لٰكِنِّيۡۤ اَرٰىكُمۡ قَوۡمًا تَجۡهَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾	اور لیکن میں دیکھ رہا ہوں تمہیں کہ تم لوگ جہالت کی باتیں کر رہے ہو۔

قومِ عاد کی طرف سیدنا ہودؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ اُنہیں خبر دار کیا کہ اگر اُس کی بندگی نہ کی تو ایک بڑے دن کا عذاب تم پر مسلط ہو جائے گا۔ قوم نے بڑے تکبر سے کہا کہ کیا ہم تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ ہم ایسا نہیں کریں گے، جو عذاب ہم پر لانا ہے لے آؤ۔ سیدنا ہودؑ نے فرمایا کہ عذاب اللہ تعالیٰ لائے گا اور

وہی جانتا ہے کہ ایسا کب ہو گا؟ البتہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہیں سمجھاتا رہوں۔ میں اپنی ذمہ داری پوری کرتا رہوں گا خواہ تم کتنی ہی جہالت کا مظاہرہ کرتے رہو

اِک طرزِ تغافل ہے سو وہ اُن کو مبارک
اِک عرضِ تمنا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے

آیات ۲۴ تا ۲۵

جسے رحمت سمجھ رہے تھے وہی زحمت ثابت ہوئی

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ	تو جب اُنہوں نے دیکھا اُسے ایک بادل کی صورت میں بڑھنے والا اُن کی وادیوں کی طرف
قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا	کہنے لگے یہ ایک بادل ہے بارش برسانے والا ہم پر
بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ	بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے تم نے جلدی مانگا تھا جسے
رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾	آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔
تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا	برباد کر رہی تھی ہر چیز کو اپنے ربّ کے حکم سے
فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ	پھر وہ ایسے ہو گئے کہ دکھائی نہ دیتا تھا کچھ بھی سوائے اُن کے گھروں کے
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾	اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم لوگوں کو۔

جب قومِ عاد پر عذاب کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی کا طوفان اُن کی بستیوں کی طرف بھیجا۔ وہ اُسے دور سے آتا دیکھ کر ایک گاڑھا بادل سمجھے اور بہت خوش ہوئے کہ یہ ہم پر برسے گا اور رحمت کی بارش ہماری کھیتیوں کو سرسبز و شاداب کر دے گی۔

حقیقت یہ تھی کہ وہ تیز آندھی عذاب کی صورت اختیار کرتی گئی۔ اُس کی شدت بڑھتی گئی اور اُس نے سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ اہلِ ایمان کے سوا قوم کا ہر فرد اُس کی زد میں آکر ہلاک ہو گیا۔ آخر میں صورت یہ تھی کہ اونچے اونچے اور شاندار محلات تو باقی رہ گئے لیکن اُن میں بسنے والے تباہ و برباد ہو گئے۔ وہ مجرم قوم اِسی انجام کی مستحق تھی۔

آیت ۲۶

ہلاک ہونے والی قومیں زیادہ طاقتور تھیں

وَ لَقَدۡ مَکَّنّٰہُمۡ فِیۡمَاۤ اِنۡ مَّکَّنّٰکُمۡ فِیۡہِ	اور یقیناً ہم نے اختیار دیا تھا اُنہیں ایسی چیزوں میں کہ اختیار نہیں دیا تمہیں اُن میں
وَ جَعَلۡنَا لَہُمۡ سَمۡعًا وَّ اَبۡصَارًا وَّ اَفۡـِٕدَۃً	اور ہم نے دے رکھے تھے اُنہیں کان اور آنکھیں اور دل
فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ سَمۡعُہُمۡ وَ لَاۤ اَبۡصَارُہُمۡ وَ لَاۤ اَفۡـِٕدَتُہُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ	پھر کام نہ آئے اُنہیں اُن کے کان اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُن کے دل کچھ بھی
اِذۡ کَانُوۡا یَجۡحَدُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ	جب وہ انکار کر رہے تھے اللہ کی آیات کا
ع ۳ ۶ وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۲۶﴾ ع	اور آ گھیرا اُنہیں اُس چیز نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ اور بعد میں آنے والی ہر سرکش قوم کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ ماضی میں جن قوموں کو ہلاک کیا گیا وہ قوت اور وسائل کے اعتبار سے بہت آگے تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سمجھ بوجھ کی بھی بہت صلاحیت دی تھی۔ بدقسمتی سے اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے انعامات، اُس کی اطاعت میں لگانے کے بجائے اُس کی نافرمانی میں صرف کیے۔ کانوں، آنکھوں اور سوچ بچار کے لیے دلوں سے اتنا ہی کام لیا جتنا ایک جانور لیتا ہے یعنی وہ کام جو دنیا کے مال و متاع کے حصول کے لیے مفید ہو۔ دنیا کے کام میں عقلمند تھے لیکن وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت درست ہو۔ دنیا میں بھی جب اُن پر عذاب آیا تو اُن کی

عقلمندی اُن کے کسی کام نہ آسکی۔ سرکشی پر جب اُنہیں عذاب کی وعید سنائی گئی تو اپنی قوت واسباب پر ناز کرنے لگے اور عذاب کی وعید کا مذاق اڑایا۔ آخر کار اُسی عذاب نے اُنہیں ملیامیٹ کر دیا جس کا وہ مذاق اڑا رہے تھے۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

خود ساختہ معبودوں نے تباہی سے کیوں نہ بچایا؟

وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى	اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا اُنہیں جو تمہارے ارد گرد ہیں بستیوں میں سے
وَ صَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ	اور ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیں آیات
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾	شاید کہ یہ باز آجائیں۔
فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً	پھر کیوں نہ مدد کی اِن کی اُنہوں نے جنہیں بنایا تھا اِن لوگوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کے لیے معبود
بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ	بلکہ وہ گم ہوگئے اِن سے
وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ	اور یہ اِن کا جھوٹ تھا
وَ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾	اور وہ بات تھی جو یہ گھڑا کرتے تھے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو دعوتِ غور و فکر دے رہا ہے۔ اُس نے کئی ایسی قوموں کو ہلاک کیا جن کا یہ عقیدہ تھا کہ اُن کے خود ساختہ معبود اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالیں گے۔ ثابت ہوا کہ اُن کا یہ عقیدہ جھوٹا اور بے بنیاد تھا۔ مشکل وقت میں کوئی اُن کے کام نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کے ذریعہ اُن پر حقیقت واضح کر دی تھی کہ اُس کے سوا کوئی

مشکل کشا اور مدد گار نہیں۔ اُنہوں نے اِس کے باوجود شرک کیا اور خود ہی اپنی بربادی کو دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۹ تا ۳۰

قرآنِ حکیم کی عظمت... جنات کی زبانی

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ	اور اے نبیؐ! جب ہم نے پھیرا آپؐ کی طرف ایک گروہ کو جنوں میں سے
يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ	جو غور سے سنتے تھے قرآن
فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا	جب وہ پہنچے اُس کے پاس کہنے لگے خاموش ہو جاؤ
فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾	جب وہ پورا ہوا وہ لوٹے اپنی قوم کی طرف خبردار کرنے والے بن کر۔
قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ	اُنہوں نے کہا اے ہماری قوم!
اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى	بے شک ہم نے سنی ہے ایک کتاب جو نازل کی گئی ہے موسیٰؑ کے بعد
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ	تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے ہیں
يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ	ہدایت دیتی ہے حق کی طرف
وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾	اور سیدھے راستے کی طرف۔

اِن آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ قرآنِ حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کی ایک جماعت کو آپ ﷺ کی طرف بھیج دیا۔ جیسے ہی وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچے اُنہوں نے ایک دوسرے کو خاموش رہنے اور توجہ سے قرآن کی تلاوت سننے کی تلقین کی۔ جب آپ ﷺ نے تلاوت کا سلسلہ ختم کیا تو وہ فوراً اپنی قوم کی طرف گئے اور جا کر کہا کہ ہم نے دل کو متاثر کرنے والا کلام سنا ہے۔ یہ اللہ کی وہ کتاب ہے جو تورات کے بعد نازل کی گئی ہے۔ یہ سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے اور بالکل سیدھے اور برحق راستے کی طرف ہدایت دے رہی ہے۔ گویا یہ جنات پہلے سے تورات اور دیگر آسمانی کتابوں پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ قرآنِ حکیم سننے کے بعد اُنہوں نے محسوس کیا کہ یہ وہی تعلیم ہے جو پچھلے انبیاء دیتے چلے آ رہے ہیں۔ اِس لیے وہ قرآنِ حکیم اور اِس کے لانے والے رسول ﷺ پر بھی ایمان لے آئے۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

حق کی دعوت... جنات کی زبانی

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ	(جنات نے کہا) اے ہماری قوم! قبول کرو دعوت اللہ کی طرف بلانے والے کی
وَاٰمِنُوْا بِهٖ	اور ایمان لاؤ اُس پر
يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ	اللہ بخش دے گا تمہیں یعنی تمہارے گناہ
وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾	اور بچا لے گا تمہیں دردناک عذاب سے۔
وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ	اور جس نے قبول نہیں کی دعوت اللہ کی طرف بلانے والے کی
فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ	تو وہ نہیں ہے بے بس کرنے والا (اللہ کو) زمین میں

وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ	اور نہ ہوں گے اُس کے لیے اللہ کے سوا حمایتی
اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾	اور یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

جنات نے اپنی قوم کے سامنے قرآن کے حق ہونے کی گواہی دینے کے بعد اِس حق کو قبول کرنے کی دعوت پیش کی۔ اُنہوں نے کہا کہ اُس داعیٔ حق کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ایمان لے آؤ جس پر قرآن جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی ہے۔ ایسا کرنے والے خوش نصیبوں کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اور اُنہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔ البتہ اگر ہم نے حق کی دعوت کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہ ہم خود بچ سکیں گے اور نہ کوئی ہمیں بچا سکے گا۔ بلاشبہ ایسی روش کھلی گمراہی ہے اور بدترین خسارے میں لے جانے والی ہے۔

انسانوں کے لیے غور و فکر کا مقام ہے کہ جنات نے صرف ایک بار قرآن سنا اور نہ صرف اُس پر ایمان لائے بلکہ دوسروں کو بھی ایمان لانے کی دعوت دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِسی طرزِ عمل کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی سب سے بہترین طرزِ عمل ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَه (بخاری) "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور اُسے سکھائیں"۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

پوری کائنات کا خالق، کیا انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ	اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو
وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ	اور وہ نہیں تھکا اِن کے پیدا کرنے سے
بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى	وہ قادر ہے اِس پر کہ زندہ کر دے مردوں کو

بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۳۳﴾	کیوں نہیں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
وَ يَوۡمَ يُعۡرَضُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا عَلَى النَّارِ	اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے آگ پر
اَلَيۡسَ هٰذَا بِالۡحَقِّ	(اللہ پوچھے گا) کیا یہ حق نہیں ہے؟
قَالُوۡا بَلٰى وَ رَبِّنَا	وہ کہیں گے کیوں نہیں (حق ہے) ہمارے ربّ کی قسم
قَالَ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۳۴﴾	اللہ فرمائے گا چکھو عذاب کا مزہ اِس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کتنی وسیع و عریض کائنات بنائی ہے اور وہ اِس عمل سے ہر گز نہیں تھکا۔ یہود کا یہ تصور من گھڑت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں کائنات بنائی اور وہ تھک گیا۔ پھر اُس نے ساتویں دن آرام کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے۔ بلاشبہ اتنی عظیم کائنات بنانے والا اِس پر قادر ہے کہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنے والے روزِ قیامت جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تمہیں دوبارہ زندہ ہونے کا یقین آ گیا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ اب اپنے انکار کی سزا پاؤ اور ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتے رہو۔

آیت ۳۵

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو صبر کی تلقین

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ	پس اے نبیؐ! صبر کیجئے جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا
وَ لَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّهُمۡ	اور جلدی نہ کیجئے اِن کے لیے

كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَ مَا يُوۡعَدُوۡنَ	گویا کہ یہ اُس روز دیکھیں گے وہ عذاب جس کا اِن سے وعدہ کیا گیا ہے (تو سمجھیں گے)
لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنۡ نَّهَارٍ	وہ نہیں رہے (دنیا میں) مگر ایک گھڑی دن کی
بَلٰغٌ ۚ	پہنچا دینا ہے (یہ پیغام)
ع ۴ فَهَلۡ يُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ ع	تو کیا ہلاک ہو گا کوئی اور سوائے نافرمان لوگوں کے؟

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تلقین کی کہ وہ کفار کی ہٹ دھرمی پر اُسی طرح صبر کریں جیسے ماضی میں اللہ تعالیٰ کے باہمت رسولوں نے کیا۔ کفار پر عذاب کے حوالے سے جلدی نہ کریں۔ عنقریب قیامت آئے گی۔ اُس روز کافر دنیا کی زندگی کی مدت کو محض ایک لمحہ سمجھیں گے۔ افسوس کریں گے کہ اُنہوں نے مختصر وقت کی لذتوں کو ترجیح دی اور آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے کوشش نہ کی۔ اِس بیان میں دنیا پرستوں کے لیے ایک پیغام ہے۔ اگر اُنہوں نے اِس پیغام سے سبق نہ سیکھا تو پھر ایسے فاسقوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ مُحمّدؐ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

انسانوں کے تین کرداروں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں انسانوں کے تین گروہوں یعنی مومنین، کافرین، اور منافقین کا کردار اور اُن کا انجام بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۵ — مومنوں اور کافروں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۶ تا ۳۱ — منافقانہ کردار کی مذمت
- آیات ۳۲ تا ۳۴ — کافروں کی مذمت
- آیات ۳۵ تا ۳۸ — مومنوں کے لیے ہدایات

آیات ۱ تا ۳

دو قومی نظریہ

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا	وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۱	اُس نے برباد کر دیے اُن کے اعمال۔
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ	اور ایمان لائے اُس پر جو نازل کیا گیا محمدؐ پر

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ	اور وہی حق ہے اُن کے ربّ کی طرف سے
كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ	اللہ نے دور کر دیں اُن سے اُن کی خطائیں
وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝۲	اور سنوار دیا گیا اُن کا حال۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ	یہ اِس لیے کہ جن لوگوں نے کفر کیا اُنہوں نے پیروی کی باطل کی
وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ	اور بے شک جو ایمان لائے اُنہوں نے پیروی کی حق کی اپنے ربّ کی طرف سے
كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳	اِسی طرح بیان کرتا ہے اللہ لوگوں کے لیے اُن کی مثالیں۔

اِن آیات میں دو قومی نظریہ کا بیان ہے۔ دنیا میں دو ہی گروہ ہیں ایک کافر اور دوسرے مومن :

i-کافر وہ ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رسول ماننے سے انکار کیا اور دوسروں کو یہ سعادت حاصل کرنے سے روکا۔ اُن کی تمام نیکیاں اللہ تعالیٰ نے برباد کر دیں۔ یہ برا انجام اِس لیے ہوا کہ اُنہوں نے حق کے بجائے باطل کی پیروی کی۔

ii-مومن وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کو رسول مانا، اُن کی بیان کردہ تمام تعلیمات پر ایمان لائے اور پھر اُن کی تمام ہدایات پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تمام خطائیں معاف فرمادیں اور ہمیشہ کے لیے اُن کا حال سنوار دیا۔ یہ انعام اِس لیے ملا کہ اُنہوں نے حق کی پیروی کی۔

ایک تیسرا گروہ منافقین کا بھی ہے جو ایمان لانے کا محض زبانی دعویٰ کرتا ہے۔ دنیا میں اُن کا شمار مومنوں میں کیا جاتا ہے لیکن آخرت میں اِن بدنصیبوں کا حشر کافروں کے ساتھ ہو گا۔

آیت ۲ میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر خاص طور پر کیا گیا کیونکہ مومن وہی ہے جو آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے۔ آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان ہی مومن کو کافر سے جدا کرتا ہے۔اِسی لیے اقبال نے مندرجہ ذیل اشعار میں مسلمانوں کو قومِ رسولِ ہاشمی ﷺ کہا ہے

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ﷺ
اُن کی جمیعت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمیعت تری

آیات ۴ تا ۶

کافروں کے ساتھ جنگ کے بارے میں ہدایات

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ	پھر جب تم مقابل ہو اُن کے جنہوں نے کفر کیا تو خوب اڑاؤ گردنیں
حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ	یہاں تک کہ جب تم خوب قتل کر چکو اُنہیں
فَشُدُّوا الْوَثَاقَ	تو مضبوطی سے جکڑ لو
فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً	پھر یا تو احسان کرنا ہے بعد میں یا فدیہ لینا ہے
حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا	یہاں تک کہ ڈال دے جنگ اپنے ہتھیار
ذٰلِكَ وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ	یہی حکم ہے اور اگر چاہے اللہ تو بدلہ لے لے اُن سے
وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ	اور لیکن وہ آزماتا ہے تم میں سے کچھ کو دوسروں سے

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جو لوگ قتل کر دیے گئے اللہ کی راہ میں
فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴	تو وہ ہر گز ضائع نہیں کرے گا اُن کے اعمال۔
سَيَهْدِيْهِمْ	وہ راہ دکھائے گا اُنہیں (جنت کی)
وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵	اور سنوار دے گا اُن کا حال۔
وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ	اور داخل کرے گا اُنہیں جنت میں
عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶	پہچان کرا چکا ہے جس کی وہ اُنہیں۔

غزوۂ بدر سے قبل اِس آیت کے ذریعہ مومنوں کو ہدایات دی گئیں کہ جو کافر اسلام کے خلاف میدانِ جنگ میں آجائیں اِن کی خوب خون ریزی کر کے کمر توڑ دی جائے۔ ہاں جب وہ پوری طرح سے شکست تسلیم کر لیں تو پھر میدانِ جنگ میں گرفتار ہونے والوں کی جان بخشی کر کے اُنہیں غلام بنایا جا سکتا ہے۔ بعد میں فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ کے بھی آزاد کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر جنگ کے کافروں کو عذاب کے ذریعہ ہلاک کر سکتا ہے لیکن وہ مومنوں کو آزمانا چاہتا ہے۔ جو مومن پامردی کے ساتھ کافروں سے جنگ کرتے ہیں اور پھر جامِ شہادت نوش کرتے ہیں، اُن کی یہ قربانی ہر گز رائیگاں نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں دائمی کامیابی عطا فرمائے گا، اُن کا حال سنوار دے گا اور اُنہیں روزِ قیامت اُس جنت میں داخل فرمائے گا جس کی نعمتوں سے وہ شہادت کے فوراً بعد ہی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۷

اللہ تعالیٰ کی مدد کن کے لیے آتی ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ	اگر تم مدد کرو گے اللہ کی

يَنْصُرْكُمْ	وہ مدد کرے گا تمہاری
وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷	اور جمادے گا تمہارے قدموں کو۔

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہماری مدد فرمائے گا اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے قدم جمادے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد یعنی :

i۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا۔

ii۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے مال و جان سے بھرپور کوشش کرنا۔

iii۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کے لیے مال و جان سے اجتماعی جدوجہد کرنا۔

ہم نے اپنی اِن دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے حوالے سے غفلت کی روش اختیار کی لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو گئے اور آج دنیا میں ذلت اور رسوائی سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے حوالے سے تمام ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی نصرتِ خاص سے ہماری مدد فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۱

کافر برباد ہو کر رہیں گے

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
فَتَعْسًا لَّهُمْ	سو ہلاکت ہے اُن کے لیے
وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸	اور اللہ نے برباد کر دیے اُن کے اعمال۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	یہ اِس لیے کہ اُنہوں نے ناپسند کیا اُسے جو نازل کیا اللہ نے
فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹	تو اُس نے ضائع کر دیے اُن کے اعمال۔

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ	تو کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن کا جو اِن سے پہلے تھے
دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ	تباہی ڈال دی اللہ نے اُن پر
وَ لِلْكٰفِرِیْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰	اور کافروں کے لیے اِسی جیسی (سزائیں) ہیں۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اِس لیے کہ اللہ رفیق ہے اُن کا جو ایمان لائے
ع ۱۱/۵ وَ اَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱ ع	اور بے شک جو کافر ہیں نہیں کوئی رفیق اُن کے لیے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ کافر تباہ و برباد ہو کر رہیں گے اور اُن کی کوئی نیکی بھی اُن کے کام نہ آئے گی۔ اُن کا جرم یہ ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو ناپسند کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کے نیک کاموں کے اجر سے محروم کر دیا۔ تاریخ انسانی گواہ ہے کہ ماضی میں کافر برے انجام سے دوچار ہوئے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ مومنوں کو تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد اور عنایات کا سہارا ہے جبکہ کافر وہ بدنصیب ہیں جن کا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔ اُن کی محرومی و بربادی یقینی ہے۔

آیت ۱۲

کافر دنیا میں کیوں مزے کر رہے ہیں؟

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	بے شک اللہ داخل کرے گا اُنہیں جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

يَتَمَتَّعُوْنَ	وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں
وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ	اور کھا رہے ہیں جس طرح کھاتے ہیں چوپائے
وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾	اور آگ ٹھکانہ ہے اُن کے لیے۔

کافر دنیا میں خوب عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ سچے مومنوں کو جائز و ناجائز کی پابندیوں کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں کے لیے آخرت میں کوئی خیر نہیں اور اُنہیں دنیا میں نعمتیں اِس طرح دی جا رہی ہیں جیسے جانور کھاتے پیتے اور مختلف نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ جانوروں کی طرح کھانے پینے میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کے بجائے کھانے پینے کو ہی مقصدِ زندگی سمجھتے ہیں۔ اِس کے برعکس مومن حلال و حرام کی تمیز اور احکاماتِ شریعت کی پابندیوں میں محدود ہو کر اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ لہٰذا اُن کے لیے آخرت میں ایسے باغات ہیں جہاں اُن کی ہر خواہش پوری کی جائے گی۔ اِس حقیقت کو نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم)

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی محدود زندگی میں شریعت کے احکامات کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی دائمی اور بہترین نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳ تا ۱۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ	اور اے نبیؐ! کتنی ہی بستیاں ہیں
هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ	وہ زیادہ سخت تھیں قوت میں آپؐ کی اِس بستی سے

	جس نے نکالا ہے آپؐ کو
اَهْلَكْنٰهُمْ	ہم نے ہلاک کر دیا اُس بستی والوں کو
فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾	تو نہ تھا کوئی مددگار اُن کے لیے۔
فَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ	بھلا وہ شخص جو ہے ایک واضح دلیل پر اپنے ربّ کی طرف سے
كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ	اُس کی طرح ہو سکتا ہے کہ خوشنما کر دی گئی جس کے لیے اُس کے عمل کی برائی
وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾	اور اُنھوں نے پیروی کی اپنی خواہشات کی۔

مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کو خانہ کعبہ سے شدید محبت تھی اور بیت اللہ سے دوری کا آپ ﷺ کو دکھ تھا۔ مکہ والوں کے ظلم و ستم پر آپ ﷺ انتہائی رنجیدہ تھے۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ ماضی میں جن قوموں کو ہلاک کیا گیا وہ مکہ والوں سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں لیکن نہ وہ خود اپنے دفاع کے لیے کچھ کر سکیں اور نہ ہی کسی اور نے اُن کی مدد کی۔ آپ ﷺ اپنے رب کی رحمت سے واضح ہدایت اور حق پر ہیں۔ دوسری طرف آپ ﷺ کے مخالفین ہیں جو اپنے برے سے برے عمل کو بڑی کامیابی سمجھ رہے ہیں اور سرکشی میں بہکے ہوئے خواہشات کی پیروی کیے چلے جا رہے ہیں۔ اب کیا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں آپ ﷺ اور آپ کے مخالفین برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو سرخرو فرمائے گا اور اُن پر ظلم کرنے والے مشرکین مکہ کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔

آیت ۱۵

جنت کے مشروبات

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ	مثال اُس جنت کی وعدہ کیا گیا ہے جس کا پرہیزگاروں سے

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ	اُس میں ہیں نہریں ایسے پانی کی جو نہیں ہے خراب ہونے والا
وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ	اور نہریں ہیں دودھ کی نہیں بدلے گا جس کا مزہ
وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ	اور نہریں ہیں شراب کی جو لذیذ ہے پینے والوں کے لیے
وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى	اور نہریں ہیں صاف کیے ہوئے شہد کی
وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	اور اُن کے لیے اُن باغات میں ہر قسم کے میوے ہیں
وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ	اور بخشش ہے اُن کے ربّ کی طرف سے
كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ	کیا یہ اُس کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ رہنے والا ہے آگ میں
وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا	اور جنہیں پلایا جائے گا کھولتا ہوا پانی
فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ⑮	تو وہ کاٹ دے گا اُن کی آنتیں۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ جنت میں چار مشروبات کی نہریں ہوں گی :

i۔ایسے پانی کی نہر جو ہمیشہ تازہ رہے گا اور کبھی بھی اُس کا ذائقہ، بو اور رنگ تبدیل نہیں ہوں گے۔

ii۔ایسے دودھ کی نہر جو ہمیشہ تازہ اور خالص رہے گا اور اُس کا ذائقہ کبھی تبدیل نہ ہو گا۔

iii۔ایسی شراب کی نہر جس میں پینے والوں کے لیے انوکھی لذت ہو گی۔

iv۔ایسے خالص شہد کی نہر جسے مکمل طور پر صاف کر لیا گیا ہو۔

مشروبات کے علاوہ جنت میں ہر طرح کے میوے بھی ہوں گے۔ یہ انعام ہے متقیوں کا۔ اِس کے برعکس کافر جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلیں گے اور اُن کا مشروب وہ کھولتا ہوا پانی ہو گا جو اُن کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۶ تا ۱۸

منافقانہ طرزِ عمل

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ	اور اے نبیؐ ! اُن میں سے کچھ سنتے ہیں بظاہر کان لگا کر آپؐ کی طرف
حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ	یہاں تک کہ جب وہ نکلتے ہیں آپؐ کے پاس سے
قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ	کہتے ہیں اُن سے جنہیں علم دیا گیا
مَاذَا قَالَ اٰنِفًا	کیا کہا تھا اُنہوں نے ابھی ابھی
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	یہی لوگ ہیں کہ مہر کر دی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر
وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾	اور اُنہوں نے پیروی کی اپنی خواہشات کی۔
وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا	اور جنہوں نے ہدایت قبول کی
زَادَهُمْ هُدًى	اللہ نے بڑھا دیا اُنہیں ہدایت میں
وَاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾	اور عطا کیا اُنہیں اُن کا تقویٰ۔
فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ	پھر وہ انتظار نہیں کر رہے مگر قیامت کا

اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً	کہ وہ آ جائے اُن پر اچانک
فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا	پس یقیناً آ چکی ہیں اُس کی نشانیاں
فَاَنّٰى لَهُمْ	کہاں ہو گا اُن کے لیے
اِذَا جَآءَتْهُمْ	جب وہ آ جائے گی اُن پر
ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾	اپنے لیے نصیحت حاصل کرنا۔

منافقین نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سننے کے لیے آپ ﷺ کی مجلس میں آتے اور بظاہر یہ تاثر دیتے کہ وہ بہت توجہ سے آپ ﷺ کی گفتگو سن رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہوتی کہ اُن کا ذہن کسی اور ہی سوچ میں کھویا ہوا ہوتا۔ جب مجلس برخواست ہوتی تو صحابہ کرام سے دریافت کرتے کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ یہ بد نصیب آپ ﷺ کی تعلیمات کی نہیں بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں لہٰذا بطورِ سزا اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اِس کے برعکس صحابہ کرام ہیں جو آپ ﷺ کی مجلس میں ہدایت کے حصول کی نیت سے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی ہدایت میں مزید اضافہ فرما رہا ہے۔ حق واضح ہونے کے باوجود جو شخص خواہشات کی پیروی کر رہا ہے آخر وہ کس بات کا انتظار کر رہا ہے سوائے اِس کے کہ آخرت آ جائے اور نتیجہ سنا دیا جائے۔ آخرت کی آمد زیادہ دور نہیں، اُس کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اُس کی سب سے بڑی نشانی نبی اکرم ﷺ ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قیامت ہی آئے گی۔ جب قیامت آ گئی تو پھر کسی کا اپنی روش پر نادم ہونا یا توبہ کرنا ہرگز مفید نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ منافقانہ روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹

اپنی نیکیوں پر ناز نہیں کرنا چاہیے

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	پس اے نبی ﷺ! جان لیجئے کہ نہیں ہے کوئی معبود

	سوائے اللہ کے
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ	اور بخشش مانگیے اپنی کوتاہی کی
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ	اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی (بخشش مانگیے)
ع ۲ ۸ ۶ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع	اور اللہ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے کی جگہ اور تمہارے ٹھہرنے کے مقام کو۔

منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش نہیں۔ البتہ اگر سچے مومنین سے خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش کی صورت پیدا فرمادیں گے۔ اِسی حوالے سے نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اللہ تعالیٰ معبودِ حقیقی ہے۔ وہ بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ آپ ﷺ اُس کی بارگاہ میں بخشش کی دعا کیجیے۔ اپنے اُن معاملات کے لیے جن میں آپ ﷺ کے عظیم مقام کے معیار کے اعتبار سے کمی رہ گئی اور مومن مردوں اور مومن خواتین کی خطاؤں کے حوالے سے بھی۔ اِس بیان میں یہ نصیحت بھی ہے کہ ایک بندہ اپنے ربّ کی فرمانبرداری کی خواہ اپنی سی کوشش کرتا رہا ہو، اُسے کبھی بھی یہ خیال نہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا وہ میں نے کر دیا۔ بلکہ اُسے ہمیشہ یہی سمجھنا چاہیے کہ میرے مالک کا مجھ پر جو حق تھا وہ میں ادا نہیں کر سکا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا رہے کہ تیری بندگی میں ہونے والی میری ہر کوتاہی سے درگزر فرما۔ آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی نیتوں، ارادوں اور احوال سے خوب واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اِس وقت ایک بندہ کس مقام پر اور کس حال میں ہے اور اُس کا آخری مقام اور انجام کیا ہے؟

آیات ۲۰ تا ۲۱

منافقین کی بزدلی

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے

لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ	کیوں نازل نہیں کی گئی کوئی سورت؟
فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ	پھر جب نازل کی گئی ایک واضح سورت
وَ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ	اور اُس میں ذکر کیا گیا جنگ کا
رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	آپؐ دیکھیں گے اُن کو جن کے دلوں میں بیماری ہے
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ	وہ دیکھتے ہیں آپؐ کی طرف جیسے دیکھنا ہو اُس شخص کا غشی طاری ہو جس پر موت کی
فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝۲۰	پس ہلاکت ہے اُن کے لیے۔
طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ	حکم ماننا چاہیے اور بھلی بات کہنی چاہیے
فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ	جب پکا ہو جائے حکم
فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ	پھر اگر وہ سچے ثابت ہوتے اللہ کے ساتھ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝۲۱	تو ہوتا بہتر اُن کے لیے۔

مدینہ منورہ آنے کے بعد مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ حج آیت ۳۹ کی روشنی میں جنگ کی اجازت مل گئی۔ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ سے جنگ کی تیاری شروع کی تو منافقین مطالبہ کرنے لگے کہ اللہ نے قرآن میں واضح طور پر جنگ کا حکم کیوں نہیں دیا؟ گویا آج کے منکرین حدیث کی طرح منافقین کو بھی اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر اعتماد نہیں تھا بلکہ وہ قرآن سے دلیل دینے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سورۃ البقرہ آیت ۲۱۶ میں جنگ کا واضح حکم دے دیا تو اب منافقین کی جان پر بن آئی۔ وہ خوف سے نبی اکرم ﷺ کی طرف اِس طرح دیکھتے تھے جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کے وقت نزع کا عالم طاری ہوتا ہے۔ ایسے بزدلوں کے لیے بربادی ہے۔ مطلوب روش تو یہ ہے کہ کسی معاملہ میں

خلوص سے مشورہ دیا جائے اور پھر صاحب امر جو بھی فیصلہ کرے اُس کی دل و جان سے اطاعت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت سے محفوظ فرمائے اور پورے جذبہ کے ساتھ نظم کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۳

تربیت یافتہ لوگوں کی حکومت سے خیر پھیلتا ہے

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پھر کیا تم سے اندیشہ ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ
اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ	کہ تم فساد کرو زمین میں
وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾	اور کاٹنے لگو گے اپنی قرابت داریاں۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	یہی وہ لوگ ہیں لعنت کی جن پر اللہ نے
فَاَصَمَّهُمْ	پھر بہرا کر دیا اُنہیں
وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾	اور اندھا کر دیا اُن کی آنکھوں کو۔

منافقین کی خواہش تھی کہ بغیر جنگ اور آزمائش کے دیگر مراحل سے گزرے ہوئے کامیابی حاصل ہو جائے اور اقتدار مل جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی غیب سے مدد فرمائے، کافروں کو نیست و نابود کر دے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو جائے۔ اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو حکومت نہیں دے گا جو آزمائش کی بھٹیوں سے ابھی نہیں گزرے۔ اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کی حکومت کے ذریعے فساد ختم کرنا چاہتا ہے۔ جو لوگ ابھی خود ہی فساد زدہ ہوں وہ کیسے فساد ختم کریں گے۔ اُنہیں حکومت مل گئی تو وہ خواہشات کی تسکین کے لیے قتل و غارت گری کریں گے اور اپنوں میں سے جن کو اپنے اقتدار و مفادات کے لیے خطرہ سمجھیں گے، اُن کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ایسا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے اور وہ بڑی سفاکی اور ڈھٹائی سے ظلم کرتے ہیں۔ بلاشبہ عادلانہ حکومت اُنہی لوگوں

کے ذریعہ قائم ہو گی جن میں تربیت کے مختلف مراحل کے ذریعہ خدا خوفی اور تقویٰ پیدا ہو چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد بازی سے محفوظ فرمائے اور مسنون طریقے سے ایک عادلانہ حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۴

منافقت کا علاج... قرآن پر تدبر

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ	تو کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں؟
اَمۡ عَلٰی قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُہَا ﴿۲۴﴾	یا کچھ دلوں پر پڑے ہوئے ہیں اُن کے تالے۔

اِس آیت میں منافقین سے جھنجھوڑنے کے انداز میں پوچھا گیا ہے کہ وہ قرآنِ حکیم پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ کیا اُن کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں؟ قرآن شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ یعنی سینہ میں موجود بیماریوں کا علاج ہے۔ منافقت دراصل دنیا سے محبت کی بیماری ہے۔ بلاشبہ قرآنِ حکیم پر غور و فکر انسان کے دل سے دنیا کی محبت کا زنگ اتارتا ہے اور اُس میں نہ صرف ایمان پیدا کرتا بلکہ ایمان کو تقویت بھی دیتا ہے۔ جوں جوں دل میں ایمان تقویت پاتا ہے دل سے شک اور منافقت ختم ہوتی جاتی ہے۔ اب انسان دنیا کی عارضی اور گھٹیا چیزوں کا نہیں بلکہ آخرت کی دائمی اور بہترین نعمتوں کا طلب گار بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب سے محبت عطا فرمائے اور اِس کے مضامین پر غور و فکر کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۶

شیطان دھوکہ دے کر منافق بنا دیتا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِہِمُ	بے شک جو لوگ پھر گئے اپنی پیٹھوں پر
مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡہُدَی	اِس کے بعد کہ جو واضح ہو چکی ہے اُن کے لیے ہدایت
اَلشَّیۡطٰنُ سَوَّلَ لَہُمۡ	شیطان نے فریب دیا ہے اُنہیں

وَ اَمْلٰی لَهُمْ ﴿۲۵﴾	اور امیدیں دلائی ہیں اُنہیں۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ	اِس لیے کہ اُنہوں نے کہا ایسے لوگوں کے لیے جنہوں نے ناپسند کیا وہ جو نازل کیا ہے اللہ نے
سَنُطِیْعُكُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ	ہم اطاعت کریں گے تمہاری بعض معاملات میں
وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾	اور اللہ جانتا ہے اُن کے چھپانے کو۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ منافقین خلوصِ دل سے مسلمان ہوئے تھے۔ البتہ جب اُن کے سامنے دین کی سربلندی کے لیے مال و جان کی قربانی پیش کرنے کا تقاضا آیا تو دنیا کی محبت غالب آگئی اور وہ پسپائی اختیار کر گئے۔ پھر شیطان نے اُنہیں پسپائی کے لیے جواز سکھا کر اور دین کے لیے قربانیاں پیش کیے بغیر بخشش کی اُمید دلا کر منافقت میں پکا کر دیا۔ اب اُن کی منافقت کی یہ انتہا ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں یہود سے ساز باز کرتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری بات مانیں گے۔ اسلام کے غلبہ کی تحریک کے خلاف اُن کی سازشوں کا سبب یہ ہے کہ اِس تحریک نے ان کی بزدلی اور دنیا کی محبت والی کمزوری کو ظاہر کر کے اُنہیں رسوا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی سازشوں سے خوب آگاہ ہے اور اُنہیں ان کے جرائم کی بھرپور سزا دے گا۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

منافقین کی اذیت ناک موت

فَكَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	تو کیا حال ہو گا جب جان نکالیں گے اُن کی فرشتے
یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾	وہ مارتے ہوں گے اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ	اِس لیے کہ اُنہوں نے پیروی کی اُس چیز کی جس نے ناراض کر دیا اللہ کو

وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ	اور اُنہوں نے ناپسند کیا اُس کی رضا کو
فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ ع ۳ ۹	تو اُس نے ضائع کر دیے اُن کے اعمال۔

موت کے فرشتے جب منافقین کی جانیں نکالتے ہیں تو اُن کے چہروں اور پیٹھوں پر زور دار ضربیں لگاتے ہیں۔ گویا موت کے وقت ہی سے اُن پر عذابِ قبر کی تمہید ظاہر ہو جاتی ہے۔ اُن بد بختوں نے وہ جرائم کیے جن سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو پسند نہیں کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی خلوص سے خالی نیکیوں اور عبادات کو قبول نہیں کیا اور اُنہیں اجر و ثواب سے محروم کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کفر و اسلام کی جنگ میں جس شخص کی ہمدردیاں اسلام اور مسلمانوں کے بجائے کفر اور کفار کے ساتھ ہوں، اُس کا ایمان ہی معتبر نہیں۔ لہٰذا اُس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں کیسے مقبول ہو سکتا ہے؟

آیات ۲۹ تا ۳۱

اللہ تعالیٰ آزمائش کے ذریعہ منافقوں کو ظاہر کر دیتا ہے

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	کیا یہ سمجھا ہے اُن لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے
اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾	کہ کیا ہرگز ظاہر نہیں کرے گا اللہ اُن کے دلی کھوٹوں کو۔
وَ لَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ	اور اگر ہم چاہیں تو اے نبیؐ! ضرور دکھا دیں آپؐ کو وہ لوگ
فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ	پھر یقیناً آپؐ پہچان لیں گے اُنہیں اُن کے چہروں سے
وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ	اور آپؐ ضرور پہچان لیں گے اُنہیں بات کرنے کے انداز سے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾	اور اللہ جانتا ہے تمہارے اعمال۔
وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ	اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں

حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ	یہاں تک کہ ہم ظاہر کر دیں گے جہاد کرنے والوں کو تم میں سے
وَالصّٰبِرِيْنَ	اور صبر کرنے والوں کو
وَنَبْلُوَاَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾	اور ہم جانچیں گے تمہارے حالات۔

منافقین سمجھتے تھے کہ وہ اپنی لچھے دار گفتگو سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہیں گے اور اُن کے اندر کی بزدلی اور مال و جان سے محبت ظاہر نہ ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کھرے اور کھوٹے کو ظاہر کر کے رہے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی کر سکتا تھا کہ اُن کا نفاق اُن کے چہروں سے ظاہر کر دیتا۔ ہاں اُن کی گفتگو کا انداز اِس بات کا عکاس ہے کہ وہ صرف باتوں سے وفاداری ظاہر کرتے ہیں اور مال و جان کی قربانی دینے سے گریز کرتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اُنہیں بار بار آزمائے گا۔ دین کی سربلندی کے لیے مسلسل مال و جان لگانے کے تقاضے آئیں گے اور اِن مواقع پر اُن کا فرار، اُن کی منافقت ظاہر کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت سے پاک فرمائے اور اپنے مال و جان سے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۲ تا ۳۴

گستاخانِ رسول کی نیکیاں برباد کر دی جائیں گی

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ	اور مخالفت کی رسولؐ کی
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى	اِس کے بعد کہ جو واضح ہو چکی ہے اُن کے لیے ہدایت
لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا	وہ ہر گز نقصان نہیں کریں گے اللہ کا

وَ سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾	اور عنقریب وہ ضائع کر دے گا اُن کے اعمال۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو !
اَطِيْعُوا اللّٰهَ	اطاعت کرو اللہ کی
وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو رسولؐ کی
وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾	اور برباد نہ کرو اپنے اعمال۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ	پھر مر گئے اِس حال میں کہ وہ کافر تھے
فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾	تو ہر گز معاف نہیں کرے گا اللہ اُنہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ:

i۔ جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں، دوسروں کو بھی یہ دعوت قبول کرنے سے روکتے ہیں اور آپ ﷺ سے دشمنی کرتے ہیں، اُن کے بظاہر نیک اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔

ii۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔ اِس اطاعت سے جان بوجھ کر گریز بھی عملی اعتبار سے کفر ہے اور اِس کی سزا بھی یہی ہے کہ تمام نیکیاں برباد کر دی جائیں۔

iii۔ جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے رہے، دوسروں کو بھی حق کی دعوت قبول کرنے سے روکتے رہے اور توبہ کیے بغیر مر گئے تو ایسے لوگوں کی ہر گز بخشش نہیں ہو گی۔

آیت ۳۵

ہمت نہ ہارو، ڈٹ جاؤ

فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ	پس نہ کمزور بنو اور نہ بلاؤ صلح کی طرف
وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ	اور تم ہی غالب رہو گے
وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ	اور اللہ تمہارے ساتھ ہے
وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾	اور وہ ہر گز کمی نہ کرے گا تم سے تمہارے اعمال میں۔

اِس آیت میں اہل ایمان کے لیے بشارت اور ہمت افزائی کا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو خوشخبری دے رہا ہے کہ وہ اُن کے ساتھ ہے اور عنقریب اُنہیں غلبہ عطا فرمائے گا۔ اُنہیں نہ دشمن سے مرعوب ہو کر ہمت ہارنی چاہیے اور نہ ہی کسی مفاہمت اور صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔ حق اور باطل کے درمیان صلح اور مفاہمت ہو ہی نہیں سکتی

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے

شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

(البتہ جب تک باطل کو مٹانے کے لیے درکار قوت دستیاب نہ ہو تو وقتی طور پر مجبوراً صلح کی جاسکتی ہے جیسے صلح حدیبیہ جس کا ذکر اگلی سورۂ مبارکہ میں آرہا ہے)۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

دنیا کی زندگی ایک کھیل ہے یہاں جی نہ لگاؤ

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ	بے شک دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا ہی ہے
وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا	اور اگر تم ایمان لاؤ اور بچو اللہ کی نافرمانی سے

يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ	وہ عطا کرے گا تمہیں تمہارے اجر
وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾	اور نہیں طلب کرے گا تم سے تمہارے سارے مال۔
إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا	اگر وہ طلب کرے تم سے سارا مال
فَيُحْفِكُمْ	پھر اصرار کرے تم سے
تَبْخَلُوا	تم بخل کرو گے
وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾	اور وہ ظاہر کر دے گا تمہارے دل کے کھوٹ۔

دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے۔ یہاں کی کامیابی بھی عارضی ہے اور ناکامی بھی وقتی۔ اصل زندگی آخرت کی ہے۔ لہٰذا اِس دنیا میں آخرت کی تیاری کے لیے ہر ممکن قربانی دینا ہی عقلمندی اور دور اندیشی ہے۔ جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ اُنہیں بھرپور بدلہ عطا فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُسی نے ہمیں مال دیا ہے لیکن وہ ہم سے ہمارے سارے مال کی قربانی کا تقاضا نہیں کر رہا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو ہماری مال کے حوالے سے کمزوری اور حرص ظاہر ہو جاتی اور ہم رسوا ہو جاتے۔ وہ تو تقاضا کر رہا ہے کہ ہم ممکن حد تک اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر کے اِسے اپنے ہی لیے آخرت میں توشہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۸

دین کے لیے قربانی دو، ورنہ یہ اعزاز کسی اور قوم کو دے دیا جائے گا

هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	سنو! تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو تاکہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں
فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ	تو تم میں سے کچھ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں

وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ	اور جو کوئی بخل کرتا ہے تو بے شک وہ بخل کرتا ہے اپنے ہی نقصان کے لیے
وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ	اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا	اور اگر تم رخ پھیرو گے
يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ	وہ بدل کر لے آئے گا کوئی اور قوم تمہارے سوا
ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع ۸	پھر وہ نہیں ہوں گے تمہاری طرح۔

اِس آیت میں ہمارے لیے ہلا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اُس کے دین کی سربلندی کے لیے مال و جان کے ساتھ بھرپور جدوجہد کریں۔ البتہ اُس کا دین ہماری قربانیوں کا محتاج نہیں بلکہ ہم اُس کے در کے فقیر ہیں۔ اگر ہم نے بخل اور بزدلی کا مظاہرہ کیا تو وہ اپنے دین کی خدمت کے اعزاز سے ہمیں محروم کر دے گا اور یہ سعادت کسی ایسی قوم کو دے گا جو ہماری طرح دنیادار نہیں ہو گی۔ مسلمانوں کی تاریخ میں اِس کی مثال موجود ہے۔ جب عرب دین اسلام کی خدمت کو پس پشت ڈال کر عیش و عشرت میں کھو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تاتاریوں کے ہاتھوں زوال اور تباہی سے دوچار کیا۔ پھر اُس نے تاتاریوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور اُن کے ایک قبیلے ترکانِ عثمانی سے خلافت کے نظام کو قائم کرا دیا ؎

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

سورۂ فتح

فتح مبین یعنی صلح حدیبیہ کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا گیا اور اِس کا پس منظر، تفاصیل اور فوائد و نتائج بیان کیے گئے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۷ صلح حدیبیہ کی برکات
- آیات ۸ تا ۱۰ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت
- آیات ۱۱ تا ۱۷ منافقین کی مذمت
- آیات ۱۸ تا ۲۹ مومنوں کی تحسین

آیات ۱ تا ۳

صلح حدیبیہ کھلی فتح ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾	اے نبیؐ ! بے شک ہم نے فتح دی آپؐ کو کھلی فتح۔
لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ	تاکہ بخش دے آپؐ کے لیے اللہ جو پہلے ہوئی کوئی کوتاہی آپؐ کی
وَمَا تَاَخَّرَ	اور جو بعد میں ہو
وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ	اور وہ پوری کرے اپنی نعمت آپؐ پر
وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾	اور چلائے رکھے آپؐ کو سیدھی راہ پر۔
وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۙ﴿۳﴾	اور مدد فرمائے آپؐ کی اللہ زبردست مدد۔

سن ٦ ھ میں مسلمان عمرہ کے ارادے سے مکہ کی طرف گئے تھے۔ مشرکین نے اُنہیں عمرہ نہیں کرنے دیا، البتہ ایک صلح کی پیشکش کی۔ صلح کی شرائط یک طرفہ اور مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ اِس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اِس صلح پر آمادگی ظاہر فرمادی۔ مسلمان اِس صلح پر رنجیدہ تھے۔ وہ شکستہ دلی کے ساتھ واپس لوٹ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات کے ذریعہ بشارت دی کہ یہ صلح مسلمانوں کے لیے کھلی فتح ہے۔ باوجود اِس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھی اِس صلح کے لیے تیار نہ تھے اور مشرکین بھی ہٹ دھرمی پر اترے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے یہ صلح کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی فرمانبرداری کا یہ عمل قبول فرمایا اور اُن کی اگلی پچھلی لغزشوں سے درگزر کردیا۔ اب اُن کی جدوجہد سیدھی آخری فتح کی طرف جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ہر اعتبار سے اُن کے ساتھ ہوگی۔ صلح حدیبیہ کو فتح م بین یعنی کھلی فتح اِس لیے کہا گیا کہ اِس صلح سے مسلمانوں کو جو فوائد حاصل ہوئے وہ حسبِ ذیل ہیں:

i- قریش کا صلح کرنا دراصل مسلمانوں کی قوت کا اعتراف اور اِس حقیقت کو تسلیم کرنا تھا کہ اب قریش اِس قوت کو کچلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے عرب میں اسلامی ریاست کا وجود باقاعدہ تسلیم کرلیا اور تمام عرب قبائل کے لیے یہ دروازہ بھی کھول دیا کہ اِن دونوں سیاسی طاقتوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں حلیفانہ معاہدے کرلیں۔

ii- مسلمانوں کے لیے آئندہ سال بیت اللہ کی زیارت کا حق تسلیم کرکے قریش نے یہ بھی مان لیا کہ اسلام عرب کے مسلّمہ ادیان میں سے ایک ہے اور دوسرے عربوں کی طرح اِس کے پیروکار بھی حج وعمرہ کے مناسک ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

iii- اِس صلح کی وجہ سے مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان ہر طرح کے میل جول کے راستے کھل گئے۔ مسلمانوں نے قریش کو اِسلام کے روحانی، ذہنی، علمی، اخلاقی اور مادّی فیوض کا حال بتایا۔ اِس کے نتیجہ میں مکہ کے اہم لوگ اِسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ اِنہی لوگوں میں سے جب سیدنا خالد بن ولیدؓ، سیدنا عثمان بن طلحہؓ اور سیدنا عمرو بن العاصؓ ایمان لائے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہمارے حوالے کردیا ہے"۔

iv- مسلمانوں کو دعوت و تبلیغ کے لیے وسیع مواقع میسر آ گئے۔ جزیرہ نمائے عرب کے طول و عرض میں تبلیغی سرگرمیاں اپنے پورے نقطۂ عروج کو پہنچ گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ دو سال کے دوران مسلمانوں کی تعداد چودہ سو سے بڑھ کر دس ہزار ہو گئی۔

v- بڑے دشمن سے صلح کے بعد مسلمانوں نے چھوٹے دشمنوں پر بھرپور وار کیا۔ غطفان کی قوت کو منتشر کر دیا گیا اور سن V ہجری میں یہودیوں کو شرمناک شکست دے کر خیبر کے علاقے کو فتح کر لیا گیا۔

vi- صلح حدیبیہ کی یہ دفعہ مسلمانوں کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ آئے گا تو مسلمان اُسے واپس کر دیں گے لیکن جو شخص مدینہ سے بھاگ کر مکہ جائے گا، اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ حالات کچھ ایسے ہوئے کہ قریش کو خود صلح کی اِس دفعہ کو ختم کرنے کی درخواست کرنی پڑی۔ سیدنا ابو بصیرؓ نام کے ایک صحابی، جنہیں مکہ میں اذیتیں دی جا رہی تھیں، بھاگ کر مدینہ آ گئے۔ قریش نے اُن کی واپسی کے لیے دو آدمی مدینہ بھیجے۔ آپ ﷺ نے ابو بصیر کو اُن کے حوالے کر دیا۔ راستہ میں سیدنا ابو بصیرؓ نے ایک شخص کی تلوار قبضہ میں لے کر اُس کو مار دیا اور دوسرا بھاگ گیا۔ سیدنا ابو بصیرؓ مدینہ سے باہر اب ساحل سمندر پر آ کر رہنے لگے۔ کچھ روز بعد سیدنا ابو جندل بن سہیلؓ بھی بھاگ کر سیدنا ابو بصیرؓ سے آ ملے۔ اب قریش کا جو آدمی بھی اِسلام لا کر بھاگتا وہ سیدنا ابو بصیرؓ سے آ ملتا۔ یہاں تک کہ اِن کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اِس کے بعد اِن لوگوں کو ملک شام آنے جانے والے قریش کے کسی بھی تجارتی قافلے کا پتا چلتا تو وہ قافلے والوں کا مال لوٹ لیتے۔ قریش نے تنگ آ کر نبی اکرم ﷺ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ آپ اِن لوگوں کو اپنے پاس بلا لیں اور صلح کی مذکورہ بالا دفعہ کو کالعدم سمجھیں۔

آیات ۴ تا ۵

صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ	وہ اللہ ہی ہے جس نے نازل کی تسکین مومنوں کے دلوں میں

لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ	تاکہ وہ بڑھ جائیں ایمان میں اپنے ایمان کے ساتھ
وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے ہیں آسمانوں اور زمین کے لشکر
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ	تاکہ وہ داخل کرے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اُن باغات میں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ	اور اللہ دور کردے اُن سے اُن کی برائیاں
وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵	اور ہے یہ اللہ کے نزدیک شاندار کامیابی

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے جس نظم وضبط اور تحمل کا مظاہرہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انتہائی لائق تحسین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ صحابہ کو تحمل وبرداشت کی یہ سعادت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملی۔ اب جب وہ اِس صلح کے ثمرات دیکھیں گے تو اُن کے ایمان میں مزید اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے لشکر ہیں جو آئندہ معرکوں میں اُن کی مدد کریں گے اور اُنہیں دنیا میں عظیم الشان فتوحات نصیب ہوں گی۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ اُن کی تمام خطاؤں کو معاف فرمادے گا اور اُنہیں جنت کی لازوال زندگی میں بے مثال نعمتوں سے نوازے گا۔ بلاشبہ جنت کا حصول ہی اصل اور شاندار کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۷

منافقین اور مشرکین پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ	اور تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو
وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ	مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو
اَلظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ	جو گمان کرنے والے ہیں کہ اللہ کے بارے میں برا گمان
عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ	اُن پر ہے بری گردش
وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	اور غضبناک ہوا اللہ اُن پر
وَ لَعَنَهُمْ	اور اُس نے لعنت کی اُن پر
وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ	اور اُس نے تیار کی اُن کے لیے جہنم
وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۶	اور وہ بری ہے لوٹنے کی جگہ۔
وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے ہیں آسمانوں اور زمین کے لشکر
وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

منافقین نے عمرہ کے سفر میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان نہتے مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور اب ضرور مشرکین اِن کا خاتمہ کر دیں گے۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور بار بار مشتعل کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمان ردِّ عمل میں اقدام کریں اور پھر مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف کاروائی کا جواز مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں بدبخت گروہوں کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ مسلمانوں کو صبر و تحمل اور نظم و ضبط کے بے مثال مظاہرہ کی توفیق دی۔ البتہ منافقین اور مشرکین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی لعنت اور پھٹکار برسے گی اور آخرت

میں وہ جہنم کے شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔ مسلمانوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے لشکر ہیں جو دنیا میں اور آخرت میں منافقین اور مشرکین پر عذاب کے کوڑے برسائیں گے۔

آیات ۸ تا ۹

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ﴿۸﴾	اے نبیؐ! بے شک ہم نے بھیجا ہے آپؐ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر۔
لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر
وَ تُعَزِّرُوْهُ	اور مدد کرو رسولؐ کی
وَ تُوَقِّرُوْهُ	اور تعظیم کرو اُن کی
وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۹﴾	اور تسبیح کرو اللہ کی صبح اور شام۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ اُن کے لیے حضرت محمد ﷺ جیسی بے مثال ہستی کو رسول بنا کر بھیجا۔ اُنہوں نے اپنے قول و فعل سے لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ بھرپور انداز سے نیک کاموں کی ترغیب اور اُن پر اعلیٰ اجر کی بشارت دی۔ برے کاموں سے روکا اور اُن پر شدید عذاب کے خطرہ سے خبردار کیا۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے اُن پر ایمان لائیں، نبی اکرم ﷺ کا ادب و احترام کرتے ہوئے خدمت دین کے مشن میں اُن کا ساتھ دیں اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۰

بیعت رضوان کی تحسین

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ	اے نبیؐ ! بے شک جو لوگ بیعت کر رہے ہیں آپؐ سے
اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ	در حقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں
یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ	اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے
فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ	تو جس نے عہد توڑا تو بے شک وہ عہد توڑتا ہے اپنے ہی نقصان کے لیے
وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ	اور جس نے پوری کی وہ بات ،اُس نے عہد کیا تھا جس پر اللہ سے
فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۰﴾ ع	تو جلد ہی وہ دے گا اُسے شاندار بدلہ۔

ع ۱ ۹

صلح حدیبیہ سے قبل نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عثمانؓ کو سردارانِ قریش سے گفت و شنید کے لیے مکہ بھیجا تھا۔ اِس دوران افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اِس کی اطلاع دی اور دعوت دی کہ وہ عہد کریں کہ خونِ سیدنا عثمانؓ کا بدلہ لیں گے یا پھر اپنی جان قربان کر دیں گے۔ صحابہ کرام نے دیوانہ وار اِس دعوت پر لبیک کہی اور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ اِس بیعت کو "بیعت رضوان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے اِس جذبہ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بھی کی گئی ہے۔ جو بھی بیعت میں کیے گئے عہد کو نبھائے گا یعنی حق کی خاطر جان قربان کرنے کے لیے میدان میں آئے گا، اُسے بھرپور اجر سے نوازا جائے گا۔ البتہ اگر کسی نے بیعت کے مطابق عہد کی پاسداری نہ کی تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے گریز کا کوئی جواز نہیں

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ	اے نبیؐ! عنقریب کہیں گے پیچھے چھوڑ دیے جانے والے دیہاتیوں میں سے
شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا	مشغول کر رکھا تھا ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے
فَاسْتَغْفِرْ لَنَا	سو بخشش مانگیے ہمارے لیے
يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ	کہتے ہیں اپنی زبانوں سے جو نہیں ہے اُن کے دلوں میں
قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا	فرمایئے کون اختیار رکھتا ہے تمہارے لیے اللہ کے سامنے کچھ بھی
اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا	اگر وہ چاہے تمہارے بارے میں نقصان
اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا	یا چاہے تمہارے بارے میں فائدہ
بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ⑪	بلکہ اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
بَلْ ظَنَنْتُمْ	بلکہ تم نے گمان کیا
اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا	کہ ہر گز واپس نہیں آئیں گے رسولؐ اور مومنین اپنے گھر والوں کی طرف کبھی بھی
وَ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ	اور خوشنما بنا دیا گیا تھا یہ گمان تمہارے دلوں میں

وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ	اور تم نے گمان کیا برا گمان
وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾	اور تم تباہ ہونے والے لوگ تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جب عمرے کے لیے روانہ ہونے کا فیصلہ کیا تو تمام مسلمانوں کو نکلنے کی ترغیب دی۔ منافقین کو اندیشہ تھا کہ اگر ہم بغیر ہتھیاروں کے مکہ کی طرف جائیں گے تو مشرکین ہمارا خاتمہ کر دیں گے۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنی جان بچانے کے لیے آپ ﷺ کا ساتھ نہیں دیا اور گھر بیٹھے رہے۔ جب آپ ﷺ صلح حدیبیہ کے بعد واپس آئے تو آکر جھوٹے بہانے پیش کیے کہ ہمیں گھر کی بعض مصروفیات اور کاروبار کی چند مشکلات نے گھیر لیا اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ جانے سے قاصر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جھوٹ کا پردہ چاک کر دیا اور فرمایا کہ کیا اُن کی گھر پر موجودگی اُن کے کام بنا سکتی ہے یا اُنہیں کسی نقصان سے بچا سکتی ہے؟ نفع اور نقصان تو کل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کا برا گمان تھا کہ اب رسول ﷺ اور صحابہ کبھی بھی واپس نہ آسکیں گے۔ قریش نہتے مسلمانوں کو ترنوالہ سمجھ کر بالکل ہی مٹا دیں گے۔ بلاشبہ ایسے برے گمان کرنے والے بدبخت ہیں اور وہی تباہی سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

رسول ﷺ کا ساتھ نہ دینے والا مومن نہیں ہے

وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر
فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾	تو بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ۔
وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ	وہ بخش دیتا ہے جسے چاہے اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے

وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

جن منافقین نے عمرہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر اُن کا ساتھ نہیں دیا اُنہوں نے ثابت کیا کہ وہ دل سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنا اور آزمائش کا وقت آنے پر دین کی خاطر جان و مال اور اپنے مفاد کو خطرے میں ڈالنے سے جی چرا جانا دراصل عملی اعتبار سے کفر ہے۔ ایسا کرنے والوں کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب ہے۔ البتہ اصل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے گا معاف فرمادے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا ۔ اگر منافقین اپنی سابقہ روش پر سچی توبہ کرلیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

آیت ۱۵

فتح خیبر کی بشارت اور منافقین کی محرومی

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ	عنقریب کہیں گے پیچھے چھوڑ دیے جانے والے
اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا	جب تم چلو گے غنیمتوں کی طرف تاکہ حاصل کرو اُنہیں
ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ	اجازت دو ہمیں تاکہ ہم بھی پیچھے آئیں تمہارے
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ	وہ چاہتے یہ ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کلام
قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا	اے نبیؐ بتا دیجئے تم ہرگز پیچھے نہیں آسکتے ہمارے
كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ	اِسی طرح سے فرمادیا ہے اللہ نے پہلے سے
فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا	پھر وہ کہیں گے بلکہ تم حسد کرتے ہو ہم سے
بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾	بلکہ وہ نہیں سمجھتے مگر بہت کم۔

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ عنقریب مسلمان ایک ایسے معرکہ کی طرف جائیں گے جس میں اُن کی فتح یقینی ہے اور اُس میں اُنہیں کثرت سے مال غنیمت حاصل ہو گا۔ یہ دراصل فتح خیبر کی طرف اشارہ ہے۔ اُس موقع پر منافقین بھی ساتھ نکلنے کی اجازت چاہیں گے۔ اُنہیں بتا دیا جائے کہ جو لوگ عمرہ کے سفر پر ساتھ نہیں گئے تھے وہ خیبر کے معرکہ کے لیے بھی نہیں جاسکیں گے۔ منافقین اِس پر ناراض ہوں گے اور کہیں گے لوگ ہم سے حسد کرتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ہم بھی غنیمت کا مال حاصل کریں۔ یہ اُن کے دل کی جلن ہے جس کا وہ اظہار کریں گے اُنہیں بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ حتمی ہے اور وہ فتح خیبر میں شرکت کے ثمرات سے محروم کر دیے گئے ہیں۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

منافقین کے لیے ایک اور آزمائش آنے والی ہے

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ	اے نبیؐ! فرمایئے اُن سے جو پیچھے چھوڑے جانے والے ہیں دیہاتیوں میں سے
سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ	عنقریب تم بلائے جاؤ گے ایک سخت لڑنے والی قوم کی طرف
تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ	تم اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے
فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا	پھر اگر تم اطاعت کرو گے تو دے گا تمہیں اللہ اچھا بدلہ
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ	اور اگر تم رخ پھیرو گے جیسے تم نے رخ پھیرا تھا اِس سے پہلے
يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾	تو وہ عذاب دے گا تمہیں دردناک عذاب۔
لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ	نہیں ہے اندھے پر کوئی حرج

وَ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ	اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج
وَ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ	اور نہ ہی بیمار پر کوئی حرج
وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ع ۱۷	اللہ داخل کرے گا اُسے ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
وَ مَنْ يَّتَوَلَّ	اور جس نے رخ پھیر لیا
يُعَذِّبْهُ	وہ اُسے عذاب دے گا
عَذَابًا اَلِيْمًا ع ۱۷	دردناک عذاب۔

اِن آیات میں منافقین کو پیغام دیا گیا کہ عنقریب تمہارے لیے آزمائش کا ایک اور موقع آنے والا ہے۔ مشرکین مکہ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کر کے اُسے توڑ دیں گے۔ پھر مسلمان اُن کی طرف پیش قدمی کریں گے۔ وہ شدید جنگجو لوگ ہیں۔ اُن سے جنگ ہو گی یا وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ اگر تم نے اُس موقع پر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا تو تمہارے سابقہ جرائم معاف کر دیے جائیں گے اور تمہیں بہت عمدہ اجر سے نوازا جائے گا۔ اِس کے برعکس اگر تم نے سابقہ روش کی طرح بزدلی دکھائی تو پھر تمہیں بدترین عذاب دیا جائے گا۔ البتہ جو لوگ معذور یا بیمار ہیں، اُن پر جنگ میں شرکت نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ تو اُن پر ہے جو صحیح وسالم اور تندرست ہیں اور بغیر کسی عذر کے جنگ میں شرکت سے گریز کرتے ہیں۔

آیات ۱۸ تا ۲۱

بیعت رضوان کرنے والوں کے لیے بشارتیں

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ	یقیناً راضی ہو گیا اللہ مومنوں سے

اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ	جب وہ بیعت کر رہے تھے آپؐ سے درخت کے نیچے
فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ	تو اُس نے جان لیا جو اُن کے دلوں میں تھا
فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ	پھر اُس نے نازل فرمائی اپنی تسکین اُن پر
وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾	اور اُنہیں بدلے میں دی ایک قریبی فتح۔
وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا	اور بہت سی غنیمتیں ہیں، وہ حاصل کریں گے جنہیں
وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا	وعدہ کیا تم سے اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا، تم حاصل کرو گے جنہیں
فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ	پس اُس نے جلدی عطا کر دی تمہیں یہ
وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ	اور اُس نے روک دیے لوگوں کے ہاتھ تم سے
وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ	اور تاکہ یہ بنے نشانی مومنوں کے لیے
وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾	اور وہ چلائے رکھے تمہیں سیدھی راہ پر۔
وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا	اور ایک دوسری فتح ہے، تم قدرت نہیں رکھتے جس پر
قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا	یقیناً احاطہ کر لیا ہے اللہ نے اُس کا بھی
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾	اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اُن سعادت مند وں کو اپنی رضا کی بشارت دی جنہوں نے سیدنا عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اُس کی راہ میں جان دینے کا کیسا جذبہ اُن جواں مردوں کے دلوں میں موجزن تھا

جو حق کی خاطر جیتے ہیں، مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر
جب وقتِ شہادت آتا ہے، دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

باوجود اِس کے کہ صلح حدیبیہ یک طرفہ تھی، اللہ تعالیٰ نے اِن بندوں پر ایسی تسکین نازل فرمائی کہ اُنہوں نے مثالی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اب اللہ تعالیٰ اُنہیں انعام کے طور پر ایک قریبی فتح یعنی فتح خیبر دے گا۔ بڑی مقدار میں مالِ غنیمت سے وہ فیض یاب ہوں گے۔ اب اُن کی جدوجہد میں کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں۔ اہل ایمان کے لیے رہتی دنیا تک اُن کی جدوجہد ایک قابلِ تقلید نمونہ اور اُنہیں حاصل ہونے والی اللہ کی رضا و نصرت ایک نشانی بن جائے گی۔ اُن کی جدوجہد کا ایک بڑا ثمر فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہو گا جب اللہ تعالیٰ کا گھر بتوں کی گندگی سے پاک کر دیا جائے گا اور اللہ کے رسول ﷺ اعلان فرمادیں گے کہ : جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل: ۸۱) "آگیا حق اور مٹ گیا باطل، بے شک باطل ہے ہی مٹنے کے لیے"۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

اگر مشرکین جنگ کرتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے

وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور اگر تم سے جنگ کرتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے
لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ	تو یقیناً پیٹھ پھیر جاتے
ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾	پھر وہ نہ پاتے کوئی دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔
سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ	یہی اللہ کا دستور ہے جو جاری رہا اِس سے پہلے

وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾	اور تم ہر گز نہیں پاؤ گے اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا۔
وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ	اور وہی ہے جس نے روک دیے اُن کے ہاتھ تم سے
وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ	اور تمہارے ہاتھ اُن سے مکہ کی وادی میں
مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ	اِس کے بعد کہ اُس نے غلبہ دے دیا تھا تمہیں اُن پر
وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اگر مشرکین صلح کے بجائے جنگ کرتے تو زبردست شکست سے دوچار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اہل ایمان کے ساتھ ہے اور جس کی مدد اللہ تعالیٰ کرے اُسے کون مغلوب کر سکتا ہے۔ ماضی میں بھی حق کے دشمن اِسی طرح ذلیل اور رسوا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص حکمت کی وجہ سے جنگ کی صورت پیدا نہ ہونے دی ورنہ جنگ میں مسلمانوں کی فتح یقینی تھی۔ جنگ روکنے کی مصلحتیں اگلی آیت میں بیان کی جا رہی ہیں۔

آیت ۲۵

جنگ روکنے کی مصلحتیں

هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا
وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور روکا تمہیں مسجدِ حرام سے
وَ الْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ	اور قربانی کے جانور روک دیے گئے کہ وہ پہنچیں اپنی قربان گاہ تک
وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ	اور اگر نہ ہوتے وہ مومن مرد اور مومن عورتیں تم نہیں جانتے تھے جنہیں

تَعْلَمُوْهُمْ	
ع ۳ ۱۱ اَنْ تَطَـَٔوْهُمْ	کہ تم روند ڈالتے اُنہیں
فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ	پھر آپڑتی تم پر اُن کی وجہ سے برائی علم نہ ہونے کی وجہ سے
لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ	تاکہ داخل کرے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے
لَوْ تَزَيَّلُوْا	اگر علیحدہ ہو جاتے یہ مومنین
لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۲۵ ع	تو ہم ضرور عذاب دیتے اُن کو جنہوں نے کفر کیا ہے اُن میں دردناک عذاب۔

مشرکین مکہ نے حق کا انکار کیا، اہل ایمان کو بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ ادا کرنے سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو حدودِ حرم میں لے جا کر ذبح کرنے کے حوالے سے رکاوٹیں پیدا کیں۔ اِن جرائم کی سزا تو یہ تھی کہ اُن کے خلاف جنگ ہوتی اور اُنہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے دو مصلحتوں کی وجہ سے جنگ کی صورت پیدا نہیں ہونے دی:

i- مکہ معظمہ میں بہت سے مومن مرد او عورتیں موجود تھے جنہوں نے سردارانِ قریش کے خوف سے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا، یا جن کا ایمان معلوم تھا، مگر وہ اپنی بے بسی کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکتے تھے اور ظلم و ستم کے شکار ہو رہے تھے۔ اگر جنگ ہوتی تو مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کے ساتھ ساتھ نادانستگی میں یہ مومنین بھی مارے جاتے۔ اِس سے مسلمانوں کو رنج و افسوس ہوتا اور مشرکین عرب کو بھی یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ یہ لوگ تو لڑائی میں خود اپنے دینی بھائیوں کو بھی مار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بس مسلمانوں پر رحم کیا، صحابہ کرام کو رنج اور الزام سے بچایا اور اِس موقع پر جنگ کو ٹال دیا۔ ہاں اگر کوئی صورت ہوتی کہ اہل مکہ میں موجود مومنین علیحدہ ہو جاتے تو پھر اللہ تعالیٰ مشرکین کو مسلمانوں کے ذریعہ بدترین سزا دیتا۔

ii- اللہ تعالیٰ قریش کو ایک خونریز جنگ میں شکست دلوا کر مکہ فتح کرانا نہ چاہتا تھا بلکہ اُس کے پیش نظر یہ تھا کہ دو سال کے اندر اُن کو ہر طرف سے گھیر کر اِس طرح بے بس کر دے کہ وہ کسی مزاحمت کے بغیر مغلوب ہو جائیں، اور پھر پورا قبیلہ اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جائے، جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر ہوا۔

آیت ۲۶

صحابہ کرام کی مدح و تحسین

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ	جب رکھ لی اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے دلوں میں ضد
حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ	جو جاہلیت کی ضد تھی
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	تو نازل کی اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسول اور مومنوں پر
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى	اور قائم رکھا اُنہیں تقویٰ کی بات پر
وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا	اور وہ زیادہ حق دار تھے اِس کے اور لائق تھے اِس کے
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفارِ مکہ نے شدید ہٹ دھرمی اور جہالت کا مظاہرہ کیا۔ صلح کی یکطرفہ شرائط پر زور دیا۔ مسلمانوں کو اُس وقت عمرہ کرنے سے روک دیا۔ سیدنا ابو جندل بیڑیوں میں جکڑے ہوئے حدیبیہ آ گئے تاکہ مسلمان اُنہیں قید سے رہائی دلائیں لیکن کفار اُن کو رہا کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ صلح کے متن میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھنے پر اعتراض کیا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام پر وہ تسکین نازل کی کہ اُنہوں نے کمالِ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اُن کا پورا طرزِ عمل تقویٰ کی بہترین مثال تھا۔ یہ طرزِ عمل اُنہیں

اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملا کیونکہ اُس نے اُنہیں اِس کا اہل سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۷

نبی ﷺ کا خواب سچ ثابت ہو گا

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ	یقیناً سچی خبر دی اللہ نے اپنے رسولؐ کو خواب میں حق کے ساتھ
لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ	آپؐ ضرور داخل ہوں گے مسجدِ حرام میں اگر چاہا اللہ نے امن کے ساتھ
مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ	منڈواتے ہوئے اپنے سر اور کتراتے ہوئے بال
لَا تَخَافُوْنَ	ڈرتے نہیں ہوں گے (کسی سے)
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا	پھر وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے
فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾	تو اُس نے طے کر دی ہے اِس کے علاوہ ایک قریب فتح۔

نبی اکرم ﷺ نے سن ٦ ھ میں خواب دیکھا تھا کہ وہ عمرہ کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، لہٰذا اِسی وجہ سے آپ ﷺ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب عمرہ نہ ہو سکا اور آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو منافقین کو اعتراض کا موقعہ مل گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا خواب سچ ثابت نہیں ہوا۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نبی ﷺ کا خواب ضرور سچ ثابت ہو گا۔ صلح حدیبیہ میں طے شدہ شرط کے مطابق اگلے سال آپ ﷺ اور صحابہ کرام عمرہ کی سعادت حاصل کریں گے۔ پھر اُس سے اگلے سال ایک عظیم کامیابی حاصل ہو گی اور نبی اکرم ﷺ

بحیثیت فاتح مکہ میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ یہ دونوں خبریں سچ ثابت ہوئیں اور اعتراض کرنے والوں کو رسوا ہونا پڑا۔

آیت ۲۸

نبی ﷺ کا مقصد صلح نہیں غلبۂ دین ہے

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو
بِالْهُدٰى	کامل ہدایت کے ساتھ
وَدِیْنِ الْحَقِّ	اور برحق دین کے ساتھ
لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ	تاکہ وہ غالب کر دیں اُسے تمام دینوں پر
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾	اور کافی ہے اللہ گواہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو قرآنِ حکیم جیسی کامل ہدایت اور اسلام جیسا برحق دین دے کر اِس لیے بھیجا ہے کہ دنیا میں اِس ہدایت کو جاری و ساری کریں اور دین کو غالب و نافذ کریں۔ آپ ﷺ صرف دین اسلام کی عادلانہ تعلیمات کی تبلیغ کے لیے نہیں بلکہ اِنہیں نافذ کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کا مقصد صلح یا جنگ نہیں بلکہ عادلانہ نظام کا قیام ہے۔ صلح تو مجبوری کے تحت کی گئی ہے کیوں کہ ابھی باطل کو نیست و نابود کرنے کے لیے درکار قوت فراہم نہیں ہوئی۔ اگر قریش نے صلح توڑی اور اُس وقت مناسب قوت فراہم ہو گئی تو پھر باطل کے خلاف فیصلہ کن اقدام کر کے حق کو غالب کیا جائے گا۔ بلاشبہ دین حق کا غلبہ ہی ایک انسان کے لیے اعلیٰ ترین مقصد اور مشن ہو سکتا ہے

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اِسی لیے مسلماں میں اِسی لیے نمازی

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے دین کی سربلندی و سرفرازی کے لیے تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۹

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے اوصاف

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ	محمد اللہ کے رسولؐ ہیں
وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ	اور وہ جو آپؐ کے ساتھ ہیں
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ	بہت سخت ہیں کافروں پر
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ	بہت رحم دل ہیں آپس میں
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا	تم دیکھو گے اُنہیں رکوع کرنے والے ہیں سجدے کرنے والے ہیں
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا	طلب کرتے ہیں فضل اللہ کا اور (اُس کی) رضا
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ	اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر (نور یعنی) سجدوں کا اثر ہے
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ	یہ اُن کی مثال تورات میں ہے
وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ	اور اُن کی مثال انجیل میں
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ	اُس کھیتی کی طرح ہے جس نے نکالی اپنی کونپل
فَاٰزَرَهٗ	پھر اللہ نے مضبوط کیا اُسے

فَاسْتَغْلَظَ	پھر وہ موٹی ہوئی
فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ	پھر سیدھی کھڑی ہو گئی اپنے تنے پر
يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ	بھلی لگتی ہے کسانوں کو
لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ	تاکہ غصہ دلائے کافروں کو
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وعدہ کیا اللہ نے اُن سے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ	اور جنہوں نے عمل کیا اچھا اُن میں سے
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع	بخشش اور شاندار بدلے کا۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی عظمت و تحسین کرتے ہوئے اُن کے حسبِ ذیل اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

i۔ وہ دین کے دشمنوں کے معاملہ میں انتہائی سخت ہیں خواہ وہ اُن کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ مخالفین کے پاس ایسی طاقت یا تدبیر نہیں تھی کہ صحابہ کو اُس مقصدِ عظیم سے ہٹا دیں جس کے لیے وہ سر دھڑ کی بازی لگا کر حضرت محمد ﷺ کا ساتھ دینے کے لیے اُٹھے تھے۔

ii۔ وہ دین کی خدمت کرنے والوں سے شدید محبت کرنے والے اور اُن کے لیے ہر طرح کا ایثار و قربانی پیش کرنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔ مقصد کی ہم آہنگی نے اُن کے درمیان ایسی اخوت پیدا کر دی ہے کہ وہ حقیقی بھائی محسوس ہوتے ہیں۔

iii۔ اللہ تعالیٰ سے اُن کے تعلق کا یہ عالم ہے کہ اُس کی رضا اور فضل کے ہر وقت طلب گار ہوتے ہیں۔ کثرتِ سجود سے روحانیت کا ایک نور اُن کے چہروں پر جگمگا تا رہتا ہے۔

ع ۱۲ iv۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعلیٰ کردار کی مثالیں تورات اور انجیل میں پہلے ہی سے بیان کر دی ہیں۔

آیت کے آخر میں صحابہ کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اُن کے ترقی کرتے ہوئے اخلاق و اوصاف کو ایک ایسی کھیتی سے تشبیہ دی گئی جو زمین سے بر آمد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے رفتہ رفتہ اُسے تقویت دی اور وہ اپنے بل بوتے پر کھڑی ہو گئی۔ کھیتی لگانے والے کو اُس کا پھلنا پھولنا خوش کرتا ہے لیکن حسد کرنے والوں کی جلن اور بڑھتی ہے۔ صحابہ کرام کی یہ صالح جماعت اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی محنت اور تربیت کا ثمر ہے

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

اللہ کے رسول ﷺ اپنی محنت کے ثمرات دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور کافر صحابہ کرام کے اِس سرسبز و شاداب گلستان کو دیکھ کر حسد کی آگ میں بری طرح سے جل رہے ہیں۔ وہ جلتے رہیں اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب ﷺ کے اِن مخلص ساتھیوں کو نوازتا رہے گا اور روزِ قیامت اپنی بخشش اور اجرِ عظیم کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔

سورۃُ اَلْحُجُرَاتِ

اسلامی ریاست کے حوالے سے احکامات

اِس سورۂ مبارکہ میں اسلامی ریاست کے حوالے سے رہنما اصول اور اُس کے اندرونی استحکام کے لیے اہم ہدایات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ — اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
- آیت ۶ — ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی
- آیات ۷ تا ۸ — اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
- آیات ۹ تا ۱۲ — ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی
- آیت ۱۳ — عالمی اسلامی ریاست کے لیے وحدت کی بنیاد
- آیات ۱۴ تا ۱۸ — اسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد

آیت ۱

کوئی قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہو گی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	آگے نہ بڑھو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝	بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں ہدایت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات سے تجاوز نہ کرو۔اِس ہدایت کی روشنی میں اسلامی ریاست میں دستور کی پہلی اور اہم ترین بنیاد یہ ہے کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اُس کی اطاعت ہر صورت میں لازم ہے۔ البتہ اُس کی اطاعت کا ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہمیں شریعت کے دو ماخذ، قرآن وسنت عطاہوئے۔اِن حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے دستور میں طے کیاجائے گا کہ ریاست میں کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہ ہوگی۔ آیت میں مزید تاکید کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہی اطاعت کی روح ہے۔ تقویٰ نہ ہو تو انسان احکاماتِ شریعت کو حیلہ سازی کے ذریعہ کھیل بنالیتا ہے۔

آیات ۲ تا ۵

دستورِ اسلامی کی جذباتی وثقافتی بنیاد... نبی اکرم ﷺ کا ادب واحترام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ	نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر
وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ	اور نہ اونچی کرو آواز اُن کے ساتھ بات کرنے میں
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ	جیسا کہ اونچی کرنا ہوتا ہے آواز تم میں سے ایک کا دوسرے کے لیے
اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ	ایسا نہ ہو برباد ہو جائیں تمہارے اعمال
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲	اور تم خبر تک نہ رکھتے ہو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	بے شک جو لوگ پست رکھتے ہیں اپنی آوزیں اللہ کے رسولؐ کے سامنے
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى	یہی لوگ ہیں کہ آزمالیے ہیں اللہ نے اُن کے دل تقویٰ

	کے لیے
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳	اُن کے لیے بخشش ہے اور شاندار بدلہ۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ	بے شک اے نبیؐ! جو لوگ پکارتے ہیں آپؐ کو حجروں کے باہر سے
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴	اُن کے اکثر نہیں سمجھتے۔
وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا	اور اگر یہ کہ وہ صبر کرتے
حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ	یہاں تک کہ آپؐ نکلتے اُن کی طرف
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ	یقیناً بہتر ہوتا اُن کے لیے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ہر ریاست کو اپنی وحدت و شیرازہ بندی کے لیے ایک قومی رہنما (National hero) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس کی محبت کو فروغ دیا جاتا ہے اور اُس کے فرامین کو سند سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اِس مقصد کے لیے کسی مصنوعی رہنما کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے قیامت تک اُسوہ اور لائق اتباع ذات جنابِ نبی کریم ﷺ کی ہے۔ اُن کے فرامین کی اطاعت اور اُن کی سنت کی پیروی عالمگیر سطح پر ایک وحدت کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ کا ادب واحترام دل میں اللہ کا تقویٰ ہونے کی علامت ہے کیونکہ آپ ﷺ کی تعظیم دراصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے جس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کے ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ اپنی رائے کو آپ ﷺ کے ارشاد پر فوقیت نہ دی جائے۔ جب دلیل کے طور پر آپ ﷺ کا ارشاد پیش کیا جائے تو فوراً خاموشی اختیار کی جائے اور اپنی کسی برخلاف رائے کو ترک کر دیا جائے۔ اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اُس کی تمام نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جو بدنصیب آپ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں اُن کا کیا انجام ہو گا!

آیت ۶

بغیر تحقیق کے فیصلہ نہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایما ن لائے ہو!
اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ	اگرلائے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر
فَتَبَيَّنُوْٓا	توخوب تحقیق کر لیا کرو
اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ	ایسانہ ہو تم جاپڑو کسی قوم پر لاعلمی میں
فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦	پھر ہو جاؤاُس پر جو تم نے کیا ہے نادم۔

اِس آیت میں افواہ سازی کا سدِباب کیا گیا ہے۔ اگر کوئی خبر کسی ایسے شخص کی طرف سے پہنچے جس کے کردار کی پاکیزگی واضح نہ ہو تواُس خبر پر بغیر تحقیق کے کوئی گمان یا فیصلہ نہ کیا جائے۔ ممکن ہے وہ خبر غلط ہو اور ہمیں اپنے کیے پر ندامت وپشیمانی سے دوچار ہونا پڑے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِباً اَن يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم) "کافی ہے ایک شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے کہ وہ (بلا تحقیق) آگے بیان کر دے ہر وہ بات جو اُس نے سنی ہے"۔

اسلامی ریاست میں قانون سازی کا ایک اہم ماخذ حدیث نبوی ﷺ ہے۔ حدیث بھی ایک اہم خبر ہے جو محدثین تک پہنچی۔ اِسی لیے محدثین نے اِس کی صداقت معلوم کرنے کے لیے تحقیق کا حق ادا کیا۔ ہر اُس شخص کے بارے میں مکمل چھان بین کی جس کا نام کسی بھی حدیث کی سند میں راوی کے طور پر آیا۔ صرف صحابہ کرام کو اِس سے مستثنیٰ رکھا کیوں کہ اُن کے عدول اور سچا ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔

آیات ۷ تا ۸

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کی تو مشکل میں پڑ جاؤ گے

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ	جان لو! تمہارے درمیان اللہ کے رسولؐ ہیں

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ	اگر وہ کہنا مانیں تمہارا بہت سے معاملات میں
لَعَنِتُّمْ	یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ گے
وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ	اور لیکن اللہ نے محبوب کر دیا ہے تمہارے لیے ایمان کو
وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ	اور خوشنما کر دیا ہے اُسے تمہارے دلوں میں
وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ	اور ناپسندیدہ کر دیا ہے تمارے لیے کفر اور گناہ اور نا فرمانی کو
اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷	یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً	فضل ہے اللہ کی طرف سے اور نعمت
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۸	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں رُوئے سخن اُن صحابہ اور صحابیات کی طرف ہے جن کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرابت داری کا تعلق تھا۔ اِن سے فرمایا گیا کہ اگرچہ نبی اکرم ﷺ تم میں سے کسی کے داماد، کسی کے بھتیجے، کسی کے خسر، کسی کے شوہر اور کسی کے والد بھی ہیں لیکن اُن سے تمہاری اصل نسبت رسول اور امتی کی ہے۔ اُن ﷺ کی رہنمائی براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہر معاملہ میں پہلے اُن کی مرضی و منشاء کو دیکھو اور پھر اگر وہ اجازت دیں تو اپنی رائے پیش کرو۔ کسی بھی صورت میں اپنی رائے کو اُن کی رائے پر فوقیت دے کر اپنی بات منوانے کی کوشش نہ کرو ورنہ تمہیں لازماً نقصان کا سامنا ہو گا۔ آیت V کے دوسرے حصے میں صحابہ کرام کو صاحب ایمان، صاحب کردار اور صاحب ہدایت ہونے کی سند عطا کی گئی ہے۔ فرمایا گیا کہ صحابہ کرام کا باطن اِس قدر پاکیزہ اور نورِ ایمان سے اِس طرح جگمگا رہا ہے کہ اُنہیں کفر، نافرمانی اور گناہوں کے تصور سے بھی نفرت ہے۔ ایسے ہی مخلص ساتھیوں کی رفاقت اور جانثاری کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار

ہوئی۔ بلاشبہ ایمان کی محبت اور کفر و نافرمانی سے نفرت اللہ تعالیٰ کا وہ فضل ہے جو وہ اپنے علم و حکمت کی بنیاد پر جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فضل ہمیں بھی عطا فرمائے:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ کَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ۔ آمین !

آیات ۹ تا ۱۰

دو مسلمان گروہ باہم لڑ پڑیں تو فوراً صلح کراؤ

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا	اور اگر دو گروہ مومنوں میں سے آپس میں لڑ پڑیں
فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا	تو صلح کرا دو اُن دونوں کے درمیان
فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی	پھر اگر زیادتی کرے اُن میں ایک گروہ دوسرے پر
فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ	تو لڑو اُس سے جو زیادتی کرتا ہے
حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ	یہاں تک کہ وہ پلٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف
فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ	پھر اگر وہ پلٹ آئے تو اُن کے درمیان صلح کراؤ عدل کے ساتھ
وَ اَقْسِطُوْا	اور عدل کرو
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۹	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے عدل کرنے والوں کو۔
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ	بے شک مومن تو بھائی ہی ہیں
فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ	پس صلح کرا دیا کرو اپنے دو بھائیوں کے درمیان
ع ۱۳ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ ع	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اگر اہل ایمان کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو دیگر مسلمانوں کو چاہیے کہ:

i-اِس صورتِ حال پر انتہائی دکھ اور کرب محسوس کریں اور اِسے ملت اِسلامیہ کے اتحاد میں ایک رخنہ تصور کریں۔ لہٰذا لاتعلق ہو کر بیٹھنے یا تماشائی بننے کے بجائے متحارب گروہوں میں صلح کروانے کی کوشش کریں۔

ii-اگر کوئی فریق صلح پر آمادہ نہ ہو یا صلح کے لیے ناجائز شرائط پیش کرے یا صلح کی خلاف ورزی کرے، تو اِسے سماجی دباؤ کے ذریعہ عادلانہ صلح پر آمادہ کیا جائے۔ سماجی دباؤ میں اِس کی ہٹ دھرمی کی علی الاعلان مذمت، اِس کا بائیکاٹ اور انتہائی درجہ میں اِس کے خلاف جنگ کرنا بھی شامل ہے۔

iii-جب دونوں فریق صلح پر آمادہ ہو جائیں تو اِن کے درمیان صلح کرا دی جائے۔ صلح کے مبنی بر عدل ہونے کا خاص خیال رکھا جائے اور خاص طور پر اُس فریق پر زیادتی نہ کی جائے جسے زبردستی صلح پر آمادہ کیا گیا ہے۔

آیت ۱۰ دنیا کے تمام مسلمانوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کرتی ہے۔ اِس آیت میں فرمایا گیا کہ تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ کوئی سلیم الفطرت آدمی پسند نہیں کرتا کہ دو بھائیوں کے درمیان اختلافات رہیں۔ لہٰذا صلح کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اگر ہم بھائیوں کے درمیان تنازعات ختم کروا کر اُن پر مہربانی کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمیں اپنے رحم و کرم سے نوازے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

وہ مجلسی برائیاں جو دلوں کو پھاڑ دیتی ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ	مذاق نہ اڑائیں مرد دوسرے مردوں کا
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ	ممکن ہے وہ ہوں بہتر اُن سے
وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ	اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا
عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ	ممکن ہے وہ ہوں بہتر اُن سے

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ	اور نہ طعنہ دو اپنے لوگوں کو
وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ	اور نہ پکارو ایک دوسرے کو بُرے القاب کے ساتھ
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ	بُرا ہے برا نام رکھنا ایمان کے بعد
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪	اور جس نے توبہ نہیں کی تو وہی ظالم ہیں۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ	بچو بہت زیادہ گمان کرنے سے
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ	بے شک بعض گمان گناہ ہیں
وَلَا تَجَسَّسُوْا	اور جاسوسی نہ کرو (کسی کی)
وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا	اور نہ غیبت کرے تم میں سے کوئی دوسرے کی
اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا	کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی کہ وہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہے
فَكَرِهْتُمُوْهُ	تو تم نے ناپسند کیا اِسے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫	بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں اُن مجلسی برائیوں سے روکا گیا ہے جن کی وجہ سے دو افراد یا گروہوں میں محبت و الفت کمزور پڑ جاتی ہے، نفرت و عداوت کا آغاز ہوتا ہے اور بعض اوقات دشمنی ایسی شدت اختیار کرتی ہے کہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ وہ مجلسی برائیاں یہ ہیں :

i- کسی کا مذاق اڑانا۔ مذاق اڑانے والا کسی کے ظاہر کو دیکھ کر ایسا کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ انسان کے باطن پر ہوتی ہے۔ ترمذی شریف میں نبی اکرم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ:

اِنَّ اللہ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِن یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ

"بے شک اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتیں اور مال اور لیکن وہ دیکھتا ہے تمہارے دل اور اعمال"۔

ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ اپنی کسی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو مذاق اڑانے والے سے زیادہ محبوب ہو یا اگر آج برا ہے تو کل کوئی ایسا عمل کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں افضل قرار پائے۔ عام طور پر قرآنِ حکیم میں مخاطب مرد ہوتے ہیں لیکن دیے جانے والے احکامات کا اطلاق خواتین پر بھی ہوتا ہے۔ اِن آیات میں خواتین کو علیحدہ سے مذاق اڑانے سے روکا گیا کیوں کہ یہ برائی خواتین میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ خواتین کا دائرہ کار گھر تک محدود ہوتا ہے اور اِس چھوٹی دنیا میں سطحی باتوں پر توجہ زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا اِن باتوں پر تنقید کا معاملہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

ii- کسی کو طعنہ دے کر یا اُس پر الزام لگا کر اُسے شرمندہ کرنا۔ یہاں فرمایا گیا کہ اپنوں کو طعنہ نہ دو یعنی تمام مسلمان آپس میں بھائی اور ایک ملت واحدہ ہیں لہٰذا کسی مسلمان کو طعنہ دینا درحقیقت اپنی ہی ملت کو داغدار کرنا ہے۔

iii- کسی شخص یا گروہ کا ایسا نام رکھنا جو اُسے ناگوار محسوس ہوتا ہو۔ یہ انتہائی بزدلانہ اور گھٹیا حرکت ہے اور ایمان کے دعویدار انسان کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔ ایمان تو وہ جذبۂ محرکہ ہے جو انسان کی سوچ اور کردار کو اعلیٰ صفات کا حامل بننے کی طرف گامزن کرتا ہے۔

iv-سوئے ظن یعنی برا گمان کرنا۔ انسان کی رائے محض گمان پر نہیں بلکہ ٹھوس حقائق کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ کسی شخص کے ساتھ معاملہ کا آغاز حسن ظن سے کرنا چاہیے۔ سوئے ظن بعض اوقات بہت سی غلط فہمیوں کا سبب بن جاتا ہے اور انسان سے افسوسناک اقدامات کروادیتا ہے۔

v- تجسّس کرنا یعنی کسی کی ٹوہ میں لگنا۔ عام طور پر کسی کے ساتھ حسد، بغض، دشمنی یا دنیوی معاملات میں مسابقت کی وجہ سے، اُس کے نجی و ذاتی معاملات کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ اُسے بدنام کیا جائے یا نقصان پہنچایا جائے۔ اِس برائی سے مسلمانوں کو روکا گیا کیونکہ یہ آپس میں شدید نفرتوں کا باعث بنتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

يَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يَدْخُلِ الْاِيمَانُ قَلْبَهٗ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهٖ (مسندِ احمد)

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو زبان سے اور نہیں داخل ہوا ایمان جن کے دل میں غیبت نہ کرو مسلمانوں کی اور نہ تلاش کرو اُن کے عیب۔ تو بے شک جو تلاش کرے گا اُن کے عیب تو پیچھے پڑ جائے گا اللہ اُس کے عیب کے اور جس کے لیے پیچھے پڑ جائے اللہ اُس کے عیب کے تو وہ رسوا کر دے گا اُسے اُس کے گھر میں"۔

vi-غیبت کرنا یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اُس کی برائی کرنا۔ اگر یہ برائی فی الواقع اُس شخص میں موجود ہے تو اِس کا بیان کرنا غیبت ہے ورنہ بہتان ہے۔ ایک چونکا دینے والی تمثیل کے ذریعہ واضح کیا گیا کہ غیبت کا گناہ اتنا ہی برا ہے جیسے ایک مردہ بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھانا جو اپنے دفاع پر قادر نہیں ہے۔

آیت ۱۳

عالمگیر مساواتِ انسانی کی بنیاد... وحدتِ خالق اور والدین

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى	اے لوگو! بے شک ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے
وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ	اور ہم نے بنادیا ہے تمہیں قومیں اور قبیلے

لِتَعَارَفُوْا	تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ	بے شک تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ تمام انسان ایک خالق کی مخلوق اور ایک مرد اور عورت کی اولاد ہونے کے ناطے بالکل برابر ہیں۔ کوئی بھی انسان حقیر نہیں۔ وہ سب ایک عالمگیر برادری کا حصہ ہیں۔ گویا یہ آیت پوری نوعِ انسانی کے درمیان وحدت کی اَساس فراہم کرتی ہے۔ انسان نے اجتماعیت کے میدان میں ارتقاء کرتے کرتے قبائلی نظام، پھر شہری حکومت اور آخر کار ریاست کے تصور تک رسائی حاصل کرلی ہے۔ اب انسان شدت سے محسوس کر رہا ہے کہ اگر ایک عالمی ریاست قائم نہ ہوئی تو قوموں کے درمیان تصادم اور اُس میں مہلک ہتھیاروں کے اِستعمال کی وجہ سے انسان ایک ہولناک تباہی سے دوچار ہو کر رہے گا۔ ذرائع ابلاغ کی ترقی نے آج پوری دنیا کو قریب کر کے فاصلوں کو بے معنی کر دیا ہے اور اِس طرح ایک عالمی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کر دی ہے۔ لیکن دلوں میں ایسے فاصلے ہیں جو اِس سلسلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ یہ فاصلے مختلف اقوام کے درمیان رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر نفرتوں کی صورت میں ہیں۔ یہ نفرتیں ماضی میں ہولناک جنگوں اور بڑے پیمانے پر انسانی ہلاکتوں کا باعث بنی ہیں۔ یہ آیت اِن نفرتوں کو دور کرنے کے لیے ٹھوس رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آیت کے دوسرے حصے میں کہا گیا کہ انسانوں کی مختلف قوموں اور قبائل میں تقسیم محض تعارف یعنی ایک دوسرے کو پہچاننے کی سہولت کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہ ہے جو متقی ہے۔ تقویٰ کا تعلق ظاہر سے نہیں بلکہ باطن سے ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کے دل میں تقویٰ ہے اور کتنا ہے؟ اِسی کے اعتبار سے آخرت میں انسان کا مرتبہ و مقام طے ہو گا۔ انسانوں میں ایک دوسرے پر برتری (The urge to dominate) کے حصول کا جذبہ فطری طور پر موجود ہے۔ اگر معاشرے میں برتری کی بنیاد نسب، دولت یا اقتدار نہ ہو بلکہ اخلاق و تقویٰ ہو تو انسانوں کے مابین مسابقت مثبت اور مفید (Productive) خطوط پر پروان چڑھتی ہے اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

آیت ۱۴

اسلام اور ایمان کا فرق

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا	کہا دیہاتیوں نے ہم ایمان لے آئے
قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا	اے نبیؐ! فرمایئے تم ایمان نہیں لائے
وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا	اور لیکن کہو ہم اسلام لے آئے
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ	اور ابھی تک نہیں داخل ہوا ایمان تمہارے دلوں میں
وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	اور اگر تم اطاعت کرو گے اللہ اور اُس کے رسول کی
لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا	اللہ کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ قرآنِ حکیم کی واحد آیت ہے جہاں اِسلام اور ایمان کی اصطلاحات مقابل کے طور پر لائی گئی ہیں۔ چند نو مسلموں کے ایمان کے دعوے کی نفی کی گئی لیکن اُن کے اِسلام کا اثبات کیا گیا۔ یہاں زبانی اقرار کو اِسلام اور قلبی یقین کو ایمان کہا گیا ہے۔ اِسلام عام ہے اور ہر مسلمان کو یہ نعمت حاصل ہے۔ البتہ ایمان خاص ہے اور یہ نعمت کسی کسی کو حاصل ہے۔ جن لوگوں کو یہ نعمت حاصل ہے اِن کی کیفیت اگلی آیت میں بیان کی گئی ہے۔ البتہ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری و رحیمی کا اظہار ہے کہ اگر بغیر قلبی ایمان کے بھی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے تو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اِس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اِستقامت کے ساتھ عمل کرنے سے دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے۔ سورت کے موضوع کے اعتبار سے اِس آیت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اِسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد اِسلام پر ہے۔ ایمان ایک باطنی حقیقت ہے جسے دنیا میں جانچا یا ناپا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا اِسلامی ریاست

میں شہری حقوق زبانی اقرار یعنی اِسلام کی بنیاد پر حاصل ہو سکیں گے۔ اِسلامی معاشرہ ایک نظریاتی معاشرہ ہے جس کی بنیاد رنگ، نسل یا زبان پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اِسلام پر ہے۔

آیت ۱۵

حقیقت میں مومن کون ہیں؟

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	بے شک مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر
ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا	پھر اُنہوں نے شک نہیں کیا
وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵	یہی لوگ سچے ہیں۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ حقیقی مومن تو صرف وہ ہیں جو :

i-باطن میں ایسا یقین قلبی رکھتے ہیں کہ جس کی وجہ سے اُن کی سوچ شکوک و شبہات سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے لیے یکسو ہو چکے ہیں۔

ii-ظاہر میں مال اور جان سے اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔

اگر ہم اوپر بیان کردہ دونوں صفات رکھتے ہیں تو گویا ایمانِ حقیقی کی دولت رکھتے ہیں جس کی بنیاد پر آخرت میں کامیابی کا فیصلہ ہو گا۔ ورنہ ہم صرف قانونی مسلمان ہیں اور آخرت میں ہمیں ناکامی کے اندیشہ سے ڈرنا چاہیے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

اسلام قبول کرنا تمہارا کمال نہیں بلکہ تم پر اللہ کا احسان ہے

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا	وہ احسان رکھتے ہیں آپؐ پر کہ اسلام لے آئے
قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ	فرمایئے مت احسان رکھو مجھ پر اپنے اسلام کا
بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ	بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے تم پر کہ اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں ایمان کی
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ	اگر تم سچے ہو
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے تمام غیب
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو تم کر رہے ہو۔

ع ۲ ۸ ۱۴

اِن آیات میں اُن نو مسلموں سے خطاب ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ پر اپنے قبولِ اِسلام کا احسان جتلایا تھا۔ فرمایا گیا کہ کسی انسان کا مسلمان ہو جانا، اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا اُس انسان پر احسان ہے کہ اُس نے اُسے اِسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

"بادشاہ کی خدمت کا تمہیں اگر کوئی موقع ملا ہے تو یہ نہ سمجھو کہ اُس پر تمہارا کوئی احسان ہے بلکہ بادشاہ کا احسان مانو کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت کا موقع دیا ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تو اِسلام سے آگے بڑھ کر ایمان کی طرف رہنمائی کی ہے۔ آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ بذات خود جانتا ہے کہ کون اخلاصِ نیت سے اِسلام لایا ہے اور کس کا دل ایمانِ حقیقی سے منور ہے۔